استاد: ملت کا محافظ

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر ثریا بتول علوی

۳
۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استاد: ملت کا محافظ

پروفیسر ثریا بتول علوی

تنظیم اساتذہ پاکستان (خواتین)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

371.13

کتاب	:	استاد: ملت کا محافظ
مصنفہ	:	پروفیسر ثریا بتول علوی
طبع دوم	:	جون ۲۰۰۶ء
اہتمام	:	تنظیم اساتذہ پاکستان (خواتین)
سرورق	:	آغا علی حسن قزلباش
کمپوزنگ	:	قاسم گرافکس، منصورہ ملتان روڈ لاہور 0300-4264573
ترسیل	:	486۔سی۔سیٹ لائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

قیمت : -/75روپے

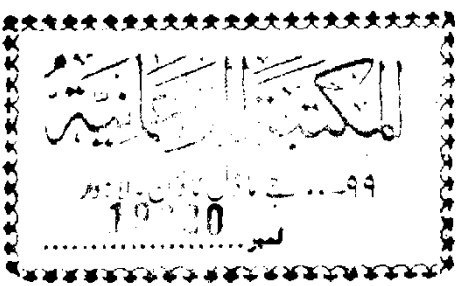

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترتیب

دیباچہ	4
اسلامی تہذیب کی بقا اور تحفظ	7
تہذیب کی پہلی بنیاد: علم	21
موجودہ تعلیمی منظر نامہ	27
یہ سیکولر نظام تعلیم	35
معلم اعظم کا اسوہ حسنہ	63
مثالی اساتذہ کی ضرورت اور اہمیت	77
تعمیر معاشرہ میں استاد کا کردار	93
تعلیمی ادارے میں استاد کے روابط	107
عصر حاضر میں مسلمان استاد کے لیے چیلنج	117
اساتذہ کے لیے ضابطۂ اخلاق	135

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیباچہ

قیام پاکستان کے فوراً بعد پاکستان کی اسلامی مملکت میں نظام تعلیم کو اسلامی تقاضوں کے مطابق ڈھالنے کا فوری بندوبست ہونا چاہیے تھا کہ زندہ و توانا قومیں اپنا نظام تعلیم اپنے عقاید و افکار اور اپنی تہذیب و کلچر کی روشنی میں ترتیب دیتی ہیں۔ قائداعظم نے پاکستان بننے کے فوراً بعد واضح الفاظ میں فرمایا تھا: ''ہم نے پاکستان کا مطالبہ ایک زمین کا ٹکڑا حاصل کرنے کے لیے نہیں کیا تھا، بلکہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں''۔ (۲۱ جنوری ۱۹۴۸ء)

مگر قائداعظم کی وفات کے بعد پاکستان کے حکمرانوں نے پاکستان میں شریعت اسلامی کے نفاذ کے بجائے لادینی قدروں کو فروغ دینا شروع کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا نظام تعلیم تبدیل نہیں کیا گیا۔ وقتاً فوقتاً بعض جزوی تبدیلیاں ضرور اس استعماری نظام کے اندر کی گئیں مگر اس کا بنیادی ڈھانچہ اور سانچہ لارڈ میکالے والا ہی موجود رہا۔ صدر محمد ضیاء الحق کے دورِ حکومت میں نظام تعلیم کو اسلام کے تقاضوں کے مطابق ڈھالنے کے لیے چند تبدیلیاں ہوئیں مگر ان پر خاطر خواہ عمل نہ ہوا۔ یہ اقدام بھی مغرب نواز طبقے کو کانٹے کی طرح کھٹک رہا تھا۔

چنانچہ لادینیت اور مغربی ایجنڈے کی حامل این جی اوز متحرک ہوئیں اور انھوں نے پاکستان کے نظام تعلیم کو مکمل طور پر سیکولر اور لبرل بنانے کی سفارش کی۔ نصاب میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجود ہر اسلامی جھلک چن چن کر نکال دینے کی تجویز بھی پیش کی۔ چنانچہ ۲۰۰۴ء کا سرکاری ٹیکسٹ بک بورڈوں کا نصاب بھی پرائمری سے لے کر انٹر تک اسی کی روشنی میں مرحلہ وار منصوبے کے تحت تیار کیا گیا' جس پر قوم نے شدید ردعمل کا اظہار کیا۔ دوسری طرف آغا خان یونی ورسٹی امتحانی بورڈ سے حکومت پاکستان کا ایک معاہدہ سامنے آیا جس پر تعلیمی حلقوں میں اضطراب کی ایک وسیع لہر دوڑ گئی۔

نجی شعبے کو تعلیم و تربیت کے میدان میں نظریاتی تخریب کے پورے پورے مواقع فراہم کیے جا رہے ہیں۔ جبکہ بچوں کے مستقبل اور والدین کے مالی وسائل کو ہڑپ کرنے کا عملاً پورا اختیار دیا جا چکا ہے۔ اس صورت حال نے ماحول کو خاصا کرب ناک بنا دیا ہے۔

لہٰذا ان عالمی اور مقامی سازشوں کا تدارک کرنا ضروری ہے۔ یہ چند مضامین مختلف اوقات میں تعلیمی اصلاح احوال کی غرض سے تحریر کیے گئے تھے۔ جنھیں اب یک جا شائع کیا جا رہا ہے۔

اس کتاب کی نظر ثانی مولانا عبدالوکیل علوی صاحب اور پروفیسر سلیم منصور خالد صاحب نے فرمائی ہے۔ میں ان کی بہت شکر گزار ہوں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارا حامی و ناصر ہو اور ہمیں اپنی ہمت کے مطابق موجودہ خرابیوں کے ازالے کی توفیق عطا فرمائے۔

پروفیسر ثریا بتول علوی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی تہذیب کی بقا اور تحفظ

دنیا میں جو قومیں اپنے مخصوص قومی امتیازات برقرار نہ رکھ سکیں اور دوسروں کے طور اطوار اختیار کر لیں وہ اپنا قومی اور تہذیبی تشخص کھو دیتی ہیں۔

آج اگر ہم کہتے ہیں کہ بابلی تہذیب یا قدیم مصری تہذیب مٹ چکی ہے تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اہلِ بابل کی نسل ختم ہو چکی ہے یا مصری قوم کی نسل آگے نہیں چل سکی۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بابلی تہذیب یا مصری تہذیب کے جو خصوصی امتیازات اور شعائر تھے' وہ اب نیست و نابود ہو چکے ہیں۔ جن تصورات و نظریات پر ان کا بنیادی ڈھانچہ قائم تھا' وہ نظریات و تصورات ہی ختم ہو کر رہ گئے۔ اس طرح تاریخ بتاتی ہے کہ بنی اسرائیل کے دس قبیلے گم ہو چکے ہیں اور آج تک ان کے بارے میں پتا نہیں چل سکا۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ کسی قتلِ عام کا شکار ہو کر دنیا سے ختم ہو گئے' بلکہ اس سے یہ مراد ہے کہ ان میں قوم بنی اسرائیل کے امتیازی اوصاف و خصوصیات ختم ہو کر رہ گئے۔

اس بات کو یوں بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ بعثتِ نبویؐ کے وقت مروجہ جاہلی تہذیب کو چھوڑ کر' عربوں نے جب اسلامی عقاید اور قرآن و سنت کو حرزِ جان بنایا تو اسلامی تہذیب وجود میں آ گئی۔ وہی لوگ جو جاہلی تہذیب کے نمایندے تھے اب اسلام کے عقاید و نظریات' عبادات و معاملات کو اختیار کر لینے کی بنا پر نئی اسلامی تہذیب کے بہترین نمایندے بن کر سامنے آئے۔ لوگ تو وہی تھے مگر نئے اوصاف و امتیازات نے اور نئے نظامِ زندگی نے اب ان کو ایک بالکل مختلف امت اور ایک اسلامی تہذیب کا نقطۂ آغاز بنا دیا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقت یہ ہے کہ ہماری تہذیب وثقافت اور ہمارا نظامِ زندگی اگر باقی رہ سکتا ہے تو صرف اسی طرح کہ عقاید واخلاق کی جو میراث ہم نے اپنے اسلاف سے پائی ہے اس کو صحیح طریقے سے ٹھیک ٹھیک اپنی اگلی نسل کے حوالے کریں اور مسلسل تربیت کر کے ان کو اس قابل بنا دیں کہ وہ پھر اس تہذیبی میراث کو اپنی اگلی نسلوں تک بلا کم وکاست پہنچا سکیں۔ اگر اگلی نسلیں اپنے امتیازی اوصاف برقرار نہ رکھ سکیں اور دوسروں کے طور طریقے اختیار کر لیں تو پھر یہ چیز ہماری تہذیب کے لیے اور بالآخر پاکستان کی بقا کے لیے نقصان دہ ہوگی۔

اسلامی تہذیب کی بنیاد

اسلامی تہذیب کا دارومدار اس کے مخصوص عقاید اور مخصوص نظامِ اخلاق پر ہے۔ توحید' رسالت اور آخرت پر ایمان ایک شخص کو مسلمان بناتا ہے۔ پھر ان تینوں بنیادوں پر مضبوط ایمان ہی ان کو اچھا مسلمان بناتا ہے۔ جو چیز بھی ان تین بنیادوں کے بارے میں اس کے ذہن میں شک وشبہ پیدا کرے یا اس کے ایمان کو متزلزل کرے' وہ چیز اسلامی تہذیب کے لیے زہر قاتل ہے۔ پھر اسلامی عبادات پر عمل کرنا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کا اپنا ایک نظامِ اخلاق ہے' جس میں راست گفتاری' حق گوئی' حیا' عدل' کسبِ حلال' سادگی' قناعت' مروّت' ایثار' اسلامی اخوت' حصولِ علمِ دین' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسے فضائل اخلاق کو اختیار کرنا بڑا ضروری ہے۔ جب کہ دھوکا' فریب' حرام خوری' رشوت' سود' کرپشن' اقربا پروری' قومی عصبیت' خود غرضی' ناچ گانا' فحاشی وعیاشی وغیرہ سے سختی سے روکا گیا ہے۔

جو چیز بھی مسلمانوں کو ان بنیادی عقاید سے' اسلامی نظامِ عبادات سے یا اسلامی نظامِ اخلاق سے ہٹائے اور منحرف کرے' وہ چیز اسلامی تہذیب کو اور بالآخر خود پاکستان کو نقصان پہنچائے گی' کیونکہ اسلامی تہذیب ہی سے پاکستان کی بقا ہے اور اگر خدانخواستہ یہاں اسلامی تہذیب کو کمزور کیا جاتا ہے تو اس کا مطلب پاکستان ہی کو کمزور کرنا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی وجہ ہے کہ عصر حاضر میں ہندوؤں اور یہود ونصاریٰ کا اتحادِ ثلاثہ اس بات کے پیچھے پڑا ہوا ہے کہ مسلمانوں کی تہذیب کو کمزور کیا جائے۔ وہ مغربی تہذیب کو دنیا کی غالب اور بالادست قوت بنانے کے لیے اسلامی تہذیب کو ہر قیمت پر کمزور کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا اسلام اور مسلمانوں پر مغربی تہذیب کی یلغار بڑی زبردست اور جارحانہ ہو چکی ہے۔

سقوطِ ڈھاکہ کا المیہ

1971ء میں سانحہ سقوط ڈھاکہ رونما ہوا۔ یہ ہماری تاریخ کا تاریک ترین باب ہے۔ اس کے اسباب کا تجزیہ کرتے ہوئے یہ بات خصوصاً نوٹ کی گئی کہ مشرقی پاکستان کے تعلیمی اداروں میں ہندو اساتذہ کثیر تعداد میں پڑھا رہے تھے۔ انھوں نے اپنے طلبہ کے ذہنوں میں اسلامی اخوت کے برعکس قومی تعصب پیدا کیا کہ تمھاری زمین اور تمھارے وسائل پر مغربی پاکستان کا تسلط کیوں ہو؟ تم بنگالی ہو۔ بنگالیوں کے لیے اپنا وطن ہونا ضروری ہے۔ تم دوسروں کے محکوم آخر کیوں بنو؟ بالآخر ان کے ذہنوں میں بنگالی ہونے کا زہر بھرا گیا اور اسلامی رشتہ اخوت کو کھرچ دیا گیا' جو دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت پاکستان کے دولخت ہونے پر منتج ہوا اور دشمنوں کو یہ کہنے کا موقع مل گیا کہ ہم نے نظریہ پاکستان کو خلیج بنگال میں غرق کر دیا ہے۔

مغربی فکری ادارے، لمحۂ فکریہ

اس وقت تو ہندو اساتذہ کے تعصب نے صرف بنگالی زبان کا مسئلہ کھڑا کر کے الگ بنگالی وطن کا جواز فراہم کیا تھا مگر اب تو عصر حاضر کی عالمی سیاست ہماری پوری اسلامی تہذیب کو برباد کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ نظامِ تعلیم' پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا' ثقافتی طائفے معاشی پابندیاں' عسکری حملے' ترغیب وتحریص کی پالیسیاں' مسلمان ممالک پر تابڑ توڑ حملے کر رہی ہیں۔ ان کی تاریخ اور جغرافیے کو بدلنے کے مذموم منصوبے پر عمل کیا جا رہا ہے'

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے وسائل لوٹے جا رہے ہیں۔ مسلم ممالک میں سود' جوا' بے حیائی وفحاشی کی گرم بازاری' رشوت' کرپشن' حبِ مال و جاہ' کمزور ایمان' بزدلی' منافقت' مصالحت اور پھر مطابقت کی پالیسیاں ان کو مسلسل پسپا کرتی جا رہی ہیں۔

بیسویں صدی کے نصف آخر سے مغرب کے بے شمار دانش ور اور تھنک ٹینک مسلمانوں کو کچلنے اور ان کے اندر سے اسلامیت کی ہر رمق کو ختم کرنے کے لیے وقتاً فوقتاً نئی نئی رپورٹیں تیار کرتے رہتے ہیں۔ مثال کے طور پر:

۱. **ہنٹنگٹن کا نظریہ "تہذیبوں کا تصادم"**: جس کا مطلب ہے کہ اسلام کے ساتھ مغربی تہذیب کا تصادم لازماً ہو کر رہے گا۔ یہ دونوں تہذیبیں دنیا میں اکٹھی نہیں رہ سکتیں' یہ انتہائی گمراہ کن رپورٹ ہے۔ اسلام تو ہے ہی رواداری' عدل' امن اور صلح سلامتی والا دین۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ جب تک اسلام دنیا میں بالادست رہا۔ مجموعی طور پر دنیا میں امن وچین اور سکون رہا اور جوں ہی مغربی تہذیب کو عروج ملا' دنیا میں ظلم وزیادتی اور جور وجبر کو عروج حاصل ہوا۔ مسلمانوں ہی کو نہیں بلکہ دیگر متعدد اقوام کے انسانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹا جا رہا ہے' اور اوپر سے شور مچایا جا رہا ہے کہ مسلمان دہشت گرد ہیں۔

۲. **رینڈ کارپوریشن رپورٹ**: اس رپورٹ میں مسلمان معاشرے کو چار طبقوں میں تقسیم کر کے ان میں لادینیت' مادر پدر آزادی' جنسی بے راہ روی' فحاشی وعیاشی پھیلانے کے مختلف طریقے اور انداز بیان کیے گئے ہیں۔ خود مسلمانوں کے اندر سے لبرل اور لادین طبقوں کی سرپرستی کر کے اور ان کو مالی امداد دے کر دین دار اور سنجیدہ مسلمانوں کو ذلیل کرنے کے پروگرام بیان کیے گئے ہیں۔

۳. **"ذہنوں کی تبدیلی کے ذریعے امن" رپورٹ**: یکم اکتوبر ۲۰۰۳ء کو امریکی ایوان نمایندگان میں پیش کی جانے والی اس رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ مسلمانوں کے دلوں سے ہر اسلامی رمق کو کھرچنے کے لیے ان پر مغربی آزاد خیالی اور فحاشی کی یلغار کر دو۔ دوسری طرف ان کے نصابِ تعلیم کو بدل کر وہاں مغربی ماڈل ادارے قائم کرو' تاکہ نوخیز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نسلوں کو اسلام کے بنیادی تصورات سے بھی بے خبر رکھا جا سکے۔ مسلمان حکمرانوں پر زبردست دباؤ ہے کہ وہ تعلیمی نصاب کی تشکیل کرتے وقت یو۔ این۔ او کے لادینی ایجنڈے کو من وعن قبول کریں۔ مسلمانوں کو روشن خیال اعتدال پسندی کے سبق کثرت سے دیے جا رہے ہیں۔ نظریہ جہاد کو دہشت گردی قرار دیا جا رہا ہے۔ جب کہ اجتہاد کے نام پر مسلمانوں میں الحاد' بے دینی' فسق وفجور' عیاشی وفحاشی کو عین اسلام ثابت کرنے کی کوششیں عروج پر ہیں تاکہ مسلمان انتہائی فرماں بردار بن کر اپنی سیاسی' اخلاقی' فوجی اور معاشی باگیں امریکہ کے ہاتھ میں دے دیں اور عالمِ اسلام میں سے کوئی بھی امریکی بالادستی کو چیلنج کرنے والا نہ رہے۔

۴. **نائن الیون کمیشن رپورٹ:** اس رپورٹ میں بھی دیگر متعدد اقدامات تجویز کرنے کے ساتھ کہا گیا ہے کہ مسلمانوں کے نصابِ تعلیم کو امریکی مفادات کا تابع بنانے کے لیے فلاں فلاں اقدامات کیے جائیں۔

۵. **اہل مغرب کا امتیازی رویہ:** برطانیہ میں مسلمانوں نے اپنے جمہوری حق کو استعمال کرتے ہوئے اپنے بچوں کی دینی تربیت کے لیے آزاد مسلم سکول قائم کیے جس میں وہ مکمل برطانوی قومی نصاب پڑھانے کے ساتھ ساتھ اپنی اخلاقی اقدار اور دینی احکام سے بھی متعارف کراتے ہیں۔ ان کو مسلم فیتھ سکول (Muslim Faith Schools) کہا جاتا ہے۔ برطانوی چیف انسپکٹر سکولز ڈیوڈ بیل (David Bell) نے ان سکولوں کا معاینہ کرنے کے بعد کہا کہ مسلم فیتھ سکولوں میں تعلیم حاصل کرنے والے مسلم بچے برطانوی معاشرے کے بارے میں اپنی ذمہ داریاں اور فرائض نہیں سمجھتے' لہٰذا ان کو ختم کیا جائے۔

مسلم کمیونٹی کے راہنماؤں نے اس کے جواب میں کہا کہ یہاں برطانیہ میں عیسائیوں کے ایسے سو سکول ہیں اور یہودیوں کے پچاسی۔ ان کے بارے میں رائے دینے کے بجائے صرف مسلم فیتھ سکولوں کو ہی کیوں تنقید کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔

غور کرنے کی بات ہے کہ برطانوی معاشرہ جو آزاد جمہوری معاشرہ ہے' سیکولر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظریات پر مبنی ہے' وہاں حریت فکر کی آزادی ہے۔ اس کے باوجود وہاں کا سرکاری افسر مسلم سکولوں کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہتا ہے کہ مسلمان اپنے بچوں کو آزاد لادین معاشرے کی اقدار سے ہم آہنگ کریں اور مسلم تشخص کی بات نہ کریں۔ تب ہی وہ اس معاشرے میں رہ سکتے ہیں۔

۲. **پاکستانی نظام تعلیم:** اس کا موازنہ ہمیں پاکستان کے نظام تعلیم سے کرنا چاہیے جہاں تعلیم ایک کھلی چراگاہ کی مانند ہے۔ دنیا بھر کی تنظیمیں وطن عزیز میں اپنے اپنے تعلیمی ادارے کھول رہی ہیں' اپنے نصاب پڑھا رہی ہیں' اپنے سرٹیفکیٹس دے رہی ہیں اور ہمارے ارباب اختیار ان کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں' بلکہ ان کے اتباع میں اپنے سرکاری سکولوں کے نصابات بھی تبدیل کر رہے ہیں۔ ان بے حمیت ارباب اختیار سے تو کافرانہ معاشروں میں رہنے والی مسلم اقلیت ہی زیادہ باحمیت اور بابصیرت ہے کہ وہ اپنی نسلوں کی حفاظت کا انتظام کر رہی ہے جبکہ ہمارے ارباب اختیار وطن عزیز کی نئی نسل کو فکری اور اخلاقی سطح پر تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ سرکاری سکولوں کے طلبہ کو اگر دینی تشخص اور پاکستانی شناخت نہ دی گئی تو وہ کرائے کے ایسے مزدور ہوں گے جنھیں جو چاہے خرید لے اور جس کام پر چاہے لگا دے۔ ("ہر منگھم کے سیمی نار میں شرکت" از ڈاکٹر خالد علوی' مجلہ دعوۃ اکیڈمی' اسلام آباد' فروری 2005' ص 63)

چنانچہ اس بے مقصد پالیسی کا نتیجہ یہی نکلا کہ نوجوان نسل کا رابطہ اپنے آباؤاجداد سے ٹوٹا' اپنے ہیروز سے وہ انجان بن گئے: الطاف حسین حالی، شبلی نعمانی، اقبال جیسے لوگوں کو بھول کر ہمہ وقت رومیو، سارتر، جان آف آرک اور شیکسپیئر جیسے نام لے کر جیتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بچے نرسری نغموں (Rhymes) کی گود میں پروان چڑھے۔ پہلے دن سے انگریزی زبان وتہذیب وآداب کے دلدادہ اور اپنی تہذیب سے غیر مانوس واجنبی (دوسری طرف ٹی۔وی، ریڈیو اور کیبل کے ذریعے ہندو تہذیب وتمدن کے اتنے عادی ہو چکے ہیں کہ اب ان کو واہگہ بارڈر کی لکیر بھی محض اضافی نظر آنے لگی ہے)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب آغا خانی امتحانی بورڈ آر ڈی نینس نافذ کر کے جس طرح پاکستان کے نظامِ تعلیم کو فروخت کر کے غلام نسلیں پروان چڑھانے کی منصوبہ بندی کی ہے یہ حق تو دنیا کے کمزور ترین ملک صومالیہ' ہیٹی اور نیپال جیسے لوگ بھی دوسروں کو دینے کو تیار نہ تھے۔ افسوس اس طرح ملک کا مستقبل، نسل نو کا اثاثہ طشتری میں رکھ کر مغربی استعمار کو تحفتاً پیش کر دیا گیا: فاعتبروا یا اولی الأبصار.

علامہ اقبالؒ نے پون صدی قبل ہی استعمار کے مذموم عزائم سے آگاہ کر دیا تھا:

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا — روحِ محمدؐ اس کے بدن سے نکال دو
فکر عرب کو دے کے فرنگی تخیلات — اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو

دو صدیوں سے اہل مغرب اسی ایجنڈے پر عمل پیرا رہے ہیں۔ مگر زوالِ روس کے بعد ان سرگرمیوں میں بہت تیزی آ گئی ہے اور پھر 11 ستمبر 2001ء کے حادثے کے بعد آنے والی تبدیلیاں تو برق رفتار ہو چکی ہیں۔

اہلِ مغرب ساری دنیا میں اپنی تہذیب کو بالا دست کرنا چاہتے ہیں۔ باقی تمام دنیا بھی اسی مادی تہذیب کو اپنانے پر تیار ہے۔ اگر اس کے راستے میں کوئی رکاوٹ ہے تو وہ صرف اسلامی تہذیب ہے۔ اس لیے وہ اسلامی تہذیب کی بنیادوں پر ہی نشتر زنی کرنا سب سے بڑا ہدف قرار دیے ہوئے ہیں۔ ان کے زعم کے مطابق مسلمانوں کی ہر قوت کو کچلنا ان کے لیے ضروری ہو چکا ہے۔ عالم اسلام کی واحد ایٹمی قوت پاکستان کو تو ایٹم بم بنانے کی سزا دینے کے لیے مختلف حربے اختیار کیے گئے۔ پاکستان کے ایٹم بم کے خالق' محسن پاکستان' ڈاکٹر عبدالقدیر خاں کو جس طرح ذلیل کیا گیا، کیا اس کے بعد کوئی پاکستانی کسی سائنسی تحقیق کی ہمت کرے گا؟ اسی طرح وہ پاکستان کے دینی مدارس کے پیچھے لٹھ لے کر پڑے ہوئے ہیں اور ان میں سے بھی ''اصلاح'' کے نام پر روح قرآن و سنت نکالنا چاہتے ہیں۔

برلن کانفرنس: 1999ء میں برلن کانفرنس منعقد کی گئی۔ اس کا موضوع تھا ''مغربی اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی معاشروں کے تعلقات''۔ اس کانفرنس میں ایک اعلامیہ جاری کیا گیا جس کا مقصد تھا Global Wholesome.1 'Global Unity.2 'Global Mutuality.3 اس اعلامیہ میں کہا گیا کہ ہمیں پرائمری اور سیکنڈری سطح پر ایسی تعلیم دینا ہوگی جو آسٹریلیا کے شہر سڈنی سے لے کر امریکہ کے شہر ہوائی تک ایک طرح کے ہیروز، ایک طرح کی اقدار اور ایک جیسی سوچ کو جنم دے۔ اس کام کے لیے مغربی عطیات پر چلنے والی این جی اوز کو سامنے لایا جائے گا۔ چنانچہ مختلف بین الاقوامی ایجنسیوں نے اس غرض کے لیے اپنے خزانوں کے منہ کھول دیے۔ چالیس سے زیادہ سفارت خانوں نے اپنے سفارت خانے میں ایک ایک سیل قائم کیا' جوان این جی اوز کو امداد دینے لگا۔ اس کے لیے چند یکساں موضوعات کو نصاب کا موضوع بنایا گیا یعنی انسانی حقوق، حقوقِ نسواں، بچوں کے حقوق، عورتوں پر تشدد، گراس روٹ، جمہوریت اور ''روشن خیال اعتدال پسندی'' جیسے نعرے دیے گئے۔

''اس طرح پاکستان کا مسلم معاشرہ جسے 1400 سال قبل انسانی حقوق کا اسلام کی طرف سے حجۃ الوداع والا شاندار چارٹر مل چکا تھا' وہ کالعدم ہوا۔ اب اسے 1995ء کی بیجنگ کانفرنس نے حقوق نسواں دیے' چلڈرن رائٹس کمیشن (CRC) نے بچوں کے حقوق دیے' ایمنسٹی انٹرنیشنل نے پہلی بار انسانوں کو انسان سمجھا اور یہ سب کچھ اس قوم کے نصاب میں سمو دیا گیا جو 1400 سال پہلے سے اللہ و رسولؐ کا یہ پیغام سنتی اور اس پر عمل کرتی چلی آ رہی تھی۔ ''اے مسلمانو! تم پر کسی انسان کی جان، مال، عزت، آبرو' آج (یعنی دس ذی الحجہ) کے دن اور اس مہینے اور اس مقام سے زیادہ مقدس و محترم ہے تم میں سے کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں سوائے تقویٰ کے''۔

(مجلہ شعاعِ فکر' 2004ء' ص23 "تعلیم کے نام پر بربادی کا کھیل" از اوریا مقبول جان)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی تہذیب کا تحفظ کیسے؟

سید مودودی مرحوم لکھتے ہیں: ''ہر تہذیب کی طرح اس (اسلامی) تہذیب کی بقا اور فروغ کا انحصار بھی دو چیزوں پر ہے۔

ایک یہ کہ مسلمانوں کا نظامِ تعلیم ایسا ہو' جو ان کے دل و دماغ میں اسلام کے طریقِ فکر اور مقصدِ حیات کو صحیح طور پر پیوست کر دے اور ان کو اس قابل بنائے کہ وہ مسلمانوں کی حیثیت سے دیکھیں، مسلمانوں کی حیثیت سے سوچیں اور اسلام کے بتائے ہوئے معیار کے مطابق زندگی کے ہر دوراہے پر ایک راستہ کا انتخاب کریں۔

دوسرا یہ کہ یہ نظامِ تہذیب اپنی صحیح صورت میں عملاً قائم ہو، اجتماعی زندگی میں اس کے اصول عملاً نافذ ہوں اور ایک ایسا اسلامی ماحول بن جائے جس میں مسلمان خود بخود اسلامی اصولوں پر زندگی بسر کریں' اگرچہ ان کے بعض افراد کو علمی حیثیت سے ان اصولوں کا پورا شعور نہ ہو۔ اس غرض کے لیے مسلمانوں کے پاس سیاسی طاقت کا ہونا ضروری ہے کیونکہ کوئی سوسائٹی سیاسی طاقت کے بغیر اپنی مخصوص حیثیت کی حفاظت نہیں کر سکتی''۔ (ماہنامہ افکار معلّم' دسمبر 2004ء' صفحہ اوّل)

گویا اسلامی اقدار اور اسلامی کلچر کے فروغ کی ابتدا نظامِ تعلیم کو اسلامی بنیادوں پر مستحکم کرنے سے ہی ممکن ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کی اصل تعلیم تو ہے ہی قرآن و سنت کی تعلیم اور اس سے متعلقہ علوم۔ اسی تعلیم نے گذشتہ بارہ صدیوں میں مسلمانوں کو ہر طرح کے مردانِ کار مہیا کیے تھے۔ رہی وہ تعلیم' جو مسلمانوں کو گذشتہ دو صدیوں سے تواتر کے ساتھ دی جا رہی ہے' وہ تو استعماری نظامِ تعلیم ہے جو صرف اہل مغرب کے لیے موزوں ہو سکتی ہے۔ یہ ہمارے لیے ہرگز موزوں نہیں ہو سکتی۔ ہماری تعلیم کا تو مقصد ہی طلبہ میں خوفِ خدا کو راسخ کرنا' ان میں آخرت کی جواب دہی کا احساس پیدا کرنا اور ان کو ہر وقت رضائے الٰہی کے حصول کے لیے سرگرمِ عمل رکھنا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی مقصد ان کے اندر ہر طرح کے اخلاقِ عالیہ پیدا کرنے اور ان کو رذائل اخلاق سے بچانے کے لیے زبردست محرک رہا ہے۔ جب یہ نہ رہا تو مسلمانوں کے اندر گونا گوں اخلاقی روگ پیدا ہونے شروع ہو گئے۔ سید مودودیؒ کے الفاظ میں:

جس شخص کو نہ خدا کا خوف روکنے والا ہو نہ آخرت کی باز پرس کا احساس اس کے لیے مانع ہو، اسے بد دیانت اور خائن اور فرض ناشناس بننے سے آخر کیا چیز روک سکتی ہے؟ جس شخص کے اندر اپنی ذات سے بالاتر کسی چیز کی وفاداری باقی نہ رہی ہو، اسے آپ کس طرح ذاتی مفاد کی قربانی پر آمادہ کر سکتے ہیں۔ (تعلیمات، ص ۲۳۴)

اور اس استعماری نظام تعلیم نے طلبہ کو صرف اپنی ذات اور اپنے مالی مفادات کے تحفظ ہی کا تو سبق دیا ہے۔ اپنی ملت یا ملک کے مفادات کی ان کو ہرگز پروا نہیں، ملک رہتا ہے یا جاتا ہے ان کی بلا سے، کسی کو نقصان پہنچتا ہے تو بھی ''تجھے پرائی کیا پڑی ہے اپنی نبیڑ تو'' کا درس دیا جاتا ہے۔

اہلِ مغرب کا خصوصی ہدف مسلمان طلبہ اور مسلمان عورتیں ہیں۔ وہ اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کی تمام تر قوت ان کی اخلاقی و روحانی قدریں ہیں۔ اگر ان کی نوجوان نسل آوارگی اور بے حیائی کا شکار ہو جائے تو ان کو کنٹرول کرنا آسان ہوگا۔ دوسرے نمبر پر عورت کو گھر سے باہر نکالو، اس کو آزادی، حقوق اور اختیارات کا نعرہ دو، تاکہ ایک طرف ان کا خاندانی نظام درہم برہم ہو۔ دوسری طرف وہ ایثار و قربانی، محبت، شفقت اور صلہ رحمی کے بجائے حسد، بغض خود غرضی اور مسابقت کی راہ اختیار کر لے۔

یہی وجہ ہے کہ تعلیم، عالمی غلبہ کے حصول کے لیے جدید تہذیبِ مغرب کا بہت بڑا ہدف ہے۔ مسلمانوں میں ماڈل مغربی تعلیمی اداروں کا قیام، نصابِ تعلیم کی تشکیل نو اور پھر ذریعہ تعلیم کے لیے مغربی زبانوں کا استعمال دراصل استعماری قوتوں کی تقویت اور مقامی معاشرے کی توڑ پھوڑ کا زبردست حربہ ہے۔ پاکستان میں اس کا بڑا نقصان تو یہ ہے کہ انگریزی لازمی کا نصاب ہمارے طلبہ کا قتل عام کر رہا ہے۔ انگریزی انھیں نہیں آتی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میٹرک، ایف۔اے اور بی۔اے میں بے شمار طلبہ انگریزی میں فیل ہونے کی وجہ سے پورے امتحان میں ناکام رہ جاتے ہیں۔ بالآخران کو سلسلۂ تعلیم ہی منقطع کرنا پڑتا ہے۔

پھراس سے مسلم معاشرے کمزور ہوئے۔ جدید تعلیم یافتہ افراد کی شخصیت مغربی ماڈل کے مطابق تیار ہوئی۔ ان کا طرزِ فکر، طرزِ عمل، نصب العین اور اخلاقی اقدار مغربی سانچے میں ڈھل گئے اور وہ اپنے ماحول، مذہب اور اخلاقی اقدار سے بے زار ہو گئے۔ دوسرے الفاظ میں وہ عالمی استعمار کے مفید کارکن بن گئے۔ جبکہ اسلام اور مسلمانوں کے کام کے نہ رہے بلکہ ان کے باغی ٹھہرے۔ خود اسلامی اقدار کے ناقد بن گئے اور دشمن کے لیے مفید مطلب ثابت ہوئے۔ کتنا بڑا نقصان ہے؟ کیا یہ ہمارے لیے پریشانی کی بات نہیں؟

اگر اعداد و شمار کی زبان میں بات کی جائے تو پھر 1947ء سے 1997ء تک پاکستان میں 79,229 ڈاکٹر بنے۔ ان میں سے 22,324 ڈاکٹر یورپ اور امریکہ میں کام کر رہے ہیں۔ اس دوران 68,686 انجینئر تیار ہوئے جن میں سے 17,518 بیرون ملک خدمات انجام دے رہے ہیں۔ 1100 بین الاقوامی سطح کے سائنس دانوں میں سے 651 جرمنی، فرانس، انگلینڈ، امریکہ اور آسٹریلیا میں اپنی مہارت بیچ رہے ہیں۔ 13000 کمپیوٹر کے ماہرین تیار ہوئے ان میں سے 7,321 یورپ جا کر آباد ہو گئے۔ جبکہ خود پاکستان کی حالت یہ ہے کہ یہاں ہمیشہ ڈاکٹرز، انجینئر، اور سائنس دانوں کی کمی محسوس ہوتی رہتی ہے۔ وہ لوگ ذاتی مفادات کی خاطر دیارِ غیر کو اپنی خدمات فروخت کرتے رہتے ہیں اور اپنا ملک ان کی خدمات سے محروم رہتا ہے۔ (ماہنامہ پکار ملت، لاہور ستمبر 2004ء، ص52)

پھر تعلیم کو انتہائی مہنگا کر دیا گیا ہے جس سے عام آدمی کے لیے تعلیم کا حصول مشکل ہو گیا ہے۔ صرف سرمایہ دار طبقہ ہی تعلیم حاصل کر سکے گا۔ اس محدود تعلیم یافتہ طبقے کو کنٹرول کر کے ان کے ذریعے اپنا ایجنڈا نافذ کرنا آسان رہے گا۔ ہمارے ملک میں سیلف فنانس سکیم کا اجرا اس کا جیتا جاگتا ثبوت رہا ہے۔ سرکاری تعلیمی اداروں کو پرائیویٹ کیا جا رہا ہے تاکہ ان کو کوئی سرمایہ دار یا استعماری مقاصد رکھنے والی کمپنی خرید کر مزید مغربی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استعمار کی خدمات انجام دے سکے۔ آج کل او لیول اور اے لیول کی تعلیم بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ یہ بچے بھی بیرونِ ملک ہی سدھاریں گے۔

اس طرح مغربی استعمار کی یلغار ہمہ گیر ہے۔ یہ مسلمانوں کا فکری اغوا ہے، عملی کفر ہے، یہ ان کو ذہنی و جسمانی طور پر کفر والحاد کا مرتکب بنانے کا منظم پروگرام ہے۔ انفرادی و اجتماعی طور پر مسلمانوں کی توڑ پھوڑ اور معاشروں کی تقسیم' دینی مدارس اور عصری درس گاہوں کی تقسیم، قدیم علوم اور جدید علوم کے فرق سے مسلم معاشرے تو زبردست ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئے ہیں۔ پھر ان میں سے کچھ اردو ذریعہ تعلیم والے اور کچھ انگریزی ذریعہ تعلیم والے ہیں۔ پھر ان میں سے بھی ایچی سن اور بیکن ہاؤس' پھر او لیول، اے لیول والے ہیں۔ پھر انتہا پسند/ دہشت گرد/ لبرل اور ماڈریٹ اسلام یہ تقسیم در تقسیم مسلم معاشروں کو کس حد تک نقصان پہنچا چکی ہے۔ عالمی استعمار کے لیے تمام مسلمان حکمران کس طرح ایجنٹ کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ اس کا جیتا جاگتا ثبوت امریکہ کا عراق پر 1991ء میں حملہ، 2001ء میں افغانستان پر حملہ اور پھر 2003ء میں دوبارہ عراق پر حملہ ہیں۔ اگر مسلمان حکمرانوں کا امریکہ کو تعاون نہ ملتا تو امریکہ کو نیو ورلڈ آرڈر کو عملی جامہ پہنانے کی جرأت ہی نہ ہو سکتی تھی۔

اسی طرح مفتوح اقوام کے اندر ہی سے مفاد پرست لوگ اکٹھے ہو کر پانچواں کالم بن جاتے ہیں اور فاتح قوم کے مفادات کا پورا تحفظ کرنے لگتے ہیں۔

پروفیسر خالد علوی کے الفاظ میں: ''جدید دور کا یہ چیلنج فکری بھی ہے اور عملی بھی انفرادی بھی ہے اور اجتماعی بھی، معاشی بھی ہے اور معاشرتی بھی ہے۔ میدانِ جنگ درس گاہیں اور تعلیمی ادارے ہیں اور بڑا اسلحہ تعلیمی نظام اور ذرائع ابلاغ ہیں۔ ہماری بدقسمتی ہے کہ ذرائع ابلاغ پر سرمایہ داروں کے ایجنٹوں کا مکمل قبضہ ہے اور اخلاق باختگی اور طوائف کلچر کے فروغ کا عالمی ایجنڈا پوری طرح نافذ ہے۔ اس ملک کا انگریزی پریس الحاد اور ارتداد کا مبلغ ہے۔ تصویریں، کالم، مضامین، کارٹون اور خبروں کی ترتیب سب کا ایک ہی مقصد ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اس ملک کو عالمی سرمایہ داروں کی قدروں سے ہم آہنگ کر دیا جائے۔ اقبال اور قائداعظم کے پاکستان کو بش اور واجپائی کے تصورات کے مطابق ڈھالنے کی پالیسی پر عمل ہو رہا ہے۔" ("تعلیم اور جدید تہذیبی چیلنج" از پروفیسر خالد علوی' ماہنامہ افکار معلم' اگست 2004ء' ص 48)

اب مسلمان خیرِ امت اور دنیا کے قائد بننے کے بجائے استعمار کے ذہنی اور جسمانی غلام بن رہے ہیں۔ آہ! وہ مسلمان جن کو اللہ رب العزت نے خیر امت کہہ کر دنیا والوں کی امامت کے منصب پر فائز کیا تھا' اپنی کمزوریوں اور خامیوں کے باعث کفر و الحاد کے عالمی غلبہ و تسلط کو ہموار کرنے میں ممد و معاون بن رہے ہیں۔ غلبہ اسلام کے لیے کام کرنے کے بجائے غلبہ شر کے لیے نرم چارہ بننا اور اس کے مفادات کے لیے کام کرنے پر مجبور و بے بس ہو جانا! کیا بے بسی ہے! عاجزی و درماندگی ہے! علامہ محمد اقبال کے الفاظ میں:

کر سکتے تھے جو اپنے زمانے کی امامت
وہ کہنہ دماغ اپنے زمانے کے ہیں پیرو

چیلنج یہ ہے کہ آج خیر کی قوتیں اکٹھی ہوں اور اپنا پورا وزن غلبۂ خیر کے پلڑے میں ڈالیں' جدید نسل کے اسلام کے بارے میں شکوک و شبہات دور کریں اور ان کو مسلمان بن کر جینے کا سلیقہ سکھائیں۔

❁❁❁

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تہذیب کی پہلی بنیاد: علم

کسی بھی تہذیب کے تحفظ کا پہلا ذریعہ اس کا نظام تعلیم ہے اور اسلام میں علم کو مرکزی مقام حاصل ہے۔ اسلام جس طرح ہدایت کا دین ہے، اسی طرح اس کو بجا طور پر علم کا دین بھی کہا جا سکتا ہے۔ آنحضورؐ پر جو پہلی وحی نازل ہوئی تھی، اسی نے علم کی اہمیت کو واضح اور اجاگر کر دیا تھا۔ ارشاد ہوا:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ o خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ o اِقْرَاْ وَ رَبُّکَ الْاَکْرَمُ o الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ o عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ o (العلق ۹۶: ۱، ۵)

اپنے رب کے نام سے پڑھیے جس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا اور پڑھیے کہ آپ کا رب معزز و محترم ہے جس نے قلم سے سکھایا' اس نے انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

غور کیجیے اس پہلی وحی میں علم کے متعلق کتنی بنیادی باتوں کا تذکرہ ہوا۔

۱۔ پڑھنے کا حکم

ہر مسلمان پر تعلیم حاصل کرنا فرض قرار دیا گیا ہے نبیؐ کا ارشاد ہے:

- طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ (مشکوٰۃ، کتاب العلم)

  علم حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد/عورت) پر فرض ہے۔
- تعلیم کی بنیاد معرفتِ الٰہی ہے۔ یعنی اپنے رب کے نام سے اور اس کے حکم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مطابق پڑھیے۔ کیونکہ اسی نے انسان کو پیدا کیا اور وہی انسان کو ہدایت دینے والا ہے لہٰذا اس کے ساتھ تعلق مضبوط ہونا لازمی ہے۔

- انسان بذاتِ خود بڑا عاجز، بے بس اور ایک حقیر چیز سے پیدا ہونے والا ہے۔ یہ تو اس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق اور اس کی ذات پر ایمان اور علم کا حصول ہے، جو اس کو مرجعِ بلند پر فائز کرتا ہے۔
- نبی کریمؐ کا ارشاد ہے:

اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ (مشکوٰۃ کتاب العلم)

علما انبیا کے وارث ہیں۔ انبیا نے درہم و دینار وراثت میں نہیں چھوڑے، بلکہ ان کا ورثہ علم ہے اس لیے جس نے علم حاصل کر لیا، اس نے انبیاؑ کے ورثہ سے حصہ پا لیا۔

پس، تعلیم کا بنیادی مقصد ان پیغمبرانہ فرائض کی بجا آوری ہے۔ یعنی انسانوں کو اس مقصد اور مشن کی تعلیم دینا، ان میں اپنے دین کا حقیقی اور سچا شعور پیدا کرنا اور انھیں باشعور مسلمان بنانا اور محبِ وطن شہری بنانا ہے۔

- اللہ تعالیٰ بڑا فیاض اور کریم ہے۔ یہ اس کی شانِ کریمی کا عطیہ ہے کہ وہ خود انسان کو ان چیزوں کا علم عطا فرما رہا ہے جس سے انسان بالکل ناواقف تھا۔
- علم اور تعلیم و تعلّم کے ساتھ ساتھ ذرائع تعلیم یعنی قلم وغیرہ کی بھی اللہ تعالیٰ نے تعریف و توصیف بیان فرمائی۔ بلکہ قرآنِ کریم میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے ''قلم'' کی قسم کھا کر پوری ایک سورۃ کا عنوان ''اَلْقَلَمْ'' بنا دیا ہے۔

اس طرح اسلام علمی دنیا میں ایک ہمہ گیر انقلاب کا پیامبر ثابت ہوا۔ کسی بھی تہذیب کے صحت مند ارتقا اور نشوونما کے لیے جو عوامل ضروری ہیں، ان میں تعلیم سرفہرست ہے۔ اسلام ہی کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ جہاں دنیا کے دیگر نظاموں نے تعلیم کو زندگی کی بنیادی ضرورتوں میں سے ایک ضرورت قرار دیا، وہاں اسلام نے علم کو اور تعلیم کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زندگی کی اوّلین ضرورت قرار دیا۔

تعلیم ایک ہمہ گیر عمل ہے جس کا کام یہ ہے کہ وہ غلط اور صحیح، حق اور باطل، مفید اور مضر، نیک اور بد کو الگ الگ چھانٹ کر رکھ دے اور ہدایت اور گمراہی کو واضح کر دے، جس کے ذریعے نئی نسلوں کی اخلاقی، ذہنی اور جسمانی نشوونما بھی ہوتی رہے اور وہ اپنے عقاید، نظریات، تہذیب وثقافت کی اقدار بھی تعلیم سے اخذ کرتی رہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک قوم کی زندگی کا انحصار ہی اس کی تعلیم پر ہے۔ ایک چینی کہاوت اس بات کی کتنی صحیح عکاسی کرتی ہے:

تمھارا منصوبہ اگر سال بھر کے لیے ہے تو فصل کاشت کرو۔ اگر دس سال کے لیے ہے تو درخت لگاؤ۔ اگر دائمی ہے تو تعلیم یافتہ افراد پیدا کرو۔

اور افراد کی تعمیر صرف تعلیم ہی سے ممکن ہے اور استاد یہی کام سرانجام دیتا ہے۔

فروغِ علم اور عالمی قیادت

تعلیم اگر ہر معاشرے کی جان ہے تو مسلم معاشروں کے لیے یہ روح کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسلام اور جہالت ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ فروغِ تعلیم وتعلّم ہمیشہ سے اسلام کی اوّلین ترجیح رہے ہیں۔ علوم وفنون کی ترقی اور گرم بازاری مسلمانوں کی سربلندی اور شان وشوکت کا سرچشمہ رہے..... کرۂ ارض پر جدید علوم وفنون کی داغ بیل اسلام نے ڈالی، انھیں آگے بڑھایا، تحقیق کے نئے نئے زاویے دریافت کیے۔ علمِ وحی کی روشنی میں تجربہ ومشاہدہ کو وسعت بخشی۔ نئی نئی ایجادات واکتشافات سے لیس ہو کر امت مسلمہ 12 سو سالوں تک کرۂ ارض پر علم کا پرچم لہراتی رہی..... علم کے فروغ ہی کی بنا پر دنیا میں اپنی شان وشوکت کے جھنڈے گاڑے..... مگر جوں ہی ناعاقبت اندیش سیاسی، سماجی اور علمی قیادت کی بے عملی کے باعث علم کے میدان میں مسلمانوں کی گرفت ڈھیلی ہوئی، اسی رفتار سے ان کا اثر ورسوخ بھی کرہ ارض پر سے مٹتا چلا گیا..... اور چشم فلک نے یہ منظر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی دیکھا کہ وہ مسلمان جو صدیوں سے دنیا پر حکومت کرتے چلے آئے تھے' آہستہ آہستہ غیروں کی محکومی میں جانے لگے۔

بیسویں صدی کے نصف اوّل کے آخری عشرے میں اگرچہ مسلمان ممالک یکے بعد دیگرے آزاد ہونے لگے۔ مگر سیاسی آزادی حاصل ہونے کے باوجود وہ ذہنی طور پر اہلِ مغرب سے مرعوب قیادت کے شکنجے میں کسے ہوئے تھے۔ اسی قیادت کے طفیل استعماری نظامِ تعلیم نے ان کو اپنی گرفت میں جکڑ لیا ہے۔ جس کے نتیجے میں مسلمانوں میں جہالت یا پھر غیر مناسب تعلیم نے مسلمانوں کو اپنے اصل مشن سے دور کر دیا ہے۔

تعلیم کو بامقصد ہونا چاہیے

موجودہ وقت کی اہم ترین ضرورت یہ ہے کہ ہم اپنی نوجوان نسل کو اچھی اور بامقصد تعلیم دیں۔ جوان کی صحیح کردار سازی کرے ان کو اسلام کا انسان مطلوب بنا سکے۔ جبکہ ہمارے موجودہ نظامِ تعلیم کی روح تو انگریز کے بنائے ہوئے اس استعماری ڈھانچے میں جاری و ساری ہے جو اس نے مسلمانانِ برصغیر کے تعلیمی نظام کو تباہ کر کے اس کے کھنڈرات پر تعمیر کیا تھا۔ تاکہ اس کے ذریعے اس کو زیادہ سے زیادہ اپنے حامی و وفادار خادم مل سکیں۔ جو اس کے استعماری عزائم کو مکمل کرنے کے لیے مسلمانوں کی اسلامی روح کو کچل کر بالکل مفلوج بنا دیں۔

واضح مقصد اور نصب العین کی حرارت ہی کسی منصوبہ میں جان ڈال سکتی ہے اور جذبوں کو زبان عطا کر سکتی ہے۔ بذاتِ خود منزل نہیں بلکہ منزل کے حصول کا ذریعہ ہے۔ امام غزالیؒ "احیاء العلوم" میں لکھتے ہیں: "تعلیم کا مقصد یہ نہیں ہونا چاہیے کہ نوجوان ذہن کے علم کی پیاس بجھا دے' بلکہ اس کے ساتھ ہی اس کے اخلاق و کردار اور اجتماعی زندگی کے اوصاف نکھارنے کا احساس بھی پیدا کرنا چاہیے"۔

ہمارے سامنے انسانی زندگی کا مثالی نمونہ رسول اکرمؐ کی مبارک ذات ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب ۳۳: ۲۱)

بے شک تمھارے لیے نبی پاکؐ کی ذات میں بہترین نمونہ موجود ہے۔

اور آپؐ چونکہ معلّمِ اعظم تھے لہٰذا آج کے معلّمین کے لیے آپؐ کی ذات ارفع کی پیروی کرنا لازمی ہے۔

دراصل نظریہ اور نصب العین زندگی کے لیے اتنا ہی ضروری ہے جتنا پھول کے لیے خوشبو اور انسانی جسم کے لیے روح۔ مقصدِ زندگی نہ رہے تو انسان انسانیت کے درجے سے گر جاتا ہے۔ ذاتی خواہشات کی تکمیل کرتے کرتے وہ درجۂ حیوانیت پر آ جاتا ہے۔ اسلام زندگی کا جو نصب العین دیتا ہے وہ ربّ کائنات کی بندگی اور رضاے الٰہی کا حصول ہے۔ اسلام کا دیا ہوا یہی نصب العین اسلامی نظامِ تعلیم میں بھی ہر جگہ جاری و ساری نظر آتا ہے۔ کہ ایک طرف وہ اپنے رب کا فرمانبردار اور اطاعت گزار ہو دوسری طرف بنی نوع انسان کی اصلاح وفلاح کے لیے سرگرمِ عمل ہو۔ وہ معاشرے کا ایک ذمہ دار شخص ہو اور اپنے وظائفِ حیات بحسن وخوبی انجام دے سکے۔ وہ فرمان نبویؐ: **المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده** (متفق علیہ) کی سچی تصویر ہو۔

پھر اس کے بعد اپنے علم کے فروغ واشاعت کے لیے بھی سرگرم ہونا ضروری ہے۔ حضور اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے: ''سب سے بڑا سخی اللہ تعالیٰ ہے پھر بنی آدم میں سے میں سخی ترین ہوں اور میرے بعد وہ سب سے بڑا سخی ہے جس نے خود علم حاصل کیا پھر اس کو لوگوں میں پھیلایا وہ روزِ قیامت ایک امیر یا ایک پوری امت بن کر آئے گا''۔ (البیہقی فی شعب الایمان)

❁❁❁

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجودہ تعلیمی منظر نامہ

گذشتہ باب میں یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ کسی بھی ملک کا نظامِ تعلیم اس کی ترقی و کامیابی کی ضمانت ہے۔ تمام زندہ و توانا قومیں اپنا نظامِ تعلیم اپنے نظریات اور ضروریات کے مطابق تشکیل دیتی ہیں۔

مملکتِ خداداد پاکستان ایک نظریہ اور واضح نصب العین کے تحت وجود میں آیا تھا۔ لہٰذا تشکیلِ پاکستان کے فوراً بعد اس کے تعلیمی نظام کو اسلامی بنیادوں پر استوار کرنا ضروری تھا مگر بوجوہ ایسا نہ ہو سکا۔ تشکیل پاکستان سے پہلے والا استعماری نظام بدستور رائج رہا۔ وقتاً فوقتاً اس میں کچھ تبدیلیاں اور ترامیم ہوتی رہیں۔ مگر یہ سب برائے نام اور جزوی تھیں۔ پایدار اور حقیقی تبدیلی وجود میں نہ آسکی۔

ہمارا اصل تعلیمی نظام تو وہ تھا جو قرآن و سنت کی تعلیم پر مبنی تھا۔ جو مسلمان کو صرف اللہ وحدہ لاشریک کے در پر جھکانے والا تھا، اور مخلوقِ خدا کی خدمت پر کمربستہ رکھتا تھا۔ جو ہر کام میں رضائے الٰہی، اتباعِ رسولؐ اور فکرِ آخرت کو پیشِ نظر رکھنے کی ترغیب دیتا تھا۔ اس کے برعکس لارڈ میکالے کا رائج کردہ استعماری نظام ایک طرف مسلمانوں میں مغرب کی خوے غلامی کو راسخ کرنے والا تھا تو دوسری طرف یہ تعلیم سیکولر تھی۔ جس میں اللہ، رسولؐ اور آخرت جیسے عقاید و نظریات کے لیے کوئی جگہ نہ تھی۔ پھر یہ ذاتی لالچ، حرص، طمع، خودغرضی اور مالی مفادات کی تعلیم دینے والا تھا۔ اس میں نیکی کے لیے تعاون، دعوت الی الخیر، نہی عن المنکر، مروّت، ایثار اور رضائے الٰہی کے حصول کے لیے کوئی مقام نہ تھا۔ اس میں اعلیٰ اخلاق کے لیے کوئی جگہ نہ تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلیم کے نام پر بربادی کا کھیل

موجودہ دور میں ہمارے ہاں شعبۂ تعلیم کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ ہماری تعلیمی پالیسیاں بے مقصد ہیں۔ عصری تعلیم نہ تو صحیح مسلمان بناتی ہے اور نہ محبِ وطن ہی بناتی ہے۔ طبقاتی نظامِ تعلیم نے ملک میں معاشرتی اور معاشی عدم توازن پیدا کیا' جس کے نتیجے میں ہماری ذہانت بیرونِ ملک فرار کا راستہ اختیار کرتی جا رہی ہے۔ تعلیم ایک منافع بخش تجارت کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ اتنی مہنگی ہوتی جا رہی ہے کہ صرف چند سرمایہ دار لوگ ہی اپنے بچوں کو تعلیم دلا سکیں گے۔ غریب اور متوسط طبقہ تو اپنے بچوں کو تعلیم دلا ہی نہیں سکتا۔ سیلف فنانسنگ سکیم نے تو میرٹ کا جنازہ ہی نکال کر رکھ دیا۔ اب اعلیٰ تعلیم نہیں بلکہ اعلیٰ ڈگری کا حصول اثر و رسوخ اور پیسے کی بنا پر دست یاب ہو رہا ہے۔

استاد اور شاگرد کا رشتہ اسلام کے مقدس اصولوں سے ہٹ کر حصولِ منفعت کے اصول پر استوار ہو چکا ہے۔ گلی گلی میں قائم تجارتی سکول، اکیڈمیاں اور ٹیوشن سنٹرز۔ پھر رشوت، سفارش اور سیاست کے عمل دخل نے عملِ تعلیم کو بہت نقصان پہنچایا۔ بیرونی ایجنسیوں اور استعماری حکمرانوں نے اس سے بڑھ کر ہماری تعلیم کو برباد کیا۔ گویا وطنِ عزیز میں تعلیم کے نام پر بربادی کا کھیل جاری ہے۔ تعلیم کے نام پر جاری مغربی سازشوں کا مقصود یہ ہے کہ مسلمانوں کے دینی مدارس بند ہو جائیں۔ جہاں انھیں زندگی بخش نظریۂ حیات سکھایا جاتا ہے یا پھر کم از کم ان دینی مدارس پر سرکاری کنٹرول قائم رہے تاکہ ان میں پنپنے والے حریتِ فکر، حق گوئی، بے باکی اور جہاد جیسے جوان جذبے، ولولے اور نظریات ختم کیے جا سکیں۔

اسی طرح عصری تعلیمی ادارے بھی اسلام کے ہر اثر اور جھلک سے محروم ہو کر اسی مقام پر قناعت کرنے پر آمادہ ہو جائیں جو مقامِ مغرب، اپنی عالمی قیادت میں ان کے لیے متعین کرتا ہے۔ یعنی مسلمانوں کی کوئی اپنی تہذیب، اخلاقی نظریہ اور امتیاز باقی نہ رہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکے۔ وہ مغربی آقاؤں کے درِدولت پر بخوشی حاضر ہوں اور ان کی وفاداری کا دم بھرتے نظر آئیں۔ مغربی طرزِ زندگی ہی ان کو مرغوب ہو۔ مغربی ہیروز ہی ان کے ہیروز ہوں تاکہ پوری دنیا میں مغربی بالادستی کو کوئی چیلنج کرنے والا نہ رہے۔

انگریزی ذریعہ تعلیم

چنانچہ ذریعہ تعلیم یعنی انگلش میڈیم بھی مغربی بالادستی کے قیام کا اہم ترین ذریعہ ہے۔ وطن عزیز میں انگریزی کو ہمارے سارے تعلیمی نظام میں اتنا زیادہ حاوی کر دیا گیا ہے کہ تین اور چار سال کے معصوم بچوں کو آکسفورڈ اور گابا جیسے اداروں کی کتابوں کے بوجھ تلے اس طرح دبا دیا جاتا ہے کہ وہ اپنی اسلامی شناخت کو بالکل بھول جاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آج کا تعلیمی منظر نامہ بچوں کو چند انگریزی نظمیں رٹا دینے' مغربی لباس مع ٹائی پہنا دینے اور فرفر انگریزی بول لینے تک ہی محدود ہو کر رہ گیا ہے..... ان تعلیمی اداروں سے کوئی قابل جوہر برآمد نہیں ہو سکا۔ ان میں کوئی طارق بن زیاد، موسیٰ بن نصیر، جابر بن حیان، رازی، کندی، غزالی پیدا نہ ہو سکا۔

اصل مسئلہ یہ ہے کہ تعلیمی قابلیت تو پیدا ہوتی ہی اس وقت ہے جب طالب علم اپنے مافی الضمیر کا صحیح طرح اظہار کر سکے۔ صحیح طرح بات کو سمجھ سکے اور اس میں تحقیق و تفتیش کر سکے۔ یہاں ہمارا طالب علم ساری عمر انگریزی رٹنے میں ہی مصروف رہتا ہے۔ مگر یہ غیر زبان اس کو آتی ہی نہیں۔ اپنے میٹرک، ایف اے اور بی اے کے رزلٹ اٹھا کر دیکھ لیں۔ یہ انگلش میڈیم کس طرح وطن عزیز میں تعلیمی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ثابت ہو رہا ہے۔

دلیل پیش کی جاتی ہے کہ انگریزی بین الاقوامی زبان ہے۔ اس میں ترقی کیے بغیر ہم بین الاقوامی دنیا کا ساتھ نہیں دے سکتے۔ سوال یہ ہے کہ ہمارے کتنے بچے بیرونِ ملک تعلیم حاصل کرنے جاتے ہیں۔ ہم باہر جانے والے چند لوگوں کی خاطر پورے ملک کی تعلیمی صورت حال کو کیوں برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو چند باہر جانے والے لوگ ہیں وہاں جا کر وہ پہلے پانچ چھ ماہ غیر ملکی زبان کو سیکھنے میں لگاتے ہیں اور پھر اس میں تحقیق کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں ان کی خاطر اپنے ملک کی پوری تعلیم کو داؤ پر کیوں لگائیں؟

آخر جاپان، روس، چین سب نے اپنی مقامی زبانوں کو ہی اپنے ہاں ذریعہ تعلیم بنایا..... اور ملک کو بامِ عروج تک پہنچانے میں کامیاب ہو گئے۔ چین و جاپان کی ترقی ہمارے اربابِ اختیار کی آنکھوں پر بندھی پٹی کو اتارنے میں کامیاب کیوں نہیں ہو رہی؟

استاد۔ پیشہ ور ملازم

نتیجہ یہ ہوا کہ اب استاد کی شخصیت بھی اپنا احترام کھو چکی ہے۔ اب پہلے والا قناعت پسند اور خوددار استاد نہیں رہا بلکہ پیشہ ور ملازم وجود میں آ چکا ہے' جو دیگر پیشوں کی طرح اپنی معاش کمانے میں مصروف ہے۔

چونکہ معاشرے کے عام رجحان کے مطابق جلب زر ہی مقصود ہے' لہٰذا ان میں سے بیشتر اساتذہ سرکاری ڈیوٹی میں کام چوری کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اس کی جگہ وہ اپنے ٹیوشن سنٹرز اور اکیڈمیوں میں بچوں کو محنت کرواتے اور ان کو امتحان پاس کرنے کے گر سکھاتے ہیں۔ یہی طالب علم کا نکتہ نظر ہے اور یہی ایسے استاد کا مطلوب و مقصود ہے۔ علم اس ساری سرگرمی کے درمیان منہ چھپائے مارے ندامت کے بے بسی سے روتا رہتا ہے۔ نصب العین اور مقصدِ حیات بھی گم ہو چکا ہے۔ نظریاتی بنیاد ختم ہو گئی ہے اور تعمیر سیرت و کردار کا پہلو بھی رخصت ہو چکا ہے۔ استاد اور شاگرد دونوں تعلیم کو محض ایک کاروبار سمجھ کر پیسہ لگانے اور پھر اس سے دس گنا بڑھا کر وصول کرنے کے چکر میں گرفتار ہو چکے ہیں۔ سوائے چند اہلِ جنوں مخلص ایثار پیشہ اساتذہ کے' وطن عزیز کے بیش تر اساتذہ اب تعلیم کو کاروبار ہی بنائے بیٹھے ہیں۔ کہیں گھوسٹ سکولوں کا وجود تعلیمی نظام کی ابتری کی صورت حال واضح کرتا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقصد ہو اگر تربیتِ لعل بدخشاں
بے سود ہے بھٹکے ہوئے خورشید کا پرتو
دنیا ہے روایات کے پھندے میں گرفتار
کیا مدرسہ، کیا مدرسہ والوں کی تگ و دو
کر سکتے تھے جو اپنے زمانے کی امامت
وہ کہنہ دماغ اپنے زمانے کے ہیں پیرو

ضرورت اس چیز کی ہے کہ طلبہ کو اسلام کا مطلوبہ استاد ملے، مطلوبہ تعلیم ملے تاکہ وہ اپنے اصل نصب العین اور مقصدِ حیات سے آگاہ ہو کر کارگاہِ عالم میں اپنا اصل کردار ادا کرنے کے قابل بن سکیں۔

بے مقصد تعلیم کے نقائص

ہمارے موجودہ نظام تعلیم کی بڑی خامی اس کی بے مقصدیت ہے۔ نظام تعلیم بے مقصد، طالب علم بے مقصد، استاد بے مقصد، کوئی بھی ملّی یا قومی مقصد پیش نظر نہیں سوائے ذاتی مفاد کے' چنانچہ مقصد کے اعتبار سے تمام تعلیم یافتہ افراد کے ذہنوں میں ایک خلا موجود ہے۔ یہ خلا دشمنوں نے لسانی اور صوبائی تعصّبات کے ذریعے پُر کر دیا۔

نتیجہ یہ نکلا ہے کہ یہ لسانی اور صوبائی تعصّبات اسلام کے آفاقی نظریہ اخوت اور اسلامی روابط کو توڑتے اور کمزور کرتے ہیں۔ ''سب سے پہلے پاکستان'' کا درس دے کر ان سے دیگر مسلم ممالک کو تباہ و برباد کرانے کا کام لیتے ہیں۔ یہاں ہمیں امریکی نظامِ تعلیم کی مثال دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ وہاں سکولوں میں ابتدائی تعلیم میں بچوں کو باقاعدہ سوال جواب اور بحث مباحثہ کے ذریعے نظریہ اور حب الوطنی سکھائی جاتی ہے۔ مثلاً بچوں کو باقاعدہ سکھایا جاتا ہے ''اگر کوئی غیر ملکی تم سے مدد مانگے تو کیا کرو گے؟ اس پر آپ لوگ یہ دیکھیں کیا اس غیر ملکی کا کام کرنے سے امریکہ یعنی (اپنے وطن) کو کوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقصان پہنچتا ہے۔ اگر امریکہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا تو پھر یہ سوچو کہ اس سے تمھیں کیا نقصان پہنچتا ہے؟ اگر اس سوال کا جواب بھی نفی میں ہے یعنی آپ کو بھی کوئی نقصان نہیں پہنچتا تو پھر اس غیر ملکی کی مدد کرنے میں کوئی کوتاہی نہ کرنا''۔

ایک امریکہ پر کیا موقوف ہر ملک اپنے بچوں کی تربیت اپنے قومی وملّی نظریات کے مطابق کرتا ہے اور پھر ان کو حب الوطنی کا واضح نصب العین دیتا ہے، اپنے ملک کے لیے دیانت داری وفاداری، وقت کی پابندی فرائض کی تن دہی سے ادائیگی وغیرہ پر زور دیتا ہے۔

اس تناظر میں مسلمان طلبہ کیوں مقصدِ تعلیم سے بے گانہ رہتے ہیں۔ زندگی کے اعلیٰ نصب العین سے کیوں محروم کر دیے جاتے ہیں۔ اس سے وہ اخلاقی پستی اور بے راہ روی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس پریشان کن صورت حال نے ہمارے طلبہ کو سوائے ذاتی مفادات اور حصولِ معاش کے اور کچھ نہیں دیا کیونکہ وہ علم حاصل کرنا ہی نہیں چاہتے۔ وہ حصولِ معاش کی خاطر صرف ڈگری حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ پھر وہ میرٹ/ رشوت/ سفارش غرض ہر طریقہ سے ملازمت حاصل کر لیتے ہیں' تو وہ مطلوبہ قابلیت نہ ہونے کی بنا پر وہاں بھی دھاندلی سے کام لیتے ہیں۔ اس طرح وہ ملک اور ہم وطنوں کو خوب خوب نقصان پہنچاتے ہیں۔ اس تعلیمی نظام میں شاگرد کو صرف ڈگری مطلوب ہے اور استاد کو صرف پیسہ مطلوب ہے۔ جب دونوں ہی مفادات کے پجاری ہیں تو پھر نوجوان نسل کی تربیت کیا ہوگی؟ ہر شخص یہی چاہتا ہے بس اس کے مالی مفادات پورے ہوتے رہیں۔ اس کے علاوہ ان کو اپنے فرائض کی کوئی فکر نہیں رہتی دیانت داری ان میں بالکل ناپید ہوتی ہے۔ اس کے برعکس بددیانتی، رشوت خوری، خویش پروری اور ادنیٰ خواہشات کی غلامی ہمارے نوجوانوں کی پہچان بن گئی ہے:

وہ علم نہیں ہے، زہر ہے احرار کے حق میں
جس علم کا حاصل ہو جہاں میں ''دو کفِ جو''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے مقصد نظام تعلیم کی کوتاہیوں کو دور کرنا اور ان فتنوں کا سد باب کرنا ایک دین دار، صالح اور دیانت دار استاد کا فرض بنتا ہے۔ پاکستان کی قسمت اسلام سے وابستہ ہے۔ اس لیے تحفظ پاکستان کا منطقی تقاضا اگر ایک طرف ان لسانی وصوبائی تعصبات کی سرکوبی کرنا ہے تو دوسری طرف بچوں کو رضاے الٰہی کے حصول کا بلند نصب العین دے کر صالح باکردار مسلمان اور مخلص مومن بنانا بھی اسی کی ذمہ داری قرار پائی ہے۔

ایک مثالی تعلیمی ادارہ

بعض تعلیمی ادارے قومی تحویل میں جانے سے پہلے نسبتاً بہت اچھا کام کر رہے تھے۔ زیادہ خرابی نیشنلائزیشن کے بعد آئی۔ 1970ء سے پہلے تک ہمارے ہاں بہت سے مثالی تعلیمی ادارے موجود تھے۔ مثلاً میں جب اپنی ابتدائی تعلیم پر نظر ڈالتی ہوں تو حیران ہوتی ہوں وہ دور تعلیمی لحاظ سے آج کے مقابلے میں کتنا اچھا تھا۔

میرے سکول کا نام ''مدرسۃ البنات گرلز ہائی سکول مصری شاہ لاہور'' تھا۔ 1962ء میں، میں نے یہاں سے میٹرک کا امتحان امتیازی نمبروں سے پاس کیا۔ یہ انجمن حمایت اسلام کے ماتحت تھا۔ یہاں اساتذہ کے لیے بھی یونی فارم تھی اور طالبات کے لیے بھی یونیفارم کی پابندی لازمی تھی۔ اس طرح ہماری اساتذہ سکول میں یونی فارم میں سادہ انداز میں آتی تھیں۔ وہاں کوئی لباس' جیولری اور میک اپ کے مقابلے نہیں تھے۔

ہمارے سکول میں درجہ چہارم تک طالبات کو ناظرہ قرآن کریم پڑھا دیا جاتا' پھر درجہ پنجم سے میٹرک تک طالبات کو قرآن پاک با ترجمہ پڑھا دیا جاتا۔ باقاعدہ قرآن پاک ترجمہ وتفسیر کا پرچہ شامل نصاب ہوتا تھا.....ظہر کی نماز کا بھی پیریڈ ہوتا تھا۔

اسی طرح ابتدائی کلاسوں سے عربی زبان کی تدریس اور دینیات کی تدریس مثالی تھی۔ ہماری اساتذہ ہمیں محنت سے پڑھاتی تھیں۔ میٹرک میں پڑھے ہوئے تمام مضامین مجھے آج تک ازبر ہیں۔ انھی اساتذہ نے تعلیم کے بارے میں ہمارے شوق' لگن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جستجو کو بہت انگیخت کیا تھا' سردیوں میں تین بجے تک پڑھائی ہوتی تھی۔ مڈل اور میٹرک کی کلاسوں میں سے دو مزید گروپ بنائے جاتے۔ ایک زیادہ قابل اور ذہین بچوں کا..... اور دوسرا کمزور بچوں کا۔ درمیانی قابلیت والی طالبات تین بجے کے بعد گھر چلی جاتی تھیں جبکہ ان دونوں گروپوں کو اساتذہ اوور ٹائم دیتے۔ قابل طالبات کو سرکاری وظیفہ حاصل کرنے کے لیے تیاری کروائی جاتی جبکہ کمزور طلبہ و طالبات کو ان کے معیار کے مطابق محنت کروائی جاتی۔

اس طرح یہ استاد شاگرد مغرب کے وقت گھر پہنچتے۔ وہاں کسی ٹیوشن خلاصے یا گائیڈ وغیرہ کا تصور نہیں تھا۔ دوسری طرف تحریری کام پر بہت توجہ دی جاتی۔ البتہ انگریزی کے ماڈل ٹیسٹ پیپرز ضرور تیار کروائے جاتے تھے' مگر اپنے اصلی کورس کو پڑھنے کے بعد۔ اللہ تعالیٰ اس ادارے کے منتظمین اور ہمارے اساتذہ کو جزائے خیر سے نوازے۔ یہ ادارہ اگرچہ آج بھی قائم ہے مگر نیشنلائزیشن ــ بعد اس ادارے میں بھی بہت فرق پیدا ہو گیا اور یہ عام سا ادارہ بن گیا کہ پہلے والی بات نہ رہ سکی۔

❁❁❁

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ سیکولر نظام تعلیم

استعماری طاقتوں نے آغاز ہی میں یہ بات محسوس کر لی تھی کہ مسلمان اپنے پختہ کردار، جان دار روایات اور بہترین تعلیمی نظام کی بنا پر غلام نہیں بنائے جا سکتے۔ اگر وہ عارضی طور پر چالاکی وعیاری کے ذریعے غلام بنا بھی لیے جائیں، تب بھی ان کی عظیم اکثریت میں خوے غلامی پیدا نہیں کی جا سکتی۔ وہ صرف ربّ واحد کو اپنا حاکم اعلیٰ سمجھتے ہیں اور کسی اپنے جیسے شخص کا غلام یا مفتوح بننا اپنی مومنانہ غیرت وحمیت کے منافی جانتے ہیں۔ لہٰذا غیر ملکی آقاؤں نے برصغیر ہندو پاک میں اپنے اقتدار کو دوام بخشنے کے لیے اپنے مخصوص مفادات کا حامل انگریزی نظامِ تعلیم رائج کیا۔ یہ نظام تعلیم جو کئی برسوں کی مسلسل غور وفکر اور سوچ بچار پر مشتمل تھا، اسے ۱۸۳۵ء میں لارڈ میکالے کی تعلیمی یادداشت کے نام سے نافذ کیا گیا۔ اس نظام تعلیم کے اہم عملی وتربیتی خدوخال مندرجہ ذیل تھے:

۱۔ تعلیم کا اصل مقصد یورپی ادب اور یورپی سائنس کا فروغ ہے۔

۲۔ ذریعہ تعلیم انگریزی ہوگا۔

۳۔ سرکاری خزانے کی تمام رقم صرف اسی تعلیم کے لیے مختص ہوگی۔ ہندستان کے پرانے تعلیمی اداروں کو جو تھوڑی بہت امداد دی جا رہی ہے، اسے بالکل ختم کر دیا جائے گا۔

۴۔ تعلیم کا مقصد یہ قرار دیا گیا کہ وہ سرکاری ملازمت کے لیے لوگوں کو تیار کرے۔ بالخصوص نچلی سطح کے انتظامی عملے (کلرک) کی فراہمی کا بندوبست کرے۔

۵۔ حقیقی اسلام کی تصویر مسخ کر کے غیر محسوس طریقے سے لادینیت کو فروغ دیا جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ ہی حکومت نے اعلان کر دیا کہ ملازمت کے دروازے صرف ان لوگوں کے لیے کھولے جائیں جو نئی تعلیم سے آراستہ ہوں اور ان لوگوں پر سرکاری ملازمتوں کے دروازے بالکل بند کر دیے جائیں' جو پرانے نظامِ تعلیم کی پیداوار ہوں۔ میکالے نے اس موقع پر اپنی پالیسی کا مقصد واضح انداز میں بیان کیا کہ:

ہمیں ایسی نسل تیار کرنا ہے جو دیسی آبادیوں کے لیے ہمارے افکار و نظریات کی ترجمان ہو۔ جو رنگ و نسل کے اعتبار سے بے شک ہندستانی ہو' مگر فکر و نظر اور سیرت و اخلاق کے لحاظ سے خالص انگریز ہو اور برطانیہ کی سول ایڈمنسٹریشن میں ملازمت کی اہل ہو۔

علاوہ ازیں وہ اہلِ ہند کو اس طرح ذہنی طور پر مرعوب کر کے اپنی برطانوی مصنوعات کی کھپت کے لیے مارکیٹ بنانا چاہتے تھے۔

بتدریج ارتقا

اور پھر اس کے بعد شعبہ تعلیم پر حکومت کی گرفت مضبوط ہونے لگی۔ نئے نظام کے تحت بہت سے پرائمری سکول اور ثانوی تعلیم کے ادارے قائم ہونے لگے۔ ۱۸۵۷ء میں 'انڈین یونی ورسٹیز ایکٹ' پاس ہونے سے کئی یونی ورسٹیاں بھی قائم ہوئیں۔ اس طرح پرائمری' ثانوی اور یونی ورسٹیوں کی اعلیٰ تعلیم سے نئے تعلیمی نظام کو مکمل نشوونما کا موقع ملا اور مغربی طرز کی اعلیٰ تعلیم فروغ پانے لگی۔

تعلیم کا جو نظام برصغیر ہندو پاک میں مسلمانوں کے ہزار سالہ دورِ حکومت میں مکمل آزادی کی فضا میں پرورش اور نشوونما پا رہا تھا اور ہر ایک کے لیے مساوی تعلیم کے مواقع فراہم کرتا تھا' علاوہ ازیں اس میں تعلیم لازمی اور ہر ایک کے لیے مفت تھی۔ اربابِ حکومت اور عام دولت مند افراد تعلیم و تعلم کے لیے فراخدلانہ امداد کر رہے تھے۔ پھر تعلیم و تربیت کا یہ سلسلہ کسی کے ماتحت نہ تھا، جس میں استاد اور شاگرد کے درمیان گہرے روحانی روابط موجود تھے۔ یہ تعلیم مسجد' خانقاہ اور عام مدارس میں دی جا رہی تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگر اب یکسر سارا تعلیمی نظام تبدیل ہو کر رہ گیا تھا۔ اب انگریز حکمرانوں نے مسلمانوں کے پرانے تعلیمی نظام کی بساط مکمل طور پر لپیٹ کر رکھ دی۔ مدارس کے لیے اہلِ خیر نے جو بڑی بڑی جایدادیں وقف کر رکھی تھیں، حکومت نے وہ جایدادیں ضبط کر لیں۔ فارسی زبان (جو اس وقت مسلمانوں کی سرکاری اور دفتری زبان تھی) کی تعلیم پورے ملک میں حکماً بند کر دی گئی۔ اس طرح مدارس کا درسِ نظامی والا نظام تعلیم آدھا مفلوج ہو گیا، یعنی اس کا مذہبی حصہ تو باقی رہ گیا مگر فارسی والا حصہ جو سرکاری امور کی ادائیگی کو سرانجام دینے کے قابل بناتا تھا، کٹ کر گر پڑا۔

صرف وہ سخت جان مدارس باقی رہ گئے جو سیاست، تمدن اور معاش کی سخت مار کے باوجود بھی اپنے مقام سے نہ ہٹے۔ یہ نیا انگریزی تعلیمی نظام ہندوؤں میں تو خوب مقبول ہوا مگر مسلمانوں نے اللہ، رسولؐ، آخرت اور اخلاقی اقدار کے منافی سمجھتے ہوئے، اسے اختیار کرنے میں تردّد کا اظہار کیا۔ انھیں انگریزی زبان کی تعلیم پر اعتراض نہ تھا بلکہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے یہ فتویٰ بھی دیا تھا کہ ''انگریزی زبان سیکھنے میں کوئی شرعی قباحت نہیں''۔ مگر مسلمانوں کا اصل اعتراض ہی یہ تھا کہ یہ نئی تعلیم سیکولر ہے جو اپنے مزاج، مقاصد، نصابِ تعلیم اور اجتماعی ماحول کے اعتبار سے دین اسلام اور اسلامی تہذیب و اخلاقی اقدار سے دور لے جانے والی تھی اور اس کی روح پر مادیت، کفر کی غلامی اور عیسائیت کا غلبہ تھا۔ اس کا مقصد بظاہر صرف انگریز کی ملازمت دلانا تھا اور بباطن پڑھنے والے مسلمانوں کو اسلام سے بے زار کرنا تھا۔ اکبرالٰہ آبادی مرحوم نے کیا خوب لکھا تھا:

مذہب چھوڑو، ملت چھوڑو، صورت بدلو، عمر گنواؤ
صرف کلرکی کی امید اور اتنی مصیبت توبہ توبہ

مسلمانوں میں سرسید احمد خاں اس نئے نظام تعلیم کے سب سے بڑے مؤید تھے، اور انھوں نے مسلمانوں کو قومی عصری ضروریات کو پورا کرنے اور سیاسی دھارے سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم آہنگ ہونے کے لیے جدید تعلیم کی ضرورت پر زور دیا اور چند جزوی ترمیمات کے بعد اسے اپنے قائم کردہ ''محمڈن اینگلو انڈین اورنٹیل کالج'' علی گڑھ میں نافذ کر دیا۔

علی گڑھ کالج

علی گڑھ کے اورنٹیل کالج نے تعلیمی دنیا میں جو خدمات انجام دیں، اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا' مگر مجموعی حیثیت سے علی گڑھ تعلیمی تحریک کے نتائج مسلمانوں کے لیے تباہ کن ہی رہے۔ آج ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ برصغیر کے مسلمانوں کو جو فکری، تہذیبی، اخلاقی اور تعلیمی مسائل درپیش ہیں، بڑی حد تک علی گڑھ اور اس کے بنائے ہوئے ذہن کی پیداوار ہیں۔ مسلمانوں میں جدید تعلیم کا تناسب تو کچھ بڑھ گیا مگر ملّی نظریات و روایات اور مقاصد اس میں مفقود ہیں۔

مسلمانوں کی دیگر علمی تحریکیں

تعلیم کے میدان میں علی گڑھ کے ساتھ ساتھ اس دور میں مسلمانوں میں اور بھی کئی تحریکیں اٹھیں۔ کئی نئے مدارس قائم کیے گئے مثلاً دارالعلوم دیوبند' ندوۃ العلما لکھنؤ جامعہ ملّیہ دہلی جامعہ رحمانیہ وغیرہ' مگر یہ سارے تعلیمی ادارے اس مغربی زہر کا تریاق نہ کر سکے جو مغربی تعلیم کے ذریعے مسلمانوں کو پلایا جا رہا تھا۔ اس جدید مغربی تعلیم کا یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ مسلمانوں کا تعلیمی معیار انتہائی پست ہو کر رہ گیا' تخلیقی صلاحیتیں مفقود ہو گئیں۔ مغربی نقالی اور مغربی آقاؤں کی غیر مشروط وفاداری ہی جدید تعلیم کا طرۂ امتیاز بنی۔

مسلمانوں کا تعلیمی نقصان

جس وقت انگریزوں نے ملک کا اقتدار سنبھالا تھا اس وقت کے انگریز جنرل 'سیل مین' (Seeleman) کے مطابق جو انیسویں صدی کی ابتدا میں مسلمانوں کے تعلیمی مقام و مرتبے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیا میں ایسی قومیں بہت کم ہوں گی جن میں ہندستانی مسلمانوں سے زیادہ تعلیم کا رواج عام ہو۔ ہر وہ شخص جسے ۲۰ روپے ماہوار کی ملازمت حاصل ہو، وہ اپنے بیٹوں کو کسی وزیر اعظم کے بیٹے کے برابر تعلیم دلواتا ہے۔ جو کچھ ہمارے بچے یونانی اور لاطینی زبانوں کے ذریعے سیکھتے ہیں' یہاں کے نوجوان وہی باتیں عربی اور فارسی کے ذریعے سیکھتے ہیں۔ سات سالہ نصاب کے مطالعے کے بعد یہاں کا مسلمان نوجوان علم کی تمام شاخوں' گرامر' بلاغت، منطق وغیرہ سے قریب قریب اتنا ہی واقف ہوتا ہے جتنا آکسفورڈ کا اعلیٰ تعلیم یافتہ کوئی نوجوان۔ اور حیرت یہ ہے کہ یہ بھی اسی طرح سقراط، بقراط، ارسطو، افلاطون، جالینوس اور بوعلی سینا کے متعلق بڑی روانی سے گفتگو کر سکتا ہے۔

(نظام تعلیم: نظریہ' روایت' مسائل از پروفیسر خورشید احمد)

صرف بنگال کے علاقے میں انیسویں صدی کے آغاز میں ولیم ایڈم کی مشہور رپورٹ کے مطابق ایک لاکھ مدارس موجود تھے اور شرح خواندگی 84 فی صد تھی' مگر انگریزوں نے تعلیم کا حلیہ ایسا بگاڑا کہ جب وہ یہاں سے گئے تو پورے ملک میں خواندگی کا معیار 11.8 فی صد اور سکول کے تعلیم یافتہ افراد کا تناسب صرف 5 فی صد سے بھی کم تھا۔

پھر انگریزوں کے یہ دعوے کہ انھوں نے ہندستان کو تعلیم دی اور تہذیب سکھائی۔ کیا یہی فروغ تعلیم ہے؟ اگر یہ فروغ تعلیم ہے تو تعلیم کی تباہی کس چیز کا نام ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ تعلیم کے ساتھ انگریزوں نے سوتیلی ماں والا سلوک کیا۔ محض سیاسی اغراض کے لیے اسے آلہ کار کے طور پر استعمال کیا، جس نے جی حضور یے تو پیدا کر دیے مگر ایسے انسان نہ پیدا کر سکا جو بدلتے حالات میں اپنے لیے آزادانہ فیصلے کر کے نئی راہیں نکال سکتے۔ پھر انگریزی زبان کو ذریعہ تعلیم بنا کر اور زندگی گزارنے کا واحد باوقار ذریعہ باور کرواتے ہوئے تعلیم یافتہ افراد کا رشتہ اپنے ہم وطنوں سے کاٹ کر مغربی دنیا سے جوڑ دیا گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجودہ تعلیمی حالت

قیامِ پاکستان کے بعد بھی یہ نظامِ تعلیم جزوی تبدیلیوں کے ساتھ اسی طرح جاری رہا۔ اس وقت ہم ایک ایسے نظامِ تعلیم میں گھرے ہوئے ہیں جو ہمارے عقاید، اخلاقی و دینی اقدار، ثقافت، ملکی ضروریات، روایات اور ہمارے ادب غرض ہر چیز کے لیے چیلنج ہے۔ ملک کا ہر فرد اور خود ارباب اختیار بھی اس کے خلاف نوحہ کناں ہیں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ خود اس نظام کے تعلیم یافتہ افراد اس کی خامیوں کو نہیں سمجھ سکتے۔

وقتاً فوقتاً اصلاحِ احوال کے لیے اس میں اسلامیات کے ایک آدھ جزوی پیریڈ کی، کبھی ناظرہ قرآن کی اور کبھی برائے نام ترجمہ قرآن کی پیوندکاریاں ہوتی ہیں مگر کسی عزم اور ایمان کے بغیر۔

ہمارا اصل تعلیمی مسئلہ اس کے کسی ایک جز کی اصلاح نہیں بلکہ پورے نظامِ تعلیم کی اصلاح ہے۔ اس کے مقاصد، اس کا نصاب، اس کا ماحول، اس کا طریقِ تدریس، اس کی روح غرض ہر چیز تبدیلی کا تقاضا کرتی ہے۔ مسلمانوں کی تعلیمی ضروریات اس وقت تک پوری نہیں ہوسکتیں جب تک اس پورے نظام کو از سرِ نو اسلامی بنیادوں پر استوار نہ کیا جائے۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ مغربی علوم کے ساتھ اسلامیات یا دینیات کی پیوندکاری کو مضر قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ایک طرف آپ ایک طالب علم کو تمام دنیوی علوم اس طریقے سے پڑھاتے ہیں کہ وہ محسوس کرتا ہے کہ یہ سارا کارخانہ (کائنات) بے خدا ہے اور خدا کے بغیر چل رہا ہے اور خوب کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے۔ جو علم بھی وہ پڑھتا ہے، اس میں اسے کہیں بھی یہ محسوس نہیں ہوتا کہ اس کارخانہ دنیا میں یا کارخانۂ زندگی میں کہیں خدا کا کوئی مقام ہے، کہیں رسولؐ کا مقام ہے، کہیں وحی کی حاجت ہے! سارے کے سارے نظامِ زندگی کو وہ اسی نقطہ نظر سے دیکھتا ہے!!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد یکا یک آپ اسے دینیات کی کلاس میں لے جا کر اس کو بتاتے ہیں کہ خدا بھی ہے، رسول بھی ہے، وحی بھی آئی ہے اور کتابیں بھی آئی ہیں۔ آپ ذرا غور کیجیے کہ دنیا کے مجموعی تصور سے الگ اور بالکل بے تعلق کر کے یہ اطلاع جو آپ اس کو دے رہے ہیں، اس کو اس مجموعے میں آخر کہاں نصب کرے گا؟ کس طرح آپ کو طالب علم سے یہ توقع ہو سکتی ہے کہ کائنات اور زندگی کے بے خدا تصور کے ساتھ، دینیات کی یہ پوٹلی جو آپ الگ سے اس کے ہاتھ میں تھما دیتے ہیں، اسے وہ کھول کر روز کے روز اپنے دوسرے اجزائے علم کے ساتھ ترکیب دیتا رہے گا اور خود بخود اپنے ذہن میں ایک باخدا تصور مرتب کرتا رہے گا؟'' (تعلیمات، ص ۱۳۵، ۱۳۶)

پھر اس نظامِ تعلیم کے بارے میں خود قائداعظم نے یہ بات کہی تھی کہ اس نظامِ تعلیم میں عرفانِ خدا کا تصور نہیں، منزل مقصود متعین نہیں اور معنوی بصیرت کا سرے سے فقدان ہے۔'' (ہمارا نظامِ تعلیم از پروفیسر سعید اختر، ص ۱۱۴، ۱۱۵)

مغربی تعلیم کی ہیئتِ ترکیبی

مغربی تعلیم قدیم یونانی و رومی فکری سوتوں پر مبنی ہے۔ یونانی بت پرست مشرک تھے جبکہ رومی عیسائی، اس لیے یہ نظامِ تعلیم اپنے مضمرات کے لحاظ سے مذہب بے زار اور ملحدانہ ہے۔ چونکہ عیسائیت کے عقاید اور تعلیم کی عقلی توجیہ ناممکن ہے۔ عقیدۂ تثلیث اور کفارہ کے عقیدہ کو کوئی بھی معقول آدمی تسلیم کرنے سے ہچکچاتا ہے اور پھر اس کی تعلیم جامد اور ناقابلِ عمل ہے، سائنسی ترقی کا وہ ساتھ نہیں دے سکتی۔ اس لیے انھوں نے ''مذہب میں عقل کو دخل نہیں'' کہہ کر مذہب کو انسانی زندگی کا ایک پرائیویٹ شعبہ قرار دیا اور علوم وفنون، جدید سائنس وٹیکنالوجی سے 'اللہ' کو خارج کر دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھوں نے سائنسی علوم میں حواس اور مشاہدہ کو ترجیح دی چونکہ اللہ کہیں نظر نہیں آتا تھا۔ لہٰذا تمام سائنسی شاخوں میں اللہ کی قدرت کی بجائے نیچر (فطرت بمعنی قدرت) کا لفظ استعمال کیا۔ اللہ کی خالقیت اور رب کی ربوبیت کا انکار کر دیا گیا۔ اس کی جگہ یہ کہا گیا کہ قانونِ فطرت یہ ہے کہ دنیا خود بخود وجود میں آئی ہے۔ انھوں نے وحی الٰہی سے اپنے آپ کو محروم رکھ کر دنیا کے آغاز وانجام کے بارے میں اپنے خود ساختہ فلسفے گھڑے اور پھر اپنی معاشرت، سیاست اور معیشت کے لیے بھی تمام خود ساختہ قوانین ترتیب دیے۔

اسلامی نظامِ تعلیم کی ہیئتِ ترکیبی

اسلامی نظامِ تعلیم کی نوعیت اس سے مختلف تھی۔ مسلمان مفکرین اور علما اپنی کتب کا آغاز اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور انبیا پر صلوٰۃ وسلام کے بعد اپنے مطلوبہ موضوع پر لکھنا شروع کرتے۔ پھر تمام فطری قوانین کی تشریح وحی الٰہی کی روشنی میں کرتے، ان کی کتب جا بجا اللہ کی قدرت کو نمایاں کرتیں۔ رسولؐ کی محبت اجاگر کرتیں، عوام میں اتباعِ رسولؐ کا جذبہ ابھارتیں، اسلامی شریعت کی حکمتیں اور برکتیں واضح کی جاتیں۔ ان میں اخلاقِ عالیہ کو نمایاں کرنے کی کوشش ہوتی۔ اس طرح ان کتب سے استفادہ کرنے والا ایک طرف مخلص مسلمان ہوتا تو دوسری طرف اعلیٰ درجے کا عالم و فاضل بھی ہوتا۔

کوئی جتنا بڑا عالم ہوتا اتنا ہی وہ عاجز، منکسر مزاج، اللہ و رسولؐ کا فرماں بردار اور مخلوقِ خدا کا ہمدرد و غم گسار ہوتا۔ وہ آخرت کی جواب دہی کے شعور سے مالا مال ہوتا اور اخروی رضا کے لیے علم کا فیض دوسرے لوگوں تک پہنچانا اپنی ذمہ داری سمجھتا اور عملی زندگی کے مسائل حل کرنے میں لوگوں کی حتی الامکان مالی و اخلاقی مدد بھی کرتا تھا۔ پھر مسلمان بچوں کی تعلیم بھی اسی طرح کی جاتی جو ان کو ابتدا ہی سے پکا مسلمان اور ہمدرد انسان بنانے والی ہوتی تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی نظام تعلیم اور سیکولر نظام تعلیم کا موازنہ

۱۔ اس کی بنیاد وحی الٰہی پر ہے اور علمِ حقیقی کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات ہے۔

۲۔ اسلامی تعلیم آفاقی ہے۔

۳۔ اسلام میں حصولِ تعلیم ایک عبادت ہے۔

۴۔ اس کا واضح نصب العین ہے۔ یعنی رضائے الٰہی کا حصول، اپنے دین کے مسائل واحکام سے واقفیت ہو، اللہ پر ایمان مضبوط ہو، نبی کریم ﷺ کی اطاعت کا جذبہ بیدار ہو اور آخرت کی جواب دہی کا شعور قوی تر اور مضبوط ہو۔

۵۔ اس سے روحانی اور مادی دونوں آسودگیاں حاصل ہوتی ہیں، لہٰذا یہ تعلیم جامع اور مکمل ہے۔

۶۔ یہ اخلاق وکردار کی تعمیر اور بہترین سیرت کی تشکیل کرتی ہے۔

۷۔ یہ حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی سکھاتی ہے، یہ اپنے نفس، دوسرے انسانوں کے حقوق، بلکہ جانوروں تک کے حقوق ادا کرنا سکھاتی ہے۔ اس طرح اپنے فرائض کی ادائیگی اور دوسروں کے حقوق ادا کرنے کا شعور قوی تر کر دیتی ہے۔

۸۔ انفرادی اور اجتماعی زندگی میں توازن اور اعتدال کا عنصر پایا جاتا ہے۔

۹۔ ہر کام میں جزا وسزا اور آخرت کی جواب دہی کا عنصر انسان کو گناہ اور جرم کرنے سے روکتا ہے۔

۱۰۔ یہ سیرت وکردار میں پختگی پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ امانت داری، صبر، محبت اور خدمتِ خلق جیسے بہترین اوصاف ابھارتی ہے۔

۱۱۔ یہ مساوات، اخوت کا درس دیتی ہے اور بنی نوع انسان کی رضائے الٰہی کی خاطر خدمت کرنا سکھاتی ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۔ شرح خواندگی 100 فی صد ہے کیونکہ سب مسلمانوں کو پڑھنے کا تاکیدی حکم ہے اور ہر مسلمان بچہ مساجد میں اتنا علم ضرور حاصل کر لیتا ہے، جس سے اپنی زندگی کے دینی اور عملی مسائل حل کر سکے۔

۱۳۔ اسلامی تعلیم لازمی اور مفت ہے۔ یہاں سب کے لیے یکساں تعلیمی مواقع ہیں۔

۱۴۔ یہ غور وفکر پر ابھارتی اور تخلیقی صلاحیتیں پیدا کرتی ہے۔

۱۵۔ یہاں ہاتھ کی کمائی، دست کاری اور صنعت وحرفت کی بڑی قدر ووقعت ہے۔

لادینی (یا لبرل) تعلیم

۱۔ یونان سے شروع ہوئی' رومیوں سے ہوتے ہوئے مغرب تک پہنچی۔ جس میں حواسِ خمسہ اور مشاہدہ تعلیم کی بنیاد بنتے ہیں۔

۲۔ ہر قوم کے مخصوص قومی ومادی نظریات کے گرد گھومتی ہے۔

۳۔ مغربی تعلیم' صرف روزگار کے حصول کا ایک ذریعہ ہے۔

۴۔ اس کا مقصد صرف مادی فوائد کا حصول ہے۔ ملازمت ملے، سرمایہ زیادہ سے زیادہ بڑھے۔ جانوروں کی طرح بے مقصد اور بے کار زندگی گزارو بس صرف کھاؤ پیو اور عیش کرو۔

۵۔ یہ تعلیم دینی عقاید اور آخرت کو تسلیم نہیں کرتی۔ زندگی کے معاشی ومادی فواید کے لیے کوشاں رہتی ہے۔ اس لیے خود غرضی، نفسانیت اور مفاد پرستی سکھاتی ہے۔

۶۔ اس میں صرف معلومات ہوتی ہیں جن کا کردار سازی اور تربیت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

۷۔ یہ تعلیم چونکہ آخرت کی جزا وسزا کے تصور سے عاری ہے' لہٰذا صرف اپنا اور اپنی قوم کا مفاد حاصل کرنا سکھاتی ہے۔ اس کا مقصد حصولِ معاش' اور عظمتِ وطن ہے' مادرِ وطن کی خدمت کرنا ان کا بڑا بلند نصب العین ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۔ یہاں اجتماعیت اور انفرادیت دونوں میں انتہا ہے، کہیں افراط ہے، کہیں تفریط' اعتدال کہیں نہیں۔

۹۔ یہ مذہب کو پرائیویٹ معاملہ سمجھتی ہے۔

۱۰۔ چونکہ صرف مادی فوائد کا حصول اس کا نصب العین ہے' لہٰذا ہر جائز و ناجائز ذریعہ سے روپیہ کمانا یا اکٹھا کرنا ایک فطری تقاضا سمجھا جاتا ہے' رشوت، کرپشن، لوٹ مار، ناجائز استحصال سکھاتی ہے۔

۱۱۔ خصوصاً یہ خوشامد سکھاتی ہے۔ اپنے باس کے سامنے انتہائی چاپلوسی اور عاجزی مگر اپنے سے نیچے والوں کے لیے ظالمانہ فرعونی انداز اختیار کرنا سکھاتی ہے۔

۱۲۔ یہاں غیر ملکی زبان انگریزی کو ذریعہ تعلیم بنا کر شرح خواندگی عملاً بہت کم رکھی جاتی ہے' تاکہ عوام جو نچلا طبقہ ہے پڑھ لکھ کر کہیں برابر نہ آجائے اور اپنے حقوق کا مطالبہ نہ کر بیٹھے۔ بالفاظِ دیگر یہ تعلیم صرف اپنی چودھراہٹ قائم رکھنے کا ذریعہ ہے۔

۱۳۔ چونکہ تعلیم کے گراں قدر اخراجات ہیں۔ اس لیے صرف امیر پڑھ سکتے ہیں۔

۱۴۔ ہمارے ہاں یہ تعلیم چند فرسودہ معلومات کو رَٹ کر امتحان پاس کرنا سکھاتی ہے۔ غور و فکر کی عادت پیدا نہیں کرتی۔ تحقیق و تفتیش سے اس کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔

۱۵۔ مغربی تعلیم نے صرف اور صرف ملازمت ہی کو ہمارے ہاں باعثِ شرف و وقار قرار دیا، دستی ہنر کو عار سمجھا گیا۔

مادہ پرستی کا محرک

پڑھ لکھ کر صرف ملازمت حاصل کرنا ہی مقصدِ وحید ہے، اس تعلیم کا۔ اگر فارغ ہونے کے بعد جائز طریقے سے دولت ملے تو ٹھیک وگرنہ پھر لوٹ مار، چوری ڈاکہ سے مال حاصل کرنا ضروری ہے۔ دولت کے حصول کے بغیر تعلیم بالکل ضائع اور بے کار سمجھی جاتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور اب تو یہ مادہ پرستی اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ اصل مقصود حصولِ ملازمت و دولت ہی رہ گیا ہے۔ اس کے لیے سند کی ضرورت ہے اور سند امتحان میں کامیابی سے حاصل ہوتی ہے۔ اس سند کے حصول کے لیے امتحانوں میں ناجائز ذرائع بھی اختیار کیے جانے لگے ہیں۔

اخلاقی فساد

اس تعلیم نے اتنے کڑوے کسیلے پھل دیے ہیں کہ وطن عزیز پاکستان کو، جو لا الہ الا اللّٰہ کے نعروں اور وعدوں کے ساتھ وجود میں آیا تھا، اور جس کو اسلام کا قلعہ بننا تھا، لوٹ کھسوٹ، ڈاکہ زنی، چوری چکاری، بے حیائی، آوارگیِ فکر و نظر، تشدد، دہشت گردی، اغوا برائے تاوان اور گینگ ریپ جیسے جرائم کا مرکز بنا دیا گیا۔ سیاسی و اخلاقی طور پر، مالی و معاشی میدان میں، سماجی زندگی میں، غرض ہر پہلو سے اسلامی نظریہ، مقصد اور نصب العین سے انحراف جاری رہا اور اس انحراف کا ذمہ دار یہ اعلیٰ تعلیم یافتہ صاحبِ اقتدار طبقہ ہے۔ اب یہاں من پسند جمہوریت اور سرمایہ داری کا دور دورہ ہے' جو اپنے جملہ فسادات اور بڑھتے ہوئے جرائم کے ساتھ ہمارے دینی، ملکی اور قومی تقاضوں کو ملیا میٹ کر رہی ہے۔ اس نے تو فکری غلاموں، ذہنی مجرموں، دہریوں، سیاسی ابن الوقتوں، اپنی تہذیب کے غداروں، میر صادق، میر جعفر کو ہی جنم دیا ہے۔ الّا ماشاء اللّٰہ!

یہ دین بے زار نظامِ تعلیم ہے

اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارا مروجہ نظامِ تعلیم ٹھوس دینی تعلیم سے عاری اور اخلاقی اقدار سے خالی ہے۔ یہ سیکولر نظامِ تعلیم اللہ و رسول ﷺ کی تعلیمات سے دور کرنے والا، ملحد اور مذہب بے زار بنانے والا ہے۔ دوسری طرف یہ اہل مغرب کی وفاداری کا دم بھرنے والا ہے۔ اس نے ملّی غیرت، قومی حمیت، مومنانہ شجاعت و بے باکی کو ختم کر کے خوے غلامی کو مستحکم کیا۔ پنجاب یونی ورسٹی کی انکوائری رپورٹ میں درج ہے۔ ''درس گاہوں میں نہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ حیاتِ روحانی ہے جو طالب علموں میں سوزِ دروں پیدا کرے، نہ وہ وحدتِ اجتماعی ہے جو اس کی وفاداری کو استواری بخش سکے، نہ وہ ذہنی و اخلاقی شعلہ ہے جو اس کے سینے میں ولولوں کے چراغ روشن کرے''۔ (ص ۵۲)

اور علامہ اکبر الٰہ آبادی نے کہا تھا:

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی!

اس سے زیادہ المیہ کیا ہوگا کہ ہمارے بچے، ہماری ذہانت و قابلیت، ہمارا سرمایہ، ہماری سرزمین، مگر جو بچے ان جان گسل مالی و جانی محنتوں اور والدین کی بے پناہ قربانیوں کے بعد تیار ہو رہے ہیں، وہ مغربی مفادات کے علم بردار اور مغربی آقاؤں کے وفادار ہیں۔ اس نظام کے تعلیم یافتہ لوگ صرف کلرک اور جی حضوریے بن سکتے ہیں جو ملکی تقاضوں کو نہ سمجھ سکتے ہیں، نہ ان کو پورا کر سکتے ہیں۔ ہمارے وطن عزیز کو محض اعلیٰ تعلیم کی ضرورت نہیں بلکہ بنیادی اور معقول پیشہ وارانہ تعلیم کی بھی ضرورت ہے۔ ہمیں ماہرین زراعت، اعلیٰ سائنس دان، اعلیٰ دست کار اور صنعت کار کی ضرورت ہے۔ اچھے ڈاکٹر اور اچھے انجینئر ہماری بنیادی ضرورت ہیں۔ مگر اس تعلیم سے ایسے مخلص محبِ دین و وطن اور قومی تقاضوں کو پورا کرنے والے افراد پیدا ہونے ناممکن ہیں۔

زندگی کو بانٹنے والی تعلیم

اسلام تو پوری زندگی کا پروگرام ہے۔ یہ ہمارے روحانی و مادی تقاضوں کو بیک وقت پورا کرتا ہے۔ زندگی کے ہر معاملے میں اپنے اصولوں کی حکمرانی چاہتا ہے۔ ایک مسلمان کا دین اس کی دنیا سے الگ نہیں ہو سکتا۔ اس کی دینیات اس کی 'دنیویات' سے متصادم نہیں۔ مگر یہ نظامِ تعلیم دین کو دنیاوی ترقیوں کی راہ میں حائل سمجھتے ہوئے اسے بالکل ذاتی اور پرائیویٹ مسئلہ سمجھتا ہے۔ مسلمانوں کو اس طرزِ تعلیم سے روشناس کرانے کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقصد یہ تھا کہ اسلام صرف مسجد کے حجروں اور خانقاہوں میں مقید رہے اور مسلمانوں کی عام زندگی مغرب کے کافرانہ اصولوں پر چلتی رہے تاکہ اجتماعی زندگی میں اسلام کوئی فیصلہ کن قوت نہ بن سکے۔

تعلیم پر دولت کی اجارہ داری

اس نظامِ تعلیم کی بنیادی خرابی یہ ہے کہ یہ نظامِ تعلیم پر چند دولت مندوں کی اجارہ داری قائم کر کے ملک کی 90 فی صد آبادی کو علم سے محروم رکھتی ہے۔ تعلیم کے گراں قدر اخراجات ہیں۔ مہنگی فیسیں اور مہنگی کتب اور عام آدمی کے لیے اپنے بچوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنا جان جوکھوں کا کام ہے۔ تعلیم تو قدرت کی وہ نعمت ہے جس تک ہر مسلمان کی رسائی ضروری ہونی چاہیے۔ کیونکہ طلبِ علم ہر مسلمان مرد وزن پر واجب ہے۔ ہمارے بہت سے ذہین بچے محض دولت نہ ہونے کی بنا پر اقبال، اکبر، حالی، شبلی، عمر خیام، البیرونی، عبدالقدیر خاں اور قائداعظم بنے بغیر خاک میں مل جاتے ہیں۔ ایسے مفلس اور تنگ دست لوگوں کی ذہنی قوتوں کو نشوونما دینے اور انھیں انسانیت کی خدمت میں استعمال کرنے کے لیے تعلیم کو مفت قرار دینا انتہائی ضروری ہے۔

ذریعۂ تعلیم، انگریزی

۱۔ اس لیے رکھا گیا کہ ایک غیر ملکی زبان کو بہت کم لوگ سمجھ سکیں گے۔ اس طرح ان کی شرحِ تعلیم کم رہے گی۔ لہٰذا ہمارے ماتحت اور مرعوب رہیں گے۔

۲۔ زبان محض زبان نہیں ہوتی بلکہ وہ اپنی تہذیب وثقافت سمیت آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ انگریزی خواں حضرات مغربی تہذیب اور مغربی طور اطوار پر دل و جان سے فریفتہ ہیں۔

۳۔ ان کے مرتب کردہ نصابات اور درسی کتب، انگریزی زبان میں تھیں اور جملہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علوم بھی انگریزی زبان میں، نتیجہ یہ ہوا کہ علم اور انگریزی کو لازم وملزوم سمجھ لیا گیا اور عربی وفارسی اور اردو کی تعلیم کو پسماندگی اور دورِ قدیم کی یادگار قرار دیا گیا۔ اس سے مسلمانوں کا اپنے شاندار ماضی، آباؤ اجداد کے گراں قدر علمی ورثہ سے رشتہ ختم ہو گیا۔

تعلیم یافتہ طبقہ اس حد تک مرعوب ہوا کہ ہر وہ چیز جو مغرب سے آئے، وہ ترقی کا لازمہ سمجھی جائے اور ہر دیسی و وطنی چیز ناقابل اعتبار بلکہ راندۂ درگاہ ٹھہری۔ مزید المیہ یہ ہوا کہ خود یورپ نے ترقی انھی اسلامی علوم وفنون کے بل پر کی تھی اور مسلمان مفکرین ودانش وروں کی گراں قدر کتب سے خوب استفادہ کیا تھا' جبکہ خود مسلمانوں کا رشتہ انگریزی زبان کے ذریعے انھوں نے اس شان دار علمی ورثہ سے کاٹ دیا۔

مرعوبیت اور منافقت

مسلمانوں پر اپنا مغربی نظام تعلیم ٹھونسنے کے بعد عیسائی مشنریوں نے اسلام پر تابڑ توڑ حملے کیے۔ نت نئے اعتراضات پیدا کیے' مثلاً یہ کہ اسلام قدیم دور کے لیے آیا تھا۔ آج کا زمانہ جدید ہے، جدید دور میں عرب کے بدوؤں کا دین اور بدویانہ تہذیب نہیں چل سکتی۔ ترقی کرنی ہے اور دورِ جدید کا ساتھ دینا ہے تو تمھیں ہماری تہذیب اور تعلیم پر 'آمنا و صدقنا' کہنا ہوگا۔ مغربی طرزِ فکر، مغربی لباس، مغربی آداب واطوار اور رسوم ورواج کو اپنانا ہوگا۔

ا ان مغربی آقاؤں نے اپنے براہِ راست دورِ حکومت میں مسلم ممالک میں اپنے وفاداروں کو بڑی بڑی جاگیریں عطا کیں' مراعات دیں اور اپنے علاقے میں رہنے والے تمام عوام کو جو پہلے مسلمان ہونے کے ناتے سے ان کے بھائی بند اور مساوی تھے، ان کو کیڑے مکوڑوں کی طرح روندنے کی تلقین کی تاکہ عوام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سے کوئی ان کی حکومت کے خلاف اف تک نہ کر سکے۔

- خود انھوں نے ہمارے مالی وسائل جی بھر کر لوٹے اور مغرب میں پہنچائے۔ پھر اپنے وفاداروں کو اپنے ملک کے تمام وسائل جی بھر کر لوٹنے کی تربیت دی۔
- 'سول سروس' کے مقابلہ کے تمام امتحان انگریزی میں رکھے جاتے ہیں۔ اس طرح انگریزی خواں طبقہ اس کے ذریعے حکمرانی کے تمام حساس اور کلیدی شعبے حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ پھر یہ انگریز آقا جاتے وقت اقتدار اپنے اسی وفادار انگریزی خواں طبقے کو دے کر گئے۔

یہ لوگ ہمیشہ اپنے آپ کو ملک کا اعلیٰ طبقہ اور عوام کو ادنیٰ طبقہ سمجھتے رہے اور آزادی کے بعد بھی اسی مغربی تہذیب وثقافت کو اپنے ملک میں پھیلانے کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ ان کے مقابلے میں جب بھی عوام میں سے کسی نے اپنے دینی ووطنی تقاضوں کو پورا کرنے کی بات کی یا اس کے لیے تحریک برپا کی' وہ اپنے (مغرب کے وفادار) حاکموں کے نزدیک قابلِ گرفت اور گردن زدنی ٹھہرا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وطن عزیز کو نظریاتی اور تعلیمی لحاظ سے جب بھی راہِ راست کی طرف لانے کی کوشش ہوئی، اس حکمران طبقے اور سول وملٹری بیوروکریسی نے اس میں گوناگوں قسم کی رکاوٹیں پیدا کیں اور اسلامی تحریک برپا کرنے والے قائدین کو غدار اور تہذیب دشمن، دہشت گرد اور بنیاد پرست کہہ کر پابندِ سلاسل کر دیا۔

- پھر اس حکمران طبقے کو کمیشن دے کر، ان کے مغربی آقا سودی قرضے 'ایڈ' کے نام سے دے دے کر مسلمان ممالک کو اقتصادی جال میں گرفتار کرتے رہے اور ان سے اپنے مفادات پورے کرواتے رہے۔ اگرچہ جمہوری طرزِ حکومت کی بنا پر حکمران ہر وقت بدلتے رہتے ہیں، مگر جو بھی آتا ہے وہ درحقیقت انھی مغربی آقاؤں کا مہرہ ہوتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس وقت ہمارے وطن عزیز پاکستان کی سیاست یہی ہے کہ جو امریکہ کا وفادار ہے، وہی برسر اقتدار ہے اور جو حکمران ان کے مفادات سے ذرا سی سرتابی کر کے عوام کی خواہشات کے مطابق یا اپنے ملی و ملکی تقاضوں کے مطابق چلنا شروع کرے۔ فوراً گردن زدنی قرار پاتا ہے یا پھر اس کی حکومت کا تختہ الٹ دیا جاتا ہے۔

- یہی وجہ ہے کہ ہمارے حکمران اسلامی جمہوریہ پاکستان کے سربراہ ہونے کی حیثیت سے اسلام کا نام بکثرت لیتے ہیں۔ اٹھتے بیٹھتے عوام کو مطمئن رکھنے اور اقتدار کو دوام دینے کے لیے ''اسلام ہمارا ضابطہ حیات ہے'' اور ''اسلام آج کے دور کے تمام مسائل کے لیے نسخۂ شفا ہے'' جیسے دل پذیر بول بولتے رہتے ہیں اور اندر سے مغربی مفادات پورے کرتے رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ منافقت اسلامی ممالک میں بڑھتی ہی چلی جاتی ہے جبکہ اسلام حجروں اور خانقاہوں میں مقید ہوتا جاتا ہے۔
- لہٰذا ہمارا پورا کاروبار مغربی قوانین (اینگلو سیکسن لاز) کے مطابق ہے۔
- آج تک ہمارا عدالتی نظام اسلامی نہیں بن سکا۔ ہمارا معاشی نظام سود در سود کے جال میں پھنسا ہوا ہے۔ قرضوں کی معیشت نے وطن عزیز میں مہنگائی، بے روزگاری کا بہت بڑا بحران پیدا کر رکھا ہے اور ہمارے تمام مالی وسائل یہ حکمران طبقہ لوٹ لوٹ کر مغربی ممالک میں جمع کرا رہا ہے۔
- ہمارا پورا معاشرتی ڈھانچہ زیر و زبر ہو کر رہ گیا ہے۔ دینی تعلیم سے دوری اور ناواقفیت اور میڈیا کی یلغار۔ مغربی ثقافت نے ہمیں سرتا پا جکڑ لیا ہے، وہ ہمارے بیڈ روم میں گھس آئی ہے۔ ان حالات میں ہماری دینی اصطلاحات اپنا مفہوم بدل رہی ہیں اور ملی تقاضے زیر و زبر ہو چکے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- آج تعلیم یافتہ ہونے کا مطلب، بے حسی، بے غیرتی اور بے حمیتی ہے۔
- منافقت کا دل پذیر نام مصلحت کوشی اور جی حضوری ہے۔
- سود کی لعنت ہمارے معاشروں میں 'نفع' (Interest, Profit) کے دل کش نام سے نہ صرف رائج ہے بلکہ ہماری پوری معیشت کو کنٹرول کر رہی ہے۔
- موسیقی جو دراصل بدروح کی غذا ہے، اسے روح کی غذا باور کرایا جاتا ہے' جبکہ مسلمان کے لیے از روے قرآنِ کریم، اللہ کا ذکر روح کی غذا ہے۔
- عورت کو گھر سے باہر نکال کر اسے مساوی حقوق کا جھانسہ دیتے ہوئے طلبِ معاش کا بوجھ اس کے ناتواں کندھوں پر ڈالا جا رہا ہے۔ جس کی وجہ سے خاندان کا شیرازہ بکھرتا نظر آ رہا ہے۔
- آج جہاد کو دہشت گردی قرار دے کر اس کو ختم اور معطل کرنے کے پروگرام جاری وساری ہیں۔ جتنا ہندستان کشمیریوں کو دباتا ہے، اتنے زیادہ کھیلوں کے میچ، پاکستان اور بھارت کے درمیان ہوتے ہیں اور پھر صلح وآشتی، محبت، بھائی چارے اور تجارت و دیگر تعلقات کی باتیں ہوتی ہیں۔ ان حالات میں کوئی محمد بن قاسم اور صلاح الدین ایوبی کہاں سے آئے؟
- جن خواتین کو عفت وحیا کے ساتھ اپنے گھروں میں اگلی نسل کی بہترین تربیت کرنا تھا، اب وہ گہرے میک اپ اور عریاں لباسوں کے ساتھ دفتروں' ہوٹلوں' کلبوں اور طیاروں میں ملازمت کے دل پذیر نام سے مردوں کے دل لبھا رہی ہیں۔ پھر مخلوط تعلیم نے اور پھر مساوی ملازمتوں کے جھانسے نے نسوانی تقدس واحترام کا جنازہ نکال کر رکھ دیا ہے۔ تہذیب وثقافت اور کلچر کے دلکش نام سے بدترین بے حیائی ہمارے اندر راستہ بنا رہی ہے۔ 'شوبز' ایک مقدس 'پیشہ' بن چکا ہے:

ناچ بیٹی کا ہے اور گانا باپ کا ہے
اب یہی شعر و ادب ہے، یہی فن کاری ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- والدین کو ناراض کر کے اور ظالم سماج' کہہ کر محبت کی شادی جیسے مسائل آئے روز اخبارات کی زینت بنتے ہیں۔
- عورتوں کی آزادی کے نام پر 'عورت بگاؤ' تحریکیں وجود میں آرہی ہیں۔ مسلمان ممالک میں بہت سی یہودی تنظیمیں این جی اوز کے نام سے معاشرتی اصلاح کی خاطر گھس آئی ہیں۔ ان کا مقصد ہی یہ ہے کہ معاشرتی اصلاح کے نام سے وہاں کی حکومتوں سے گراں قدر مشاہرے لیں اور عوام کو دین سے متنفر اور اقوام متحدہ کے ملحدانہ ایجنڈے کو وہاں جاری وساری کریں۔
- ٹی وی اور ریڈیو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بڑا فریضہ ادا کرتے ہوئے معاشرے میں زبردست انقلاب لا سکتے تھے۔ مگر اس وقت ہمارے ذرائع ابلاغ مغربی گندگی کو تیزی سے ہمارے معاشرے میں فروغ دے رہے ہیں۔ الیکٹرانک میڈیا اور پرنٹ میڈیا دونوں ہی ایک طرف مسلمانوں میں غلط خبروں کے ذریعے افتراق وانتشار پھیلا رہے ہیں۔ دوسری طرف ان کی فحش فلمیں، کارٹون، ماڈلنگ، ریکارڈنگ، شوبز ہماری آنکھ کا سرمہ بنے ہوئے ہیں۔ اس وقت ہماری نوجوان نسل نہ اپنے کشمیری، فلسطینی، بوسنی اور افغانی بھائی بہنوں کے درد کی ٹیس کو سن سکتی ہے، نہ اُن کے دکھ درد کو سمجھ سکتی ہے، افسوس کہ اسے نہ طیش میں خوفِ خدا دامن گیر ہوتا ہے، نہ عیش میں خدا کی یاد آتی ہے۔

آج ہماری زبانیں دین کی تعریف سے لبریز ہیں، خوفِ خدا کے بے شمار دعوے ہیں، عشق رسولؐ میں محافل میلاد کے قیام ہماری بڑی متاع سمجھے جاتے ہیں۔ ہر پروگرام کے آغاز میں سوز وجذبہ سے تلاوتِ قرآن اور عقیدت سے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں ہدیہ نعت پیش کرنے کے بعد ہم مطمئن ہیں کہ ہم مخلص مسلمان ہیں۔ حالت یہ ہے کہ ملک کا سپریم لا شریعت اسلامی کے بجائے برطانوی قانون ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہمارے وکیل، ڈاکٹر، انجینئر اور جج وغیرہ سب اسی نظامِ تعلیم کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھے ہوئے ہیں۔ مقدمات کے فیصلے اسی انگریزی قانون کے مطابق ہوتے ہیں۔ ہم میں کئی سلمان رشدی، تسلیمہ نسرین اور ثریا میر پیدا ہو رہے ہیں۔ جو مسلمان ہونے کے باوجود اسلامی احکامات کا واضح مذاق اڑاتے نہیں شرماتے۔ توہین رسالت کرنے والے اعزازات پاتے ہیں اور دینی مسائل میں انگریزی آقاؤں سے مرعوب ہو کر کمی بیشی کرنے والے بیش قیمت انعامات 'فضل ربی' سمجھ کر وصول کرتے ہیں۔ یہ مذاق کب تک جاری رہے گا؟

دیگر غیر ملکی سازشیں

مغربی تعلیم کے ذریعے مسلمانوں کے فکر ونظر کے زاویے بدل کر ہمیں بے حد نقصان پہنچایا گیا۔ غیر ملکی استعمار نے مسلمانوں سے کیا لیا اور ان کو کیا دیا؟ یہ سوال بڑا دردناک ہے۔

ا۔ مسلمانوں کو بے شمار چھوٹے بڑے ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ ان کی پالیسی ہی یہ تھی Divide & Rule (ان کو ٹکڑوں میں بانٹ کر ان پر حکومت کرو)۔ عرب ممالک کو 'عرب لیگ' قرار دے کر مسلم ممالک سے الگ کر کے ۲۲ حصوں میں بانٹ دیا اور اب ہر حصہ اپنے اپنے مفادات کا اسیر ہے۔ اس وقت عالم اسلام تقریباً چھوٹے بڑے ساٹھ ملکوں پر مشتمل ہے۔ جبکہ پہلے پورا عالم اسلام ایک وحدت کہلاتا تھا۔ اس وقت عیسائیوں کے لیے دنیا میں مرکز موجود ہے، یہودیوں کے لیے مرکز ہے۔ مگر عالم اسلام کا دنیا میں اپنی کثیر تعداد اور متعدد ملکوں کے باوجود کوئی مرکز نہیں ہے جو مسلمانوں پر پیش آنے والے مسائل پر آواز اٹھا سکے۔ اسلامی کانفرنس تنظیم' اس وقت اتنا بے وقعت ادارہ ہے کہ افغانستان اور عراق پر امریکی حملے کے موقع پر جنگ میں اس نے اپنی بے وقعتی پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ مسلم دنیا میں نام نہاد جمہوریت کا مقصد ہی غالباً یہ ہے کہ نوابوں، جاگیرداروں، بلیک مارکیٹ اور لوٹ مار کرنے والوں کو برسرِ اقتدار لایا جائے۔ چنانچہ تمام مسلم ممالک پر اپنے پٹھوؤں یعنی مغربی تعلیم یافتہ افراد کو حکمران بنایا گیا۔ جو ان کے بے حد وفادار اور انھی اہلِ مغرب کے عزائم کو پورا کرنے والے ہیں۔ وہ اپنے مغربی آقاؤں کے سامنے تو بہت فرمانبردار ہیں جبکہ اپنے عوام کے لیے جابر اور آمر بنے ہوئے ہیں۔ خصوصاً دینی قوتوں کو ہر وقت آہنی ہاتھ سے کچلنے کی کارروائیاں کرتے رہتے ہیں۔

۳۔ مسلمانوں سے جہاد چھینا گیا، اس غرض کے لیے اپنے وفادار غلام احمد قادیانی کو کھڑا کیا گیا۔ اس نے نبوت کا سوانگ رچایا اور انگریزوں کی غلامی قبول کرتے ہوئے جہاد کو موقوف کرنے کا اعلان کیا۔ اس کے ذریعے مسلمانوں میں افتراق وانتشار پیدا کیا گیا۔ مجاہدین کو وہابی، بنیاد پرست، دہشت گرد وغیرہ جیسے نام دیے گئے۔ چند سال قبل قاہرہ میں ایک کانفرنس ہوئی، جس میں اسلامی ملک مصر کے دارالحکومت میں خود مسلمان حکمرانوں نے اسلامی دہشت گردی سے نپٹنے کے لیے لائحہ عمل طے کیا۔ اب خود پاکستانی حکومت دہشت گردی کے خلاف امریکہ کی جنگ میں فرنٹ لائن سٹیٹ کا کردار ادا کر رہی ہے۔ اسے مجاہدین کی سرگرمیاں تو دہشت گردی نظر آتی ہیں مگر فلسطین، کشمیر، افغانستان، بوسنیا، چیچنیا اور عراق میں سربوں، یہودیوں، روسیوں، ہندوؤں اور امریکیوں کے مظالم نظر نہیں آتے، نہ یہاں کی مسلم ماؤں بہنوں کی دلدوز چیخ وپکار سنائی دیتی ہے۔

۴۔ اقوام متحدہ کے ذریعے یہودیوں اور عیسائیوں کو ہم پر تسلط جمانے کا خوب موقع ملا۔ بڑے سے بڑا مسلم ملک امریکہ کے آگے ہاتھ باندھے کھڑا نظر آتا ہے۔ ان کا دست نگر اور غلام بن چکا ہے۔ پھر اسی اقوامِ متحدہ کی آڑ میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمیں بے پناہ مالی، صحافتی، تعلیمی، تہذیبی، غرض ہر محاذ پر زبردست نقصان پہنچایا گیا۔ ہر جگہ مسلمانوں پر اغیار کے ظلم وستم کا بازار گرم ہے مگر یو این او کے قوانین کی رو سے کوئی مسلمان ملک متاثرہ ملک کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہیں کرسکتا۔

۵۔ تمام ذرائع ابلاغ پر یہود و ہنود اور عیسائیوں کا کنٹرول ہے۔ مسلم ممالک کے تمام مالی وسائل پر ان کو دسترس حاصل ہو چکی ہے۔ ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کے ذریعے ہمارے معاملات کنٹرول کیے جارہے ہیں۔

نئی تعلیمی پالیسی

پاکستان کی جو تعلیمی پالیسی 1999ء میں چل رہی تھی وہ بھی اگرچہ سیکولر مغربی تعلیم ہی کا تسلسل تھی۔ جو آئین پاکستان کی دفعہ 31 اور 37 سے جو تعلیم ہی سے متعلق ہیں کے تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں تھی۔

مگر غضب یہ ہوا کہ اکیسویں صدی کے آغاز سے اس پالیسی پر بھی سخت اعتراض ہونے لگے۔ 2004ء کی ابتدا میں متعدد استعماری تنظیموں کی رپورٹوں سے مغربی آقاؤں کے عزائم کھل کر سامنے آ گئے۔ یہ رپورٹیں دراصل ہمارے تعلیمی نظام پر بھرپور صلیبی یلغار ہے، جس کو ہماری سیکولر بزدل قیادت ''مصلحت'' کے نام پر جبری طور پر نافذ کررہی ہے۔

وہ ہماری تہذیب وثقافت کو مکمل طور پر تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ ہمیں اپنے عقیدہ و ایمان بلکہ نظریہ پاکستان سے بھی کلیتاً محروم کرنا چاہتے ہیں۔ وہ جہاد کو دہشت گردی قرار دے رہے ہیں۔ مدارس، عصری سکولوں اور کالجوں کے نصابی تجزیے کے نام پر ہمیں اپنے ماضی اور درخشاں تاریخ سے مکمل طور پر کاٹ کر ایسی صورت بنا دینا چاہتے ہیں جو ہر طرح اپنی خودی اور انفرادیت ختم کر کے عالمی صلیبی وصیہونی نظام میں پوری طرح ان کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفادار خادم بننے پر آمادہ ہو' جو فحاشی اور آوارگی میں بھی ان کا پورا ایجنڈا قبول کر لے۔ اس غرض کے لیے ''آغا خان تعلیمی اور امتحانی بورڈ'' کو نافذ بلکہ جبراً مسلط کر دیا گیا ہے۔

یہ پالیسی مغربی تعلیم ہی کا تسلسل ہے۔ اس پالیسی میں:

۱۔ ابتدا ہی میں انگریزی زبان ننھے منے بچوں کے لیے لازمی کی جا رہی ہے۔ انگریزی، اردو یا مادری زبان کہہ کر معاملہ پھر مبہم کر دیا گیا ہے۔ زبان فقط اظہارِ خیال ہی کا ذریعہ نہیں ہوتی بلکہ یہ اپنی قوم کی صدیوں پر محیط دینی، معاشی، معاشرتی اور اخلاقی قدروں کی امین ہوتی ہے۔ یکساں ذریعہ تعلیم پورے ملک میں اتحاد، یکجہتی اور استحکام پیدا کرنے کا ضامن ہوتا ہے۔ جبکہ مختلف ذریعہ ہائے تعلیم کی موجودگی ایک طرف خود تعلیم کے معیار کو پست کرنے کا باعث ہے۔ دوسری طرف ملک میں لسانی اور صوبائی تعصب کو پروان چڑھانے کا ذریعہ بنتی ہے اور وطن عزیز کو انتشار اور افتراق کی راہ پر ڈالتی ہے۔ لہٰذا' حکومت سے گذارش ہے کہ وہ کلاس اول سے لے کر میٹرک تک صرف اردو کو ذریعہ تعلیم بنا کر دستوری تقاضا بھی پورا کرے اور معیارِ تعلیم کو بھی بلند کرنے کا کردار ادا کرے۔

۲۔ پرائمری تعلیم پر بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ میٹرک پاس اساتذہ بچوں کو کیا سکھائیں گے۔ اعلیٰ قابلیت کے حامل تربیت یافتہ اساتذہ کو پرائمری تعلیم کے لیے تعینات کیا جائے۔ ان کے معقول مشاہروں کا بندوبست ہو۔ اساتذہ کی تعداد بڑھائی جائے۔ اساتذہ اور بچوں کی نسبت ۱:۲۰ ہونی چاہیے۔ تاکہ وہ بچوں کا کام ذاتی نگرانی میں پوری توجہ سے چیک کریں، ہاتھ پکڑ پکڑ کر ان کی لکھائی درست کروائیں۔ درست تلفظ، ہجے، املا، گنتی، بنیادی حساب..... ان سب کاموں کے لیے پرائمری کی سطح پر زیادہ اساتذہ کا تقرر لازمی ہے۔ نیز خوش خطی سکھانا، قرآن پاک ناظرہ، تجوید کے ساتھ پڑھانا، عربی کا بنیادی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعارف وغیرہ پوری توجہ اور مہارت سے دینا ضروری ہے۔ ہر استاد زیادہ سے زیادہ ۲۰، ۲۵ بچوں تک صحیح کام کروا سکتا ہے۔ پرائمری سطح کے اساتذہ کی تربیت پر بھی مزید توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ تعلیم کے لیے سنجیدگی سے زیادہ بجٹ مختص کیا جائے اور اس کا کم از کم نصف پرائمری تعلیم کے لیے وقف ہو۔

۳۔ طلبہ کو انفرادی و اجتماعی زندگی کتاب و سنت کے مطابق گزارنے کے قابل بنانا ہمارے دستور کا تقاضا ہے۔ لہٰذا نظریاتی جہت کی طرف توجہ دینے کی بڑی ضرورت تھی، مگر اس سے صرفِ نظر کر کے تعلیم کو صرف حصولِ معاش اور دنیا کے نئے عالمی نظام سے بھرپور وفاداری کی پالیسی دی گئی ہے، یہ بنیادی نصب العین سے انحراف ہے۔ ہماری تعلیم کو ملک کے نظریاتی تحفظ کا ضامن ہونا چاہیے۔ لہٰذا جو نئے نصابات مدون کیے جائیں، بیجنگ، قاہرہ کانفرنسوں اور نئی تعلیمی رپورٹوں کی مزاحمت کرتے ہوئے اسلام اور ملّی مفادات کی روشنی میں مرتب کیے جائیں۔

۴۔ بی ایس سی/بی اے کا رکورس چار سالہ کرنے سے تعلیم کا دورانیہ بہت لمبا ہو جائے گا۔ اس طویل دورانیے کو کم کرنے کی ضرورت ہے۔ نیز ایک خاص تناسب کی حد تک معروضی سوالات کے ذریعے تعلیم کو جان دار بنانے کی ضرورت ہے۔

۵۔ اکیڈمیوں کی دباز وروں پر ہے۔ تمام طلبہ ٹیوشن پر زور صرف کرتے ہیں اور گائیڈوں اور خلاصوں کے ذریعے پاس ہوتے ہیں جبکہ تعلیمی اداروں کا کردار کم سے کم تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ ایسا نظام بنانے کی ضرورت ہے کہ اکیڈمیوں اور ان بھاری فیسوں والے ٹیوشن سنٹرز کو حکماً بند کر دیا جائے اور تعلیمی اداروں میں اساتذہ کی پروموشن ان کی بہترین کارکردگی سے وابستہ کر دی جائے۔

۶۔ خواتین یونی ورسٹیاں قائم کرنا خوش آیند ہے، لیکن وہاں کے نظامِ تعلیم میں بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک امتیازی شان ہونی چاہیے۔ محض دیگر اداروں کی تکرار نہیں ہونی چاہیے۔ افسوس کہ اس وقت خواتین یونی ورسٹیاں مروجہ تعلیمی نصاب کا محض جداگانہ تکرار ہیں۔

۷۔ میٹرک' انٹر اور ڈگری کی سطح پر انگریزی کو لازمی قرار دینے سے ہمارے ملک کا بہت قابل جوہر ضائع ہو رہا ہے۔ اس کو ایک اختیاری مضمون قرار دینے سے ہمارے وطن عزیز کے بیشتر نوجوانوں کا بھلا ہوگا اور تعلیمی معیار ان شاء اللہ بڑھے گا۔ شرح خواندگی میں بھی اضافہ ہوگا' خود سائنسی علوم وفنون کو بھی فروغ حاصل ہوگا۔ اعلیٰ درجے کے سائنسی علوم پڑھنے والے طلبہ کے لیے الگ سے بہتر انگریزی کی تدریس کے کورسز قائم کیے جاسکتے ہیں۔

۸۔ میٹرک کی سطح پر ترجمہ قرآن پڑھانے کا فیصلہ خوش آیند تھا مگر یہ سلسلہ کلاس ششم سے شروع کر کے میٹرک تک کرنے کی ضرورت تھی۔ کیونکہ صرف دو سال میں مکمل قرآن پاک کا ترجمہ پڑھانا عملاً ناممکن ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ اس نصاب کو توسیع دینے کے بجائے عام نصابات سے بھی قرآنی آیات واحادیث کو خارج کر دیا گیا ہے۔ اس کا مؤثر توڑ کرنے کے لیے ہمیں عوامی سطح پر زیادہ سے زیادہ قرآنی کلاسیں قائم کرنے کی ضرورت ہے۔

۹۔ ہر طالب علم کو اپنے عظیم الشان ماضی سے لازماً روشناس کروانے کے لیے مطالعہ پاکستان کی تدریس کے لیے بھی خصوصی بندوبست کیا جائے۔ ہر طالب علم کو اتنا ضرور معلوم ہو کہ الجبرے میں کوئی عمر خیام اور خوارزمی بھی تھا۔ کیمیا میں کوئی ابن حیان بھی تھا، فلسفے میں کوئی ابن رشد اور ابن سینا بھی تھا۔ اس طرح نوجوانوں کو ہر شعبہ علم میں مسلمانوں کا تابناک کردار لازماً نظر آنا چاہیے۔

۱۰۔ ٹیکنالوجی کا سب سے بڑا ہتھیار 'انفارمیشن میڈیا' ہے جس کا سفر پرنٹ میڈیا سے شروع ہوا تھا اور جس نے انٹرنیٹ کے ذریعے دنیا کی ثقافت، معیشت اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاشرت کو زیر کر لیا ہے۔ جسے موجودہ دور میں ترقی یافتہ ممالک تجارتی و کاروباری سرگرمیوں کے فروغ کے لیے استعمال کر رہے ہیں اور اس طرح انفارمیشن ٹیکنالوجی کے استعمال سے نفسیاتی فتوحات کا عمل جاری ہے۔ ہمیں بحیثیت قوم اپنے لیے ایک واضح راہِ عمل متعین کرنی چاہیے۔

برس ہا برس کی تحقیق اور دوسرے ممالک پر ناجائز قبضہ کر کے لوٹ مار کا مسلسل نظام قائم کرنے کے بعد مغربی دنیا سائنس اور ٹیکنالوجی کے بل پر ساری دنیا کی معیشت اور سیاست پر قابض ہو چکی ہے۔ ضرورت ہے کہ ہم بھی تعلیم و تحقیق کے شعبوں پر خصوصی توجہ دیں اور مغربی دنیا کی تحقیق سے فائدہ اٹھا کر تحقیق کی نئی جہتیں تلاش کریں، جس سے ہمیں اپنے معاشی و معاشرتی مسائل حل کرنے میں مدد ملے۔

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ہماری تاریخ ایسے افراد کے عظیم الشان کارناموں سے بھری پڑی ہے۔ جنھوں نے قوم کو نہ صرف شعور بخشا، انھیں اعتماد کی دولت سے مالا مال کیا، ملک و ملت کی بقا اور استحکام کی خاطر جہاد بالقلم اور جہاد بالسیف کیا۔ ہمیں اب پرائیویٹ سیکٹر میں زیادہ سے زیادہ نظریاتی سکول کھولنے کی ضرورت ہے۔ نیز گھروں میں اپنے بچوں کو قرآن و سنت سے جوڑ کر موجودہ ملحدانہ نظامِ تعلیم کا توڑ کرنا ضروری ہو گیا ہے۔

شرح خواندگی میں اضافہ

اگر ہم واقع فردِ غ تعلیم کے لیے مخلص ہیں تو ضروری ہے کہ یہ مہم ایک مشن اور عبادت سمجھ کر انجام دی جائے:

۱۔ تعلیمی اداروں کو آزاد فضا مہیا کی جائے اور ان کو سیاسی اثر و رسوخ سے پاک کیا جائے۔

۲۔ ذریعہ تعلیم اپنی قومی زبان کو قرار دیا جائے اور کلاس سوم سے عربی لازمی قرار دی جائے۔ کلاس ششم سے انگریزی شروع کی جائے۔ علاوہ ازیں میٹرک کی سطح پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صوبائی زبانوں میں سے کسی ایک کا (اپنی زبان کے علاوہ) لینا بھی ضروری قرار دیا جائے تاکہ بین الصوبائی روابط کو فروغ حاصل ہو اور ان میں ہم آہنگی پیدا ہو سکے۔

۳۔ ممبرانِ قومی وصوبائی اسمبلی کے لیے لازم قرار دیا جائے کہ:

- وہ نماز، روزہ اور اسلامی احکامات کے پابند ہوں۔
- قرآن پاک ناظرہ پڑھ سکتے ہوں اور قرآن پاک کا ترجمہ جانتے ہوں۔

بی اے یا درسِ نظامی کی سطح تک ان کی لازمی تعلیم کا اقدام خوش آیند ہے۔

۴۔ اساتذہ کی تقرری میں ان کے تعلیمی کوائف وقابلیت کے ساتھ ساتھ ان کے کردار اور نظریاتی وابستگی کو بھی ملحوظ رکھا جائے۔ اگر کوئی استاد کسی بھی وقت دین کے خلاف ہرزہ سرائی کرے یا حب الوطنی کے منافی کوئی بات کہے یا کسی سرگرمی میں حصہ لیتا ہوا پایا جائے تو اسے معطل کر کے اصلاح احوال کا موقع دیا جائے۔

باقی رہے مالی معاملات، تو جب اصحابِ خیر حکومت کو تعلیم کے معاملے میں مخلص پائیں گے تو پھر اس کارِ خیر میں حصہ ڈالنا وہ اپنے لیے باعث فخر خیال کریں گے۔

❁❁❁

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معلّمِ اعظمؐ کا اسوہ حسنہ

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے رسول پاکؐ کو ہر جگہ بطورِ معلّم انسانیت پیش کرتے ہوئے آپؐ کی بعثت کے چار فرائض بیان فرمائے ہیں۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ (آل عمران: ۱۶۴) یقیناً اللہ تعالیٰ نے اہلِ اسلام پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان ہی میں سے ان میں ایک رسول بھیجا جو انھیں آیاتِ قرآن پڑھ کر سناتا ہے اور ان کا تزکیۂ اخلاق کرتا ہے اور انھیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اس سے قبل یہ لوگ کھلی گمراہی میں پڑے تھے۔

چنانچہ حضرت محمدؐ قیامت تک بنی نوع انسان کے لیے رہبر، ہادی، رہنما اور معلّم اعظم ہیں۔ ایک بار آپؐ مسجد نبوی میں تشریف لائے۔ لوگ دو گروہ بنا کر بیٹھے تھے۔ ایک میں اللہ کا ذکر ہو رہا تھا۔ جبکہ دوسرا گروہ دین کے مسائل کو سمجھنے سمجھانے میں مشغول تھا۔ آپؐ نے انھیں دیکھ کر فرمایا: دونوں گروہ اچھے کام میں مشغول ہیں جبکہ میں معلّم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ یہ فرماتے ہوئے آپؐ دوسرے گروہ میں شامل ہو گئے۔ پھر آپؐ نے فرمایا:

اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا. (دارمی)

مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔

گویا دنیا میں آپؐ کی بعثت کا مقصد ہی علم وحکمت کی اشاعت تھا۔ آپؐ کو علم وحکمت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خود باری تعالیٰ نے سکھایا پھر پوری بنی نوع انسان کے لیے معلم بنا دیا۔ اس طرح آپؐ ربّ ذوالجلال کے خاص شاگرد اور تلمیذ الرحمٰن ہیں۔ دنیا کے تمام قدیم و جدید علوم کا سرچشمہ آپؐ کی وحی اور ہدایتِ ربانی پر مبنی تعلیم ہے۔ اس کے باوجود آپ کو اپنے علم میں اضافہ کرنے کی دعا سکھائی گئی:

قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (طٰہٰ: ۱۱۴) کہہ دو "اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما!"۔

رسول پاکؐ کی تعلیم کا مقصد

قرآن پاک آپؐ کی تعلیم کا مقصد اس طرح بیان فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ (الفتح ۲۸) وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس کو پورے ادیان پر غالب کر دے۔

مراد یہ ہے کہ اس نظامِ حیات کو پوری دنیا میں نافذ کیا جائے۔ رب کی زمین پر اللہ کے بندوں پر اللہ کا دیا ہوا نظامِ حیات نافذ ہو، یہ دین لوگوں کو اللہ کے سامنے سربسجود ہونے کا پیغام دے اور بندوں کو اپنے رب کا تابع فرمان بنا دے۔

آپؐ کا نصابِ تعلیم

آنحضورؐ کی تعلیم کا نصاب "القرآن" ہے۔ جو تمام بنی نوع انسان کے لیے تا قیامت ہدایت کی کتاب ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بعثت سے لے کر وصال تک اسی قرآن ہی کی تعلیم دی۔

آپؐ کی تعلیم کے مرکزی نکات اسلام کے بنیادی عقاید.....ارکانِ اسلام..... معاملات اور فضائل اخلاق تھے۔ آپؐ نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پہچان کروائی اور اسلام کے بہترین اخلاق کی تعلیم دی جبکہ رذائل اخلاق سے بچنے کی تلقین فرمائی۔ اسی چیز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو قرآن پاک نے "یُزَکِّیْهِمْ" (یعنی ان کا تزکیۂ نفس کرتا ہے) قرار دیا ہے۔ نبی پاکؐ نے خود اپنے مقصدِ بعثت کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا تھا:

اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاق (مؤطا امام مالک)

مجھے تو مکارم اخلاق (یعنی بہترین عادات) کی تکمیل کے لیے مبعوث کیا گیا ہے۔

اگرچہ آپؐ کی تعلیم کا مرکز و محور قرآن پاک ہی تھا' مگر آپؐ نے اپنے دور کے جملہ علوم و فنون سیکھنے کی تلقین بھی فرمائی مثلاً نشانہ بازی، پیراکی، تقسیم ترکہ کا علم، ریاضی، طب، علم ہیئت، علم انساب اور علم تجوید وغیرہ۔ آپؐ نے خواتین کے لیے سب سے اچھا مشغلہ چرخہ کاتنا قرار دیا تھا' کیونکہ اس دور میں یہی عورتوں کا فن سمجھا جاتا تھا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو اپنے اپنے دور کے جملہ علوم و فنون سیکھنے ضروری ہیں تاکہ وہ سائنس و ٹیکنالوجی میں غیر مسلموں کے محتاج نہ رہیں۔ اور خود سب کچھ سیکھ کر اپنی آزادی بلکہ غیر مسلموں پر بالادستی قائم رکھ سکیں۔

(ڈاکٹر محمد حمیداللہ کی کتاب "عہد نبوی کا نظام حکمرانی" ص ۲۰۴، ۲۰۶)

اشاعت علم: قرآن مجید کی روشنی میں

قرآن پاک نے علم و تعلیم کی بہت حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ علم کو انسان کی امتیازی خصوصیت قرار دیا ہے۔ پہلی وحی سے ہی علم کی اہمیت واضح فرما دی گئی ہے۔ جگہ جگہ قرآن پاک میں علم اور علما کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ علم میں مسلسل اضافہ کرتے رہنے کی تلقین فرمائی گئی ہے۔ اپنی صلاحیتوں کو حصول علم کے لیے وقف نہ کرنے والوں کی اس طرح مذمت بیان فرمائی کہ وہ لوگ "تو چارپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گمراہ ہیں (الاعراف: ۱۷۹) نیز ارشاد ہوا "کیا وہ لوگ جو جانتے ہیں ان لوگوں کی طرح ہو سکتے ہیں جو نہیں جانتے"۔ (الزمر: ۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبویؐ اقدامات:

1۔ قرآن پاک کے مذکورہ بالا احکامات وفرامین کی روشنی میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حصول علم کو ہر مسلمان کے لیے فرض قرار دیا۔(ابن ماجه) اور حصول علم کے بہت سے فضائل بیان فرمائے۔ حکمت کو مومن کی گمشدہ چیز قرار دیتے ہوئے اسے ہر ممکن طریقے سے ہر جگہ سے حصول کی ترغیب دی۔(مشکوۃ' کتاب العلم)

2۔ پھر آپؐ نے اشاعتِ علم کی بہت زیادہ ترغیب دی اور اس کے بہت سے فضائل بیان فرمائے کہ تمھیں میری طرف سے ایک آیت بھی ملے تو اسے دوسروں تک پہنچاؤ(بخاری)۔ اور ''تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن پڑھے اور لوگوں کو پڑھائے'' (بخاری)۔ ''علم سکھاتے رہو یا سیکھتے رہو اور تیسری صورت اختیار کی تو ہلاک ہو جاؤ گے'' اور ''اگر عالم سے کوئی بات پوچھی جائے جسے وہ جانتا ہو اور وہ اسے چھپائے تو قیامت کے دن اسے آگ کی لگام دی جائے گی''۔(احمد. ابوداؤد. ابن ماجه)

3۔ آپؐ نے تعلیم کے فروغ کے لیے متعدد عملی اقدامات فرمائے۔ مثلاً:

- اسیرانِ بدر میں سے جو لوگ لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ ان کا زرفدیہ یہ تجویز کیا گیا کہ تم دس دس مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دو۔
- مسجد نبوی کے ساتھ ہی چبوترہ بنایا گیا تھا جسے ''صفہ'' کہتے تھے۔ یہ گویا ایک اقامتی درس گاہ تھی۔ یہاں مقامی اور دیگر علاقوں سے آئے ہوئے طلبہ تعلیم حاصل کرتے اور اسی جگہ پر قیام بھی کرتے۔ ان کی خوراک کا بھی بندوبست کیا جاتا تھا۔ نبی اکرمؐ خود ان طلبہ کی تعلیم و تربیت فرماتے۔ دن رات آپؐ کی بارگاہ میں تعلیم بھی حاصل کرتے۔ عملی تربیت اور تزکیۂ نفس کا اہتمام ہوتا۔ یہ اصحابِ صفہ تنگی وفقر میں گزارا کرتے مگر علم وحکمت کے دیوانے تھے۔ بعد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ازاں انھوں نے علم کو دور دور تک پھیلایا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ انھی اصحاب صفہ میں سے تھے۔ اس صفہ والے مدرسے کو اسلام کی پہلی یونی ورسٹی قرار دیا جاتا ہے۔ جہاں طلبہ کی تعلیم اور قیام وطعام کا بندوبست سارا حکومتِ اسلامی کے ذمے تھا۔

- مدینہ منورہ میں آپؐ کے دور میں نو مساجد تھیں۔ ہر مسجد میں طلبہ کی تعلیم کا بندوبست کیا گیا تھا۔
- قرآن پاک کا کچھ حصہ ہر مسلمان کے لیے نماز میں پڑھنا ضروری ہے۔ اس لیے سب مسلمان قرآن کے پڑھنے پڑھانے میں مصروف ہو گئے۔ گویا تلاوت قرآن کی بنا پر شرح خواندگی 100 فی صد ہوگئی۔
- عرب کا جو قبیلہ اسلام قبول کرتا، ان کی تعلیم کے لیے نبی اکرمؐ وہاں معلّم بھیجتے .....ہجرتِ مدینہ سے قبل حضرت مصعب بن عمیرؓ کو معلّم بنا کر مدینہ میں بھیجا گیا تھا۔
- آپؐ تمام عاملوں کو حکم دیتے کہ وہ اپنے علاقے میں تعلیم کا بندوبست کریں۔
- خواتین کی تعلیم کا آپؐ نے خصوصی اہتمام فرمایا۔ ہفتہ میں ایک دن ان کو خطاب فرماتے اور ان کے حقوق و فرائض سے آگاہ فرماتے۔ ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو خصوصی طور پر لکھنا سکھایا۔
- آپؐ نے حضرت زید بن ثابت انصاری کو سریانی اور دوسری زبانیں سیکھنے کا حکم دیا تاکہ وہ غیر ملکی خطوط جو دیگر زبانوں میں ہوتے تھے انھیں پڑھ کر حضورؐ کی طرف سے ان کا جواب ارسال کر سکیں۔ اس طرح بحیثیت سربراہِ مملکت آپؐ کے ان اقدامات سے علم کی اشاعت بہت بڑھ گئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبیؐ کے طریقہ تعلیم کی خصوصیات

۱. **نرم اور شیریں لہجہ:** معلّم کا شیریں اور نرم لہجہ تعلیم کو آسان اور پرکشش بنا دیتا ہے۔ نبیؐ پاک جب نرم اور شیریں انداز میں میٹھی میٹھی باتیں ارشاد فرماتے تو آپؐ کی تعلیم سامعین کے دل کی گہرائیوں میں اتر جاتی۔ وہ آپؐ کے خلوص کو دل کی گہرائیوں سے محسوس کرتے اور آپؐ کی ہدایات و خطبے سننے کو تیار رہتے۔ آپؐ صحابہ کرام کو بھی نرم اور شفیق بننے کی تلقین فرماتے۔ آپؐ اکثر فرمایا کرتے یَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوْا یعنی تعلیم کو آسان کر کے پیش کرو اور لوگوں کو مشکل میں نہ ڈالو۔ یہی سائنسی طریقہ تعلیم ہے کہ ''آسان سے مشکل کی طرف پیش قدمی کرو''۔

۲. **آہستہ آہستہ بات ارشاد فرماتے:** آپ ٹھہر ٹھہر کر کلام فرماتے تاکہ سننے والا بات کو پوری طرح سمجھ سکے اور یاد کر سکے۔ جہاں ضروری خیال فرماتے بات کو دو یا تین دفعہ دہرا بھی دیتے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ جب گفتگو فرماتے تو درمیان میں وقفہ فرماتے۔ بات کو کھول کر بیان فرماتے تاکہ سننے والا ذہن میں محفوظ رکھ سکے۔

۳. **فصاحت و بلاغت سے لبریز کلام:** آپؐ کی گفتگو فصاحت و بلاغت سے لبریز ہوتی تھی، چھوٹے چھوٹے جملوں میں مخاطب کو پوری بات سمجھا دیتے۔ جملوں کی ترکیب اور الفاظ کا چناؤ اتنا موزوں ہوتا کہ مخاطب کو کبھی ابہام پیدا نہ ہو۔ حضور پاکؐ کی گفتگو کی تاثیر سارے عرب والے مانتے تھے۔ وہ آپؐ کو ''افصح العرب'' کہتے۔ خود نبی اکرمؐ کا اپنے بارے میں ارشاد ہے کہ مجھے ''جَوَامِعُ الْکَلِم'' سے نوازا گیا ہے۔ یعنی چھوٹے چھوٹے جملوں میں بڑے بڑے موضوع کو مکمل کر دینا جیسے دریا کو کوزے میں بند کر دیا گیا ہے۔

۴. **مخاطب کی زبان اور لہجے میں گفتگو:** اگرچہ تمام عرب قبائل عربی زبان ہی بولتے تھے۔ مگر ان کے مختلف قبیلوں اور علاقوں میں لہجوں کا فرق موجود تھا۔ نبی اکرمؐ کا یہ وصف تھا کہ وہ اپنے ہر مخاطب کے لہجے اور زبان میں ہی اس سے گفتگو فرماتے۔ اس سے وہ بہت خوش ہوتا اور آپؐ کی بات سے متاثر ہو کر فوراً آمادۂ عمل ہو جاتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵. **مخاطب کے ذہنی معیار کے مطابق تعلیم دیتے:** آپؐ اپنے مخاطب کی نفسیات اور ذہنی معیار کو ملحوظ رکھتے جس شخص میں جو کمزوری پاتے اسی کے لحاظ سے اس کو نصیحت فرماتے۔ ایک صحابی نے اپنے بہت سے گناہوں کا ذکر کرنے کے بعد عرض کیا کہ میں ان سب گناہوں سے کیسے پیچھا چھڑاؤں؟ تو آپؐ نے فرمایا: بس مجھ سے ہمیشہ سچ بولنے کا وعدہ کرلو۔ آپؐ نے اس کی نفسیات کے پیش نظر اسے صرف جھوٹ چھوڑنے کی تلقین فرمائی۔ جب انھوں نے جھوٹ چھوڑا تو باقی سب برائیاں بھی چھوٹ گئیں۔

۶. **مثالوں کا استعمال فرماتے:** آپؐ اپنی بات کو واضح کرنے کے لیے اکثر مثالوں سے بھی کام لیتے۔ مثلاً ایک آدمی نے عرض کی یارسول اللہ میری بیوی نے سیاہ فام بچہ جنم دیا ہے اور میں اسے پسند نہیں کرتا۔ (یعنی ماں باپ دونوں سفید رنگ کے ہیں تو پھر ان کے ہاں کالا بچہ کہاں سے آگیا؟) تو نبیؐ پاک نے فرمایا: کیا تمھارے اونٹ ہیں؟ عرض کیا: ''جی ہاں''۔ آپؐ نے فرمایا: ان کے رنگ کیا ہیں؟ وہ بولا: سرخ۔

آپؐ نے سوال کیا: کیا ان میں کوئی سیاہی مائل بھی ہے؟ عرض کیا: جی ہاں۔

آپؐ نے فرمایا وہ سیاہی مائل اونٹ سرخ اونٹوں میں کہاں سے آگیا؟

عرض کیا: ہوسکتا ہے کہ اس کے اصل نسب میں کوئی اس رنگ کا بھی ہو۔

تو آپؐ نے فرمایا..... تو پھر یہ (تمھارا بچہ) بھی کہیں اصل نسب کا ہی اثر ہوگا۔ (صحیح مسلم)

اسی طرح ایک اور شخص حاضر ہوا اور آپؐ سے زنا کی اجازت چاہی۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم چاہتے ہو کہ کوئی تمھاری ماں، بہن یا بیوی، بیٹی سے زنا کرے۔ عرض کیا: نہیں۔ تو فرمایا: بس تم بھی اس گناہ سے ہاتھ روک لو۔

۷. **دل آزار تنقید سے گریز فرماتے:** آپؐ کسی کا نام لے کر تنقید نہیں فرماتے تھے، مبادا وہ ڈھیٹ یا گستاخ ہو جائے۔ جب کسی کی کوئی بات پسند نہ آتی تو فرماتے: لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ وہ ایسا کام کرتے ہیں مگر کبھی اصل نام ظاہر نہ فرماتے یا فرماتے: فلاں بہت اچھا ہے اگر وہ یہ کام نہ کرے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸. **طلبِ علم کا شوق دلاتے:** آپؐ اپنے مخاطب لوگوں کے دلوں میں حصول علم کا شوق پیدا فرماتے۔ جب طبیعت سیکھنے کے لیے آمادہ ہو جاتی تو پھر تعلیم و تلقین فرماتے۔ ایک دن چھوڑ کر صحابہ کرام کو خطاب فرماتے تاکہ ان کی طبیعت میں اکتاہٹ اور بوریت پیدا نہ ہو۔ پھر آپ مختلف سوالات اٹھا کر تعلیم کے لیے مناسب ماحول اور فضا بناتے۔ مثلاً کبھی یہ سوال کر دیا، مفلس کون ہوتا ہے؟ پہلوان کون ہوتا ہے؟ وہ کون سا درخت ہے جو بڑا مبارک ہے؟ وغیرہ۔ اس طرح چھوٹے چھوٹے سوالات کے ذریعے بڑی بڑی حقیقتیں اور مسائل ان کو ذہن نشین کروائے جاتے۔

۹. **سوالات سے غور و فکر پر آمادہ فرماتے:** آپؐ اللہ تعالیٰ کی قدرت و کاریگری پر غور و فکر اور دینی مسائل کی حکمت سمجھنے کے لیے غور و فکر کی تلقین فرماتے: مثلاً آپؐ نے فرمایا: ''ایک گھڑی کا تفکر ساری رات کی عبادت سے بہتر ہے''۔

''ایک عالم کو ایک عابد پر وہی فضیلت حاصل ہے جو چودھویں رات کے چاند کو دیگر ستاروں پر'' نیز فرمایا ''ایک فقیہہ شیطان کے لیے ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے''۔ (ترمذی)

۱۰. **علم و عمل میں موافقت کی تلقین:** آپؐ نے اپنے طالب علموں کو عمل پر ابھارا۔ علم کے مطابق عمل کرنے کی تلقین فرمائی۔ آپؐ نے عالم بے عمل کو ایسے چراغ سے تشبیہہ دی جو لوگوں کے لیے تو روشنی مہیا کرتا ہے مگر خود جل کر رہ جاتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: روزِ قیامت لوگوں سے حشر کے میدان میں جو پانچ سوال پوچھے جائیں گے ان میں سے ایک یہ بھی ہوگا تو نے اپنے علم پر کس حد تک عمل کیا اور اس سے لوگوں کو کیا فائدہ پہنچایا.....؟

آپؐ کے فرائض نبوت میں تزکیہ نفس بھی شامل تھا۔ تزکیہ نفس سے مراد ہے ''ان کو نیکیوں پر آمادہ کرنا، برائیوں سے روکنا، تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت بھی کرنا، علم پر عمل کرنے کے لیے ابھارنا وغیرہ۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ علم عمل کے بغیر بیکار ہے۔ اعمالِ صالحہ کے بغیر ایمان مؤثر نہیں ہوتا۔ اسی لیے آپؐ نے فرمایا: ''روزِ قیامت سب سے زیادہ عذاب اس عالم کو ہوگا جس کے علم نے اسے فائدہ نہیں پہنچایا''۔ (ترمذی، ابوداؤد)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ حقیقت ہے کہ علم و عمل کا تضاد انسان کے لیے بڑی تباہی کا باعث ہے۔ آج دنیا میں کشت وخون اور جنگ و جدل کا بازار اسی لیے گرم ہے کہ جدید علم نے انسان کو فضا میں پرندوں کی طرح اڑنا تو سکھا دیا، سمندر میں مچھلیوں کی طرح تیرنا بھی سکھا دیا۔ اس نے سمندر اور فضا کا کونہ کونہ چھان مارا' نئی نئی تحقیقات و ایجادات کیں مگر انسانوں کی طرح مروّت اور اخلاق سے زندگی گزارنا اسے میسر نہ ہو سکا۔

۱۱. آپؐ نے علم نافع کی تاکید فرمائی: نبی پاکؐ نے اس علم کی تاکید فرمائی جو دین و دنیا کے لحاظ سے مفید ہو۔ آپؐ غیر نافع علم کو ناپسند فرماتے تھے۔ آپؐ دعا فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا. (احمد. ابن ماجہ. بیہقی)

اے اللہ! میں آپؐ سے مفید علم طلب کرتا/کرتی ہوں۔

آپؐ نے فرمایا کہ مومن مفید علم سے کبھی سیر نہیں ہوتا حتیٰ کہ جنت میں پہنچ جاتا ہے۔ آپؐ اللہ سے یہ دعا بھی فرماتے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عِلْمٍ لَّا یَنْفَعُ. (صحیح مسلم)

میں اس علم سے پناہ چاہتا/چاہتی ہوں جو نفع بخش نہ ہو۔

آپؐ کا فرمان ہے کہ وہ علم جس سے نفع حاصل نہ کیا جائے وہ غیر مدفون خزانے کی مانند ہے۔ (احمد. دارمی)

علم نافع سے مراد وہ علم ہے جو پڑھنے والے کے دل میں عظمت ربانی کا نقش اجاگر کرے۔ جو اللہ و رسول کا فرمانبردار اور قرآن و سنت کا پابند بنائے۔ جو رضائے الٰہی کا پابند بنائے۔ جو رضائے الٰہی کی خاطر اپنے بھائی، بہنوں اور انسانوں کی خدمت کے جذبہ کو فروغ دے..... جبکہ غیر نافع علم وہ ہے جو اس کو صرف اپنی مادی خواہشات کا پرستار بنائے، دین بے زار اور خود غرض بنائے۔

چنانچہ اسلام میں حصول تعلیم کے مقاصد ہی خدا شناسی، خود شناسی، اپنے لیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصب العین کا تعین، فکرِ عاقبت، حسنِ عمل، بنی نوعِ انسان کی خدمت، اشاعتِ دین، فروغِ علم، تحقیق و جستجو اور حصولِ فلاح و ترقی ہیں۔

۱۲۔ رسول پاکؐ کا عملی نمونہ: نبی پاکؐ جو تعلیم دوسروں کو دیتے تھے۔ پہلے اس پر خود عمل فرماتے تھے۔ آپؐ قرآن پاک کے معلّم تھے اور آپؐ کی حیاتِ مبارکہ قرآن پاک کی تعلیم کی عملی تفسیر تھی۔ گویا آپؐ چلتا پھرتا قرآن تھے۔ مسلمانوں کو حکم تھا کہ وہ حضورؐ کی پیروی کو اپنا شعار بنالیں۔ قرآن میں حکم ربانی ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ. (الاحزاب: ۲۱) درحقیقت تم لوگوں کے لیے اللہ کے رسولؐ میں ایک بہترین نمونہ ہے ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور یومِ آخرت کا امیدوار ہو۔

دوسرے مقام پر سورۂ آل عمران میں اللہ تعالیٰ نے تاکید فرمائی:

''آپؐ کہہ دیجیے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمھارے گناہ معاف فرمادے گا۔ (آل عمران: ۳۱)

نبی پاکؐ نے فرمایا:

صَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ. (بخاری)

نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو۔

کبھی فرمایا: ''مجھ سے اپنے حج کے ارکان سیکھ لو''۔ آپؐ نے عبادات کی تعلیم دی تو خود سب سے زیادہ عبادت فرماتے تھے۔ رات بھر نماز میں قیام فرمانے سے پاؤں مبارک پر ورم آجاتا۔ آپؐ بکثرت نفلی روزے رکھتے تھے۔ اگر حقوق العباد ادا کرنے کی تلقین فرمائی تو اپنا یہ حال تھا کہ اتنی بڑی مملکت کا سربراہ ہونے کے باوجود ہر ایک کا کام سنوارنے کے لیے تیار رہتے تھے۔

ایک شخص اپنا قرض وصول کرنے آگیا اور تقاضا کرنے میں بدتمیزی کرنے لگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو بدتمیزی سے روکنا چاہا تو نبی پاکؐ نے فرمایا: ''اسے تقاضا کرنے کا حق ہے''۔ مرض الموت میں آپؐ نے اعلان فرمادیا: ''اگر میں نے کسی کے ساتھ کبھی زیادتی کی ہو یا کسی کا کچھ حق میرے ذمے ہو تو وہ ابھی مجھ سے وصول کر لے۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنے رب سے اس حال میں ملوں کہ کسی کا کوئی حق میرے ذمے نہ ہو۔ اگر دشمنوں سے عفوو درگزر کا معاملہ ہوتو آپؐ نے زخم کھا کر پھول برسائے تھے۔ آپؐ نے جہاد کے لیے صحابہ کرامؓ کو ترغیب دی، تو خود ہر جہاد میں اگلی صف میں موجود ہوتے اور صحابہ کرامؓ آپؐ کی موجودگی سے حوصلہ پاتے۔

آپؐ عجز وانکسار میں بھی سب سے بڑھ کر تھے۔ کسی صحابی نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ ہم آپؐ کی آمد پر کھڑے ہو جایا کریں تو آپؐ نے منع فرماتے ہوئے کہا: ''اس طرح تو عجمی اپنے بادشاہوں کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں''۔

آپؐ کے عملی نمونے کا کون سا پہلو پیش کیا جائے اور کون سا چھوڑا جائے۔ یہاں تو ہر بات ہی دل کش اور ہر عمل ہی دلنواز ہے۔ غرض آپؐ اخلاقِ فاضلہ کی معراج پر تھے۔ حقیقتاً آپؐ نے مکارمِ اخلاق کو مکمل فرمادیا تھا:

حسن یوسف، دم عیسٰی، یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند، تو تنہا داری

آپؐ کے خطبات اور تقاریر تو بہت مختصر ہوتی تھیں۔ آپؐ کی بیش تر تعلیم آپ کا عملی نمونہ ہی تھا۔ جس کی پیروی نے پیروکاروں کو بامِ عروج تک پہنچا دیا تھا۔

۱۳۔ **مقام اور وقت:** آپؐ کی تعلیم اور تدریس کے لیے نہ کوئی خاص جگہ تھی، نہ خاص وقت، ہر جگہ، ہر وقت، ہر حال میں آپؐ کی عملی تعلیم جاری رہتی۔ ہر بندہ ہر وقت آپؐ سے سوال کر سکتا تھا۔ اگر چہ مکہ میں دارِ ارقم اور مدینہ میں مسجدِ نبوی اور صُفّہ خاص مقام تھے۔ مگر جب بھی سائل مسئلہ پوچھنے کے لیے حاضر ہوتا آپؐ اسے اطمینان بخش جواب سے مستفید فرماتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۴. **ذریعہ تعلیم:** عربوں کی قومی زبان عربی ہی آپؐ کا ذریعہ تعلیم تھی۔ آپ مختلف قبائلِ عرب سے انھی کے لہجوں میں گفتگو فرماتے تھے۔

آپؐ کی تعلیم کی خصوصیات

- تعلیم ہر شخص کے لیے حاصل کرنا لازم تھا پھر اس کے مطابق عمل کرنا بھی سب کے لیے لازم تھا۔
- تعلیم مفت تھی۔ حکومت کا فرض تھا کہ وہ تعلیم پھیلانے کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کرے، پھر عام لوگوں کو بھی تعلیم آگے پھیلانے کی بہت تاکید تھی۔ یہ ان کا دینی فریضہ تھا جسے عبادت سمجھ کر ان کو انجام دینا ضروری تھا۔
- تعلیم کا مرکز مسجدیں تھیں۔ چنانچہ بعد کے ادوار میں بھی ابتدائی تعلیم مسجد ہی میں ہوا کرتی تھی..... جبکہ اعلیٰ تعلیم کے لیے الگ سے مدارس اور جامعات وجود میں آنے لگے۔ اس مسجد مکتب سکیم نے شرح خواندگی 100 فی صد تک بڑھا دی تھی۔
- استاد دینی فریضہ سمجھ کر پڑھاتا۔ شاگرد دینی فریضہ سمجھ کر پڑھتے۔ لہٰذا یہ سارا کام خلوص، للّٰہیت اور نیک نیتی سے انجام پاتا۔ استاد کو شہرت کی ضرورت تھی نہ شاگرد کو..... اسی طرح استاد اور شاگرد دونوں سادگی کو اپنا شعار سمجھتے۔ تکلفات اور سہل پرستی سے کوسوں دور، روکھی سوکھی کھا کر پڑھتے اور پڑھاتے۔ خلوص، محبت، مروّت اور ایثار، زہد و استغنا ان بوریہ نشینوں کے خصوصی اوصاف تھے۔
- معاش تعلیم سے وابستہ نہ تھی۔ بڑے بڑے اساتذہ کے اپنے ذرائع معاش الگ سے ہوتے تھے۔ وہ تعلیم و تدریس کا کام ایسے ہی ضروری سمجھتے جیسے نماز و روزہ اور دیگر ارکانِ دین کی ادائیگی کو واجب اور فرض سمجھتے تھے۔
- حکومت اور مخیّر حضرات دل کھول کر تعلیم پر خرچ کیا کرتے۔ کتب اور لائبریریاں قائم کرنے کا لوگوں میں اتنا شوق اور جذبہ تھا کہ امرا اپنی دولت کا کثیر حصہ فروغِ علم کے لیے وقف کرتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- بعض دفعہ حکومت اساتذہ کو مشاہرہ دیتی تھی مگر اکثر اساتذہ مشاہرہ لینے کو اپنی اور علم کی توہین سمجھتے تھے۔
- قرآن و حدیث پڑھنے کا مفہوم ان کے ہاں مجرد پڑھ لینا یا اس کے کلمات کو حفظ کر لینا نہیں تھا بلکہ قراءت کے ساتھ ساتھ عمل لازمی تھا۔ علم اور عمل لازم و ملزوم تھے۔ جو عمل نہیں کرتا تھا اس کو عالم یا قاری نہیں کہا جاتا تھا۔ ان کے ہاں عمل کے بغیر علم کا تصور ہی نہیں تھا۔
- یہ علما بڑے خوددار تھے۔ اہل اقتدار کو بے لاگ نصیحت کرتے، نہ ڈرتے، نہ جھکتے۔
- حکومت فروغ علم میں تعاون و سرپرستی تو کرتی مگر تعلیم کے میدان میں مداخلت نہیں کرتی تھی۔

تعلیمی انقلاب

اسلام سے قبل یہودیت، عیسائیت اور ہندومت میں صرف ان کے احبار، پادری اور برہمن ہی لکھ پڑھ سکتے تھے۔ عرب میں پڑھنے لکھنے کا رواج بہت کم تھا۔ وہ اس کو بے کار لوگوں کا مشغلہ سمجھتے تھے۔ عرب میں اس وقت مکہ ہی متمدن شہر تھا اور اس شہر کا بھی یہ حال تھا کہ بقول بلاذری صرف سترہ لوگ ظہور اسلام کے وقت لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ ان کو صرف زبان دانی سے شغف تھا۔ شاعری سے ان کو بے پناہ لگاؤ تھا۔ کتاب کا وہاں کوئی تصور ہی نہ تھا۔ عربوں کو سب سے پہلی کتاب قرآن پاک ہی ملی تھی۔ جوں ہی ان کو یہ عالی شان کتاب حضور اکرمؐ کے ذریعے ملی، تعلیم و تعلم ان کا اوڑھنا بچھونا بن گیا۔ ہر گھر سے قال اللہ اور قال الرسول کی آوازیں آنے لگیں۔ جگہ جگہ قرآن و حدیث کے حلقہ ہائے درس وجود میں آئے۔ عرب لوگوں نے دیوانہ وار ان علمی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں میں دینی علوم کے ساتھ ساتھ تمام رائج الوقت مفید علوم و فنون کی گرم بازاری ہونے لگی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غرض نبی اکرمؐ کی بعثت دنیا کے لیے بہت بڑے علمی انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ علم کا دروازہ ہر شخص کے لیے کھل گیا۔ مخصوص لوگوں کی علم پر اجارہ داری ختم ہوگئی اور پھر علم کی غرض و غایت بھی حصول رضاے الٰہی کے ساتھ ساتھ بنی نوع انسان کی خدمت اور فلاح و بہبود قرار پائی۔ اس طرح حقیقی معنوں میں دنیا میں تعلیمی انقلاب نمودار ہوا۔ دین اسلام پر عمل کرنے کے جذبے نے مختلف نئے نئے علوم کو جنم دیا۔ طہارت اور نماز کے مسائل سیکھنے سکھانے سے علم فقہ وجود میں آیا۔ اوقاتِ نماز کا تعین کیسے کرنا ہے؟ اس نے علم ہیئت کو فروغ دیا۔ سمتِ قبلہ کے تعین نے علم جغرافیہ کو فروغ دیا۔ حدیث کی صحت کا معیار متعین کرنے کے لیے علم اسماء الرجال جیسا عظیم الشان فن وجود میں آیا۔ غرض قرآن، حدیث، تفسیر، تجوید جیسے علوم کے پہلو بہ پہلو بے شمار علوم عقلیہ کو فروغ ملا۔ اس لیے حضور پاکؐ کو بجا طور پر بنی نوع انسان کا معلّمِ اعظم کہا گیا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ

❁❁❁

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثالی اساتذہ کی ضرورت اور اہمیت

کسی بھی سکول یا مدرسہ کی سب سے بڑی ضرورت مخلص اور محنتی اساتذہ کا وجود ہے۔ مدرسہ یا سکول کسی شان دار بلڈنگ کا نام نہیں ہوا کرتا۔ کسی عالی شان دار الاقامہ (ہوسٹل) کا نام بھی مدرسہ نہیں ہوتا، نہ ہی شان دار نام رکھنے سے تعلیمی ادارے شان دار بن سکتے ہیں۔ بلکہ مدرسہ تو تشکیل پاتا ہے علمی ذوق رکھنے والے اساتذہ کرام سے جو اپنے طلبہ کو محنت سے پڑھائیں اور ان میں اعلیٰ علمی وفکری ذوق پیدا کر سکیں۔ پھر تعلیمی ادارے محض کتابیں پڑھا دینے کے لیے ہی قائم نہیں کیے جاتے بلکہ ان کا بڑا مقصد کسی قوم کے بنیادی نظریے کے مطابق اس کی آئندہ نسلوں کی تربیتِ اخلاق اور تہذیبِ نفس بھی ہے۔

طالب علم تعلیمی اداروں میں کیوں آتے ہیں؟

ہر شخص میں اللہ تعالیٰ نے خیر کا مادہ بھی رکھا ہے اور شر کا بھی۔ اور ان دونوں مادوں کے ساتھ انسان میں ایک مادہ محنت کا بھی رکھا گیا ہے۔ اگر اس شخص کو اچھا استاد اچھا سکول اور پھر اچھا معاشرہ مل جائے اور اس کی ساری محنت مادۂ خیر کے حصول پر لگ جائے تو اس شخص کی خیر کی استعداد پروان چڑھتی ہے۔ آہستہ آہستہ اس کی خیر کی استعداد اتنی نشوونما پاتی ہے کہ فرشتے بھی اس پر رشک کرنے لگتے ہیں اور اگر اس کو اچھا استاد اور اچھا تعلیمی ادارہ نہ مل سکے تو پھر اس کا مادۂ شر پروان چڑھتا ہے۔ وہ برے لوگوں کی صحبت میں چلا جاتا ہے۔ معاشرے کا ایک ناکارہ بلکہ نقصان پہنچانے والا اور فتنہ فساد برپا کرنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والا شخص بن جاتا ہے۔ جو ملک وملت کے لیے مہلک ثابت ہوتا ہے۔ تربیتِ اخلاق کے لیے ماں کی آغوش کے بعد معاشرے کی اہم ترین شخصیت استاد ہی ہوسکتا ہے۔ غرض یہ تعلیمی ادارے کسی بھی قوم کے اسلحہ خانے ہوتے ہیں۔ جہاں افکار کی جنگ لڑی جاتی ہے۔ بقول اقبال:

شیخِ مکتب ہے اک عمارت گر
جس کی صنعت ہے روحِ انسانی

یہ استاد ہے جو بے تاب امنگوں کو جوان وتوانا جذبوں کی زبان عطا کرتا ہے' اگر وہ اپنے منصب و مقام سے غافل ہو تو بہت اچھے نصاب کو اپنے بے ڈھنگے اندازِ تدریس سے غیر مؤثر بنا کر طلبہ کو برباد کر دیتا ہے۔ دوسری طرف ایک بے جان نصاب کو اپنے مؤثر اور مشنری اندازِ تدریس سے انتہائی موثر اور جان دار بنا کر ان کو ذمہ دار انسان بنا سکتا ہے۔ اس لیے استاد کا دیانت دار اور ذمہ دار ہونا لازمی ہے۔

احساس ذمہ داری

جب کوئی مؤرخ دنیا کی مختلف اقوام کے عروج وزوال کا تجزیہ کرنے بیٹھتا ہے تو اسے جو چیز سرفہرست نظر آتی ہے وہ کسی قوم کی محنت اور جاں فروشی ہے۔ جس قوم میں محنت، جاں فروشی، جفاکشی اور اپنے فرائض کی بجا آوری کا احساس جتنا زیادہ جاگزیں ہوتا ہے اسی تناسب سے وہ عروج واقتدار کے زینوں پر چڑھتی ہے اور بعد میں جوں جوں اس میں کام چوری اور ذمہ داری سے فرار کا رجحان بڑھتا ہے، وہیں سے ان کی زوال کی داستان شروع ہو جاتی ہے۔

اپنی ذمہ داری کا احساس اور فرائض کی بجا آوری کا شعور جہاں فرد کی ذاتی زندگی میں کامیابی کی ضمانت دیتا ہے اور محنتی انسان دین ودنیا میں اپنے لیے کچھ حاصل کر سکتا ہے۔ بالکل اسی طرح اجتماعی زندگی میں قومیں بھی اسی وقت اپنے عزائم کی تکمیل میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کامیاب ہوسکتی ہیں جب قوم کے تقریباً تمام افراد خواہ وہ زندگی کے کسی شعبے میں بھی ہوں، اپنی ذمہ داریوں کو کماحقہ ادا کریں۔

اسلام انسان کی اخلاقی تربیت اور معاشرے کی اجتماعی بہبود کا بہت زیادہ اہتمام کرتا ہے۔ اس لیے وہ اپنے ماننے والوں کے دلوں میں دیانت داری اور جواب دہی کا گہرا احساس بیدار کرتا ہے۔ وہ جس طرح مسلمانوں کے لیے نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کے اہتمام و قیام پر زور دیتا ہے، اسی طرح ان کے لیے بنی نوع کے لیے خیر خواہی، ہمدردی، نیکی و خیر میں تعاون اور اپنے فرائض کو دیانت داری کے ساتھ ادا کرنے پر بھی بڑا زور دیتا ہے۔ اپنے فرائض کی صحیح بجا آوری پر دینِ فطرت (اسلام) نے بے حد اصرار کیا ہے، حتیٰ کہ فرض کو اس نے امانت قرار دیا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا (النساء:۵۸) بے شک اللہ تمھیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں مستحق لوگوں تک پہنچاؤ۔

اور ایک فرمان نبویؐ ہے:

لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ (بیہقی: فی شعب الایمان)

جو شخص امانت کا خیال نہیں رکھتا وہ ایمان سے خالی ہے۔

نبی کریمؐ نے منافق کی چار خرابیوں میں سے ایک خرابی یہ بتائی ہے کہ وہ امانت میں خیانت کرتا ہے۔

اسلامی شریعت میں امانت کا لفظ وسیع مفہوم کا حامل ہے۔ ہر انسان زندگی کے کسی نہ کسی شعبے سے متعلق ہوتا ہے اور اپنی زندگی گزارنے کے لیے اسے کچھ نہ کچھ اہتمام کرنا ہی پڑتا ہے۔ تو ہر کوئی اپنے حصے کے کاموں کو جتنی اچھی طرح ادا کرتا ہے اور انھیں ذمہ داری سے نبھاتا ہے اتنا ہی وہ خدا کی نگاہ میں سرخرو ہوتا ہے۔ قوم کی نگاہ میں معزز ہوتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اپنے ضمیر کو مطمئن کر کے حقیقی خوشی و مسرت سے دوچار ہوتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اس کی یہی کارکردگی اور اس کا یہی فرض اس کے پاس قوم کی امانت ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص اپنے کام کو جاں فشانی اور محنت سے سرانجام نہیں دیتا تو وہ گویا امانت میں خیانت کرتا ہے۔ وہ خدا کے نزدیک، قوم کے نزدیک اور خود اپنے ضمیر کے نزدیک خیانت کار ہے۔ دفتر میں بیٹھنے والا سرکاری ملازم، شعبہ تعلیم سے منسلک اساتذہ وطلبہ، گاہک و تاجر، آجر و مستاجر، عورت و مرد، غرض ہر انسان کو اسلام نے ذمہ دار قرار دیا ہے اور ان میں ذمہ داری کا گہرا احساس وشعور پیدا کرنے کے لیے اخلاقی تربیت کا اہتمام کیا ہے۔

صحیح بخاری اور مسلم میں فرمان نبویؐ ہے:

اَلا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ (متفق علیہ)

سنو کہ تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری کی بابت سوال ہوگا۔

پھر آپؐ نے اس فرمان کی وضاحت یوں بیان فرمائی:

حکمران عامۃ الناس کا نگہبان ہے۔ اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا۔ ایک عام آدمی اپنے اہل وعیال کا نگہبان ہے اور وہ ان کے بارے میں جواب دہ ہے۔ عورت اپنے شوہر کے گھر اور اولاد کی نگران ہے اور اس سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ غلام اپنے آقا کے مال کا نگران ہے اور وہ اس کا جواب دہ ہوگا۔ سنو! ہر شخص ذمہ دار ہے اور وہ اپنی ذمہ داری کے بارے میں جواب دہ ہوگا۔

قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی o وَاَنَّ سَعْیَہٗ سَوْفَ یُرٰی o ثُمَّ یُجْزَاہُ الْجَزَاءَ الْاَوْفٰی (النجم: ۳۹، ۴۰، ۴۱) انسان کو وہی کچھ ملے گا جو اس نے کوشش کی پھر اس کی کوشش عنقریب دیکھی جائے گی اور اسے پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

يَـاَيُّهَـا الَّـذِيْـنَ اٰمَـنُـوْا كُـوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْـفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ. (النساء: ۳۵) اے ایمان والو! انصاف کے محافظ بن جاؤ اور اللہ کے لیے گواہی دو، خواہ یہ گواہی تمھاری اپنی ذات یا تمھارے والدین اور رشتہ داروں کے خلاف ہی پڑتی ہو۔

مراد یہ ہے کہ اپنا فرض ادا کرتے ہوئے صحیح گواہی ادا کرو۔ اگرچہ اس سے تمھیں خود یا تمھارے عزیزوں کو کتنا نقصان پہنچنے کا اندیشہ کیوں نہ ہو۔

اسلام ذمہ داری کا احساس گہرا کرنے کے لیے ایک جانب اللہ کے حاضر ناظر ہونے کا یقین دلاتا ہے اور دوسری طرف روزِ قیامت کے حساب اور جواب دہی کے خوف سے ہر وقت صراطِ مستقیم پر قائم رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ تم اپنی غفلت، کوتاہی، کام چوری اور اپنی ذمہ داری دوسروں کے سر پر ڈال دینے کی روش کو اہل دنیا سے تو چھپا سکتے ہو اور ان کو دھوکا دے سکتے ہو مگر خدا سے کچھ نہیں چھپا سکتے۔ اگر تم اپنے فرائض کی بجا آوری میں مخلص نہیں ہو تو اس کی طرف سے سزا کے مستحق ہو۔ روزِ قیامت تم سے باقاعدہ مواخذہ ہوگا۔ بندوں کے جو حقوق تم نے ادا نہیں کیے تھے، ان کی بنا پر اللہ کی عدالت میں تمھارے خلاف مقدمات دائر ہوں گے جس کی سزا کے طور پر تمھیں جہنم رسید کر دیا جائے گا۔

اس سلسلے میں دینی تعلیم یہ ہے کہ تم اپنا موازنہ لوگوں سے نہ کرو کہ وہ تمھارے ساتھ جیسا سلوک کریں، جواب میں ویسا ہی سلوک تم ان سے کرو گے، بلکہ ہر وقت اللہ کے احسانات یاد رکھو، اپنے رفیقوں، ماتحتوں بلکہ دشمنوں تک سے حسنِ سلوک سے پیش آؤ۔ اس لیے نہیں کہ ان کا رویّہ تمھارے بارے میں کیسا ہے بلکہ اس لیے اللہ نے آپ کو اپنے انعامات سے نواز رکھا ہے۔ لہٰذا شکرانے کے طور پر اپنے فرائض کو ذمہ داری سے ادا کرو۔ فرمان الٰہی ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَحْسِنْ كَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ. (القصص: ۷۷) جس طرح اللہ تم پر احسان کرتا ہے، اسی طرح تم بھی لوگوں پر احسان کرو۔

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ نے فرمایا:

تم لوگ کمزور رائے والے نہ بنو کہ کہنے لگو اگر لوگ ہم سے حسن سلوک کریں گے تو ہم بھی ان سے حسن سلوک کریں گے اور اگر وہ زیادتی کریں گے تو پھر ہم بھی زیادتی کریں گے بلکہ تم اپنے آپ کو اس بات پر آمادہ کرو کہ اگر لوگوں نے بھلائی کی تو تم ان سے بھلائی کرو گے اور اگر انھوں نے برا سلوک کیا تو تب بھی ان سے زیادتی نہیں کرو گے۔ (ترمذی)

مراد یہ ہے کہ اگر دوسرے تمھارے حقوق ادا نہیں کرتے، تب بھی تم اپنے فرائض ادا کرو۔ ایک صحابی نے نبیؐ سے عرض کی: ''یارسول اللہ اگر ہمارے حاکم ایسے ہوں جو ہم سے اپنے حقوق کا مطالبہ تو کریں مگر ہمارے حقوق ادا نہ کریں تو پھر ہمیں کیا حکم ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ''تم ان کی بات سنو اور ان کی اطاعت کرو، ان کی ذمہ داری کا بار ان کے سر پر ہے اور تمھاری ذمہ داری کا بار تمھارے سر پر''۔ (مشکوۃ' کتاب الامارۃ بحوالہ مسلم)

ایک اور روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا: اگر تم اپنے حاکموں کی کوئی بات ناپسند بھی کرو تو پھر بھی ان کے حقوق ادا کرو اور اپنے حق حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ (بخاری و مسلم)

صرف حقوق کا مطالبہ کرنے والے اور اپنی طرف سے کام چوری، غفلت اور کوتاہی کا مظاہرہ کرنے والے خائن لوگ اپنے انجام کے بارے میں غور و فکر کریں کہ ایک طرف وہ کس طرح معاشرے کو تنزل کی طرف لے جا رہے ہیں اور دوسری طرف اپنی عاقبت برباد کر رہے ہیں۔

آج کل تھوڑا کام کرنا اور زیادہ دولت بنانا یا ناجائز فوائد حاصل کرنا ایک بہت بڑا فن سمجھ لیا گیا ہے۔ سرکاری ملازمین دفتروں میں گپ شپ لگا کر اور پارٹیاں اڑا کر زیادہ سے زیادہ الاؤنس حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ حکام رعایا کی فلاح و بہبود کو پسِ پشت ڈال کر اپنے عیش و تکلفات کو پورا کرنا اپنی خوش نصیبی قرار دیتے ہیں۔ طلبہ پڑھائی میں محنت نہیں کرتے اور چاہتے ہیں کہ مفت کی ڈگریاں ہاتھ آ جائیں۔ اساتذہ شاگردوں کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹیوشن پڑھنے پر مجبور کرتے ہیں اور اوقاتِ کار کے درمیان تن دہی سے نہیں پڑھاتے۔ کلرک حضرات اور سرکاری افسر رشوت کے بغیر کوئی کام نہیں کرتے، غرض آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔ اپنے فرائض سے والہانہ وابستگی اور لگن معدوم ہو چکے ہیں، یہی وجہ ہے کہ معاشرہ انحطاط کی طرف گامزن ہے۔

سب سے بڑھ کر قابلِ افسوس امر یہ ہے، جس پر جتنا ماتم کیا جائے کم ہے کہ علما و مشائخ اور حکمران و سیاست دان سب یک زبان ہو کر قوم کو اسلام کے سنہری اصولوں پر چلنے کی تلقین کرتے ہیں اور خود (باستثنا چند افراد کے) دھڑلے سے اسلامی احکام کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ ایک ہولناک منافقت ہے جو معاشرے کے تار و پود بکھیرے جا رہی ہے۔ اسی طرح استاد کا معاملہ ہے۔

استاد کا فریضہ بڑا مقدس اور مبارک ہے۔ وہ قوم کا مربی و مزکی ہوتا ہے۔ نسل نو کا معمار ہوتا ہے۔ یہ شیوۂ پیغمبری ہے۔ کیونکہ پیغمبر بھی تو بنیادی طور پر قوم کے معلّم اور رہبر ہوتے ہیں۔ آنحضورؐ کا ارشاد ہے۔

مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا فَلَيْسَ مِنَّا (ترمذی)

جس نے چھوٹوں پر رحم نہ کیا اور بزرگوں کی تعظیم نہ کی وہ ہم میں سے نہیں۔

اس فرمان نبویؐ کی روشنی میں استاد کے لیے اپنے شاگردوں سے شفقت و محبت سے پیش آنا لازم ہے۔ صرف کورس پڑھا دینا استاد کا فرض نہیں بلکہ معلّم اور مربی ہونے کے لحاظ سے استاد کو طلبہ کی اخلاقی تربیت کا لحاظ رکھنا لازم ہے۔ علاوہ ازیں ان کے لیے بہترین انسانی نمونہ بننا چاہیے۔ اچھی عادات و خصائل اختیار کرنا، سادہ شعار ہونا، شاگردوں میں خوفِ الٰہی پیدا کرنا اور آخرت کی جواب دہی کا گہرا شعور بیدار کرنا استاد کا فرض اوّلین ہے۔

مثالی استاد کے اہم اوصاف

- استاد کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنے ادارے کے تعلیمی و تربیتی معیار کو بلند کرنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے دل سوزی اور لگن کے ساتھ کام کرے تاکہ ہر بچے کی تعلیم صحیح ہو۔ ہر بچے کے اخلاق اچھے ہوں۔ وہ نماز کے پابند بن جائیں۔ ٹی۔ وی کے بے مقصد پروگراموں سے بچنے والے ہوں، شرم وحیا کا پیکر ہوں۔ وہ مدرسہ اور سکول سے فراغت کے بعد کے اوقات بھی اچھے ماحول میں گزارتے ہوں۔ اس طرح وہ بچے کی صلاحیتوں کی نشوونما صحیح رخ پر کریں۔

- لازمی ہے کہ اساتذہ آپس میں محبت کو بڑھائیں۔ مثلاً ہدیہ لینا دینا' غائبانہ دوسروں کی تعریف کرنا، باہم خیر خواہی کرنا۔ ایک دوسرے کے کاموں میں مداخلت نہ کرنا رفقا کے جو عیوب سامنے آئیں تو ان کی اصلاح کے لیے دعائیں مانگنا۔ آپس میں سلام کی کثرت ہو اور دوسروں کو یقین دلایا جاتا رہے کہ میں آپ کا خیر خواہ ہوں اور آپ میرے شر سے محفوظ ہیں۔
- دعاؤں کا خوب اہتمام کرنا اپنے لیے، اپنے رفقا کے لیے، اپنے طلبہ کے لیے اور ادارے کی اصلاح کے لیے خوب خوب اللہ رب العزت سے دعائیں مانگی جائیں۔
- مزید ضروری امر یہ ہے کہ استاد کو تدریس اور تربیت دونوں معاملوں میں مستقل مزاج ہونا چاہیے۔ کیونکہ کسی بھی مقصد میں کامیابی کے لیے عزم مصمم، مضبوط قوت ارادی اور مستقل مزاجی بنیادی شرائط ہیں۔ انسان کی نوے فی صد کامیابیوں میں جو بنیادی عنصر پنہاں ہے، وہ مستقل مزاجی ہی ہے۔

غرض یہ کہ اساتذہ قوم کا سب سے زیادہ ذہین اور باشعور طبقہ ہوتا ہے جس کا کام قوم کو بنانا، کردار سازی کرنا، تزکیہ نفس کرنا، قوم کی قیادت کرنا ان کو اعلیٰ نظریات دینا، بلند مقاصد سے ہم آہنگ کرنا اور غلط وصحیح، حق و باطل، جائز اور ناجائز اور حلال وحرام کا شعور دینا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استاد کو ہر وقت یہ فرمان الٰہی پیش نظر رکھنا چاہیے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ. (الحشر:۱۸) اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اس نے کل کے لیے کیا سامان کیا ہے۔ اللہ سے ڈرتے رہو۔ اللہ یقیناً تمھارے ان اعمال سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔

انتخاب اساتذہ کا معیار

شعبہ تعلیم ایک نازک اور حساس شعبہ ہے، زندہ و توانا قومیں اس شعبے پر خصوصی توجہ دیتی ہیں، مگر پاکستان میں یہی شعبہ سب سے زیادہ کس مپرسی کا شکار ہے۔ جس کے ہاتھ میں ڈگری ہے۔ اس کی دین داری اور سیرت و کردار پرکھے بغیر اس کو استاد بنا دیا گیا۔ جن لوگوں کو کوئی اور روزگار نہ ملا، سکول کھول کر خود پرنسپل بن بیٹھے۔ نیچے سکول ہے تو اوپر رہایش ہے۔ سرکاری شعبہ میں بھی انتخاب اساتذہ کا کوئی اخلاقی معیار نہیں۔

آخر ایک نظریاتی مملکت میں تعلیم کس طرح ان لوگوں کے سپرد کی جاسکتی ہے جو اس کی بنیاد ہی کو تسلیم نہیں کرتے۔ اسی طرح ہندو اساتذہ نے وہ تباہی مچائی اور وطنیت و عصبیت کے وہ زہر گھولے کہ بالآخر مشرقی پاکستان کو کاٹ کر رکھ دیا۔ اور اب سندھ میں بھی یہ ہندو اساتذہ یہی کھیل کھیل رہے ہیں۔ اساتذہ کے انتخاب کے دوران ان کی دین داری، اخلاق، تقویٰ اور پابندی شریعت کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا۔ نہ ان کے اخلاقی معیار کی جانچ پرکھ کا ہی کوئی بندوبست ہوتا ہے۔ اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ عزیمت و مستقل مزاجی، حوصلہ، مروت، نظم و ضبط، صبر و ثبات اور شفقت و خیر خواہی جیسے اوصاف اب ساری قوم کے نوجوانوں میں ڈھونڈھے سے نہیں ملتے۔ امانت و دیانت، فرض شناسی، وفا شعاری، عفت نظر اور پاکیزگی اخلاق اب خال خال نظر آتی ہے۔ ہمارے نبی پاکؐ نے اس ضمن میں دعا سکھائی ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نماز فجر کے بعد یہ دعا کرتے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا وَّرِزْقًا طَیِّبًا. (احمد. ابن ماجه)

اے اللہ! میں آپ سے علم نافع، قبول ہونے والے عمل اور پاکیزہ رزق کا سوال کرتا/کرتی ہوں۔

- اسی طرح آپؐ اکثر یہ دعا فرماتے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عِلْمٍ لَّا یَنْفَعُ. (صحیح مسلم)

اے اللہ! مجھے غیر نافع علم سے پناہ عطا فرما۔

چنانچہ علم نافع وہی ہے جو انسان کو اللہ کی بندگی، رسول پاکؐ کی محبت، شریعت کی پابندی اور خلق کی خدمت سکھاتا ہے اور اس کے برعکس جو تعلیم انسان کو دین بے زار اور مال کا وفادار بنائے وہ غیر نافع علم ہے۔

دیگر تعلیمی نظام اور اسلام کے مقصدِ تعلیم کا تقابل

دوسری اقوام کے نزدیک تعلیم کا مقصد زیادہ سے زیادہ مادی سہولتیں فراہم کرنا اور پرتعیش زندگی گزارنا ہے۔ وہاں تعلیم ایک قسم کا کاروبار، روزگار اور پیشہ ہے جس کا مقصد انسان کو ''دو کفِ جَو'' کے لیے سرگرم عمل رکھنا ہے۔ جب کہ اسلام میں تعلیم ایک عبادت ہے۔ یہ مقصد حیات معلوم کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ اس کے ذریعے سے انسان ہدایت حاصل کرتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی سے آگاہ ہوتا ہے۔ رضائے الٰہی کے حصول کے لیے سرگرم ہوتا ہے وہ حیوان سے انسان کے مرتبے پر فائز ہوتا ہے۔ خلافتِ ارضی کے تقاضے اور ذمہ داریاں پوری کرنے کے قابل بنتا ہے۔

چنانچہ اسلامی تعلیم کا یہ امتیازی وصف رہا ہے کہ وہ مفت ہوتی تھی۔ ہر ایک کے لیے لازمی تھی۔ ہمارے اسلاف میں اساتذہ معاش میں خود کفیل ہوتے تھے جبکہ حکومت اور تمام مخیّر حضرات تعلیم پر دل کھول کر خرچ کیا کرتے تھے۔ ابتدائی تعلیم مساجد میں ہوتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے الگ ادارے ہوتے تھے مگر ہر جگہ سادگی موجود تھی۔

چنانچہ اسلام اور دیگر نظام ہائے حیات میں تعلیم سے متعلق فکر و نظر کے اس واضح فرق کی بنا پر ہمیشہ مسلمانوں کا نظامِ تعلیم دوسروں سے مختلف رہا ہے۔ مسلمانوں کا دین ان کی تعلیم میں اس طرح رچا بسا ہے جیسے جسم میں جان۔ جب اس دین کو تعلیم سے جدا کر دیا جائے اور نظامِ تعلیم کو سیکولر بنا دیا جائے، تو جسم بے جان رہ جائے گا۔ اور کبھی اس قسم کی بے روح و بے جان تعلیم سے ہمارے مقاصدِ ملّی پورے نہ ہو سکیں گے۔

ہمارے اسلاف اور تعلیم

تعلیم و تدریس کو عبادت سمجھنے کا یہ نتیجہ تھا کہ ہمارے اسلاف میں استاد اور طلبہ کا رشتہ مثالی ہوا کرتا تھا۔ دونوں خلوصِ نیت سے رضائے الٰہی کے حصول کے لیے سرگرم ہوا کرتے تھے۔ تقویٰ اور پرہیز گاری ان کا خصوصی وصف تھا۔ زہد و استغنا ان کا شعار ہوتا تھا۔ قناعت، توکّل اور سیر چشمی میں وہ اپنی مثال آپ تھے۔ اس کے برعکس مغربی نظامِ تعلیم سارے کا سارا حصولِ زر کے واحد مقصد کے گرد گھومتا ہے۔ اس لیے وہاں استاد اور شاگرد کے درمیان محبت اور خلوص کا کوئی رشتہ نہیں ہوتا۔

1۔ ہمارے بزرگ اساتذہ مستقل مزاجی سے درس و تدریس میں مشغول رہتے تھے۔ چونکہ وہ تدریس کو بہترین عبادت سمجھتے تھے اس لیے وہ تدریس کے کام کو بلا معاوضہ ادا کرتے۔ وہ اشاعتِ علم کو اپنی لازمی ذمہ داری سمجھتے تھے۔ امام مالکؒ مسلسل تیس سال تک اپنی کتاب مؤطا کا درس دیتے رہے۔ امام ابو حنیفہؒ جامع مسجد کوفہ میں تیس سال تک درس دیتے رہے۔ امام غزالیؒ نے مدرسہ نظامیہ بغداد سے فارغ ہونے کے بعد اپنے وطن نیشاپور میں درس و تدریس کا شغل اختیار کیا۔ وفات تک وہ عبادت الٰہی یا درس و تدریس یا تصنیف و تالیف میں مصروف رہے۔

2۔ ان اساتذہ کی نگاہ میں خود علم کا بڑا احترام تھا۔ اپنے درس کا آغاز وہ منبعِ علم و عرفان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی اللہ تعالیٰ کے حضور حمد و ثنا اور دعا سے کرتے تھے۔ بعد ازاں نبی اکرمؐ پر درود شریف پڑھا جاتا۔ اور پھر اپنے علمی و تدریسی بیان شروع کرتے۔ جبکہ طلبہ بھی مؤدب ہو کر احترام سے بیٹھتے تھے۔ خود استاد علم کا کتنا احترام ملحوظ رکھتے' اس کا اندازہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی مثال سے کیا جا سکتا ہے۔ وہ مسجد نبوی میں حدیث نبوی کا درس دیتے تھے۔ صاف ستھرے کپڑے پہن کر باوضو ہو کر بیٹھتے۔ اور پورے درس کے درمیان ایک ہی ہیئت سے بیٹھے رہتے۔ فرمایا کرتے تھے: ''میں حدیثِ رسول کا احترام ملحوظ رکھتا ہوں''۔ ایک دفعہ دورانِ درس ان کو بچھو نے کاٹ لیا، کئی طلبہ نے ان کا رنگ زرد ہوتا دیکھا، مگر استاد نے حرکت تک نہ کی۔ درس سے فارغ ہونے کے بعد ہی انھوں نے اپنی ٹانگ کو کھول کر دیکھا۔ اللہ! اللہ! تعلیم کے اتنے کڑے آداب وہ ہی نبھا سکتے تھے۔ غرض ہر عالم ضرور مدرس ہوا کرتا تھا۔ اس کے علاوہ ان کا ذریعہ معاش الگ ہوتا تھا۔ وہ تدریس کا معاوضہ وصول کرنا علم کی توہین سمجھتے تھے۔

3۔ یہ بزرگ اساتذہ عاجزی وانکساری کی تصویر ہوتے تھے۔ مثلاً فخر الاسلام محمد بن احمد کے متعلق مشہور ہے کہ وہ جس دن مدرسہ نظامیہ بغداد کے مدرس مقرر ہوئے اور مسندِ درس پر بیٹھے تو ان پر رقت طاری ہوگئی۔ سابق اساتذہ کے علم و فضل کو اور اپنی کم علمی کو یاد کرتے ہوئے انھوں نے یہ شعر پڑھا:

خَلَتِ الدِّيَارُ فَسُدْتُ غَيْرَ مَسُوَّدٍ
وَمِنَ الشَّقَاءِ تَفَرُّدِيْ بِالسُّؤْدَدِ

ملک بزرگوں سے خالی ہوگیا تب میں سردار بن گیا۔ میرا سردار بننا دراصل ملک کی بدبختی ہے۔ (مثالی اساتذہ' مثالی طلبہ از سیّد محمد سلیم مرحوم' ص ۲۹)

4۔ وہ ہر وقت اس حدیثِ مبارکہ کو پیشِ نظر رکھتے:

مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ عَلِمَهُ ثُمَّ كَتَمَهُ أُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِلِجَامٍ مِّنَ النَّارِ

(مشکوٰۃ کتاب العلم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو شخص صاحب علم ہے اور وہ پوچھنے پر مسئلہ چھپا لیتا ہے۔ تو روز قیامت اس کے منہ میں آگ کی لگام دی جائے گی۔

دراصل یہی حدیث ہے جس نے علمائے کرام کو مسلسل متحرک رکھا اور ان کو اشاعت دین کا کام پوری ذمہ داری اور تن دہی سے ادا کرنے پر مجبور کرتی رہی۔ چنانچہ ہر موقعہ پر ان علما نے کلمہ حق بلند کیا۔ ہر جگہ شریعت اور ملت کے مفاد کو ملحوظ رکھا اور کہیں بھی اس پر آنچ نہ آنے دی۔ ان علمائے کرام نے اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی غرض سے تین صورتیں اختیار کی ہیں:

۱۔ درس و تدریس ۲۔ وعظ و تذکیر ۳۔ تصنیف و تالیف

بعض علما نے ایک شعبہ اختیار کیا۔ بعض نے دو اور بعض نے تینوں شعبوں میں اپنی ہمت و استطاعت کے مطابق فرائض انجام دیے۔ بہر صورت ہمارے یہ بزرگ اساتذہ ہمارے لیے درخشاں اور تاب ناک مثالیں چھوڑ گئے ہیں۔ مسلمان معاشرہ میں اسلامی اقدار و آداب کو فروغ دینا اور غیر اسلامی رسم و رواج و بدعات کو ختم کرنا ان کا مقصد حیات تھا۔ یہ اساتذہ تاریخ اسلام کے ماتھے کا جھومر ہیں۔ یہ ہمارے لیے رہنما و رہبر ہیں۔ عصر حاضر کے اساتذہ کو ان مثالی اساتذہ کا ہر وقت ذکرِ خیر کرتے رہنا چاہیے اور ان کو اپنے لیے مشعلِ راہ بنانے کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔ علاوہ ازیں اپنے شاگردوں کے اندر بھی اسلاف والی روایات پیدا کرنے کی بھرپور مساعی جاری رہنی چاہییں۔

اموی خلیفہ سلیمان بن عبدالملک کے طلب کرنے پر مشہور عالم دین ابوحازم اس کے پاس گئے۔ سلیمان نے ان سے کچھ سوال پوچھے۔ انھوں نے بغیر کسی مداہنت کے پوری مومنانہ شان سے جواب دیے۔ سلیمان دہل گیا اور کہا: اے ابو حازم! آپ ہمارے ہاں کیوں نہیں آجاتے؟ آپ ہمیں فیض پہنچائیں ہم آپ کو نوازیں گے۔

ابوحازم نے کہا مجھے خطرہ ہے، میں ذرا سا بھی حق سے سرک گیا تو اللہ مجھے دنیا و آخرت میں دگنا عذاب دے گا.....!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلیمان نے کہا: اپنی کوئی ضرورت بتائیں۔

ابوحازم نے کہا: مجھے آگ سے نجات دلا کر جنت میں داخل کرا دو!

سلیمان نے کہا: یہ تو میرے بس میں نہیں۔

ابوحازم نے کہا: تو پھر مجھے اس کے سوا کوئی اور ضرورت درپیش نہیں جو تمھارے سامنے پیش کروں۔ (سنن دارمی' جلد اوّل' ص ۱۲۵)

ایک شاعر نے یہی معنی اپنے اس شعر میں مراد لیے ہیں۔

اِنَّ الْاَکَابِرَ یَحْکُمُوْنَ عَلَی الْوَرٰی

وَعَلَی الْاَکَابِرِ یَحْکُمُ الْعُلَمٰوُ

بڑے لوگ رعایا پر حکمرانی کرتے ہیں اور ان بڑوں پر علما حکمران ہوتے ہیں۔

(ہفت روزہ ایشیا ۱۷ مارچ ۲۰۰۵ ص ۲۴ "عزت و خودداری" از علامہ یوسف القرضاوی)

5۔ پھر یہ استاد انتہائی سادہ زندگی گزارتے تھے جس میں تکلفات، عیش پسندی اور سہولتوں کا گزر کم ہی ہوتا تھا۔ لہٰذا وہ امر بالمعروف کا فریضہ ہر حال میں انجام دیتے۔ اس دور میں مدرسے اور مکتب استاد کی وجہ سے پہچانے جاتے تھے۔ ان بلند کردار بوریا نشین استادوں کے سامنے حکمرانِ وقت خود زانوئے تلمذ تہہ کرتے تھے۔ پھر یہ استاد اپنے شاگردوں کی سرشت میں بھی اسی طرح انسانی عظمت کا بیج بوتے تھے۔ انھیں احترام آدمیت سے آشنا کرتے تھے۔ وہ انھیں صرف کتاب خواں نہیں، بلکہ حقیقت شناس بناتے تھے۔ وہ سود و زیاں سے پاک تھے۔ ایسے مثالی استاد آج کے دور میں کہاں؟ یہ فقیری و درویشی ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔ یہ لوگ مشعلِ راہ تھے جو بھولے بھٹکوں کی رہنمائی کرتے تھے۔ کاش آج کے استاد انھی درویش منش اساتذہ کے نقش قدم پر چلنے والے بن سکیں۔

6۔ امام ابو یوسفؒ، امام ابوحنیفہؒ کے درس میں شریک ہوتے تھے۔ وہ یتیم تھے۔ بیوہ ماں کی خواہش تھی کہ بیٹا مزدوری کر کے کچھ کما لایا کرے یا کوئی ہنر وغیرہ سیکھ لے۔ لہٰذا وہ درس میں شامل ہونے سے روکتی تھی۔ جب چند دن تک یہ لائق شاگرد درس میں نہ آیا۔ تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام صاحب نے پتہ کروایا۔ جب ان کو اصل صورت حال معلوم ہوئی تو انھوں نے طالب علم کا اور ان کی والدہ کا وظیفہ مقرر کر دیا۔ اس طرح وہ فکرِ معاش سے فارغ ہو کر پوری تن دہی سے حصول علم میں مصروف ہو گئے اور بالآخر علم میں اتنا رسوخ حاصل کیا کہ خلیفہ ہارون الرشید کے عہد میں بنی عباس کے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) مقرر ہوئے۔

اسی طرح امام مالکؒ نے امام شافعیؒ کی ذہانت اور قابلیت کی قدر کرتے ہوئے ان کی بہت زیادہ مالی مدد کی اور جس دن یہ قابل شاگرد اپنے استاد کے پاس سے رخصت ہوا اس دن بھی امام مالکؒ نے ان کو بہت سی دولت زادِ راہ کے طور پر دی۔ غرض طلبہ پر شفقت اور محبت میں استاد بہت سرگرم ہوتے تھے۔

مثالی شاگرد

دوسری طرف شاگرد بھی اپنے اساتذہ کا بے حد ادب و احترام کیا کرتے تھے۔ خلیفہ ہارون الرشید کے بیٹے امین اور ماموں دونوں اپنے استاد فراء نحوی کی جوتیاں اٹھا کر استاد کو دینے کے لیے آپس میں جھگڑنے لگے۔ دونوں میں سے ہر ایک کی یہ خواہش تھی کہ یہ خدمت اسی کے حصے میں آنی چاہیے۔

استاد کی خدمت کا ایک نادر واقعہ پروفیسر سیّد محمد سلیم مرحوم نے لکھا ہے۔ وہ سر راس مسعود کی مثال پیش کرتے ہیں جو سر سید احمد خاں کے پوتے اور جسٹس محمود کے بیٹے تھے۔ وہ مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ کے وائس چانسلر مقرر ہوئے۔ ایک دن اپنے پورے عملے کے ہمراہ یونی ورسٹی کا دورہ کرتے کرتے ظہور وارڈ میں پہنچے۔ وہاں چھوٹے بچوں کو تعلیم دی جاتی تھی۔ وہاں کے نابینا استاد حافظ جی سے ملاقات ہوئی۔ جنھوں نے سر راس مسعود کو بچپن میں قرآن پاک پڑھایا تھا۔ راس مسعود نے آگے بڑھ کر اپنے بزرگ استاد کو اپنا تعارف کرایا، سلام کیا اور ان کی خیر و عافیت دریافت کی۔ استاد نے بھی شاگرد کا حال پوچھا۔ جب ان کو پتہ چلا کہ راس مسعود یونی ورسٹی کا وائس چانسلر بن گیا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو پوچھا: وائس چانسلر کا کیا مطلب ہوتا ہے؟ بتایا گیا: اس کا مطلب ہے ''یونی ورسٹی کا سب سے بڑا استاذ''۔ اس پر حافظ جی خوش ہوئے کہ میرا بیٹا سب سے بڑا استاد بن گیا ہے۔ راس مسعود نے پوچھا: استاد صاحب کوئی ضرورت ہو تو فرمائیں۔ استاد صاحب نے گذشتہ بے تکلفی سے کہا: بیٹا! میں نے کئی دن سے غسل نہیں کیا اگر وہ کروا دو تو بہت اچھا ہوگا۔ راس مسعود نے عرض کیا: میں فوراً سارا بندوبست کرتا ہوں۔ درزی کو جلدی سے ان کے لیے نئے کپڑے سینے کا حکم دیا۔ دو تین گھنٹوں کے بعد جب جوڑا تیار ہو گیا تو سر راس مسعود نے اپنا کوٹ اتار دیا۔ گرم پانی سے استاد کو خود نہلایا۔ دوسرے اساتذہ کہتے بھی رہے کہ ہم یہ خدمت انجام دیتے ہیں مگر راس مسعود نہ مانے۔ اپنے ہاتھوں سے مَل مَل کر اپنے استاد کو گرم پانی سے نہلایا۔ نہلا کر، نئے کپڑے پہنا کر، خوشبو لگا کر استاد سے رخصت ہوئے اور ساتھ استاد سے ڈھیروں دعائیں بھی حاصل کیں۔

(مسلمان مثالی اساتذہ۔ مثالی طلبہ از پروفیسر سید محمد سلیم' ص ۱۴۵، ۱۴۶)

❁❁❁

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاشرے کی تعمیر میں استاد کا کردار

ہم اس نہایت اہم موضوع پر کچھ گذارشات پیش کرنے سے قبل معلّم انسانیت کے چند فرامین پیش کرتے ہیں' جو زیرِ بحث موضوع کی وسعت کو واضح کرتے ہیں۔

1۔ فرمانِ نبویؐ ہے:

خَیْرُکُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَ عَلَّمَهٗ (صحیح بخاری)

تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو خود قرآن سیکھے پھر آگے دوسروں کو سکھائے۔

2۔ رشک صرف دو آدمیوں پر جائز ہے، ایک وہ جسے اللہ نے مال دیا پھر اسے راہِ خدا میں خرچ کرنے کی توفیق بخشی، اور دوسرا وہ جسے اللہ نے علم و حکمت عطا فرمائی، پھر وہ اس کے مطابق لوگوں کے فیصلے کرتا اور ان کو حکمت دیتا ہے۔(صحیح بخاری' صحیح مسلم)

3۔ مَنْ دَلَّ عَلٰی خَیْرٍ فَلَهٗ اَجْرٌ مِثْلُ فَاعِلِهٖ (صحیح مسلم)

جس نے نیکی کی کوئی بات بتائی اس کو اس نیکی پر عمل کرنے والے کے ثواب کے برابر ثواب عطا کیا جائے گا۔

4۔ جو شخص طلبِ علم کے لیے گھر سے نکلتا ہے، اسے اللہ تعالیٰ جنت کے راستے پر چلا دیتے ہیں۔ طالب علم کی رضا کے لیے فرشتے اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔ آسمان و زمین کی ہر مخلوق عالم کے لیے اللہ سے بخشش طلب کرتی ہے۔ عبادت گزار کے مقابلے میں عالم کو اتنی فضیلت حاصل ہے' جتنی چودھویں رات کے چاند کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سارے ستاروں پر۔ (احمد. ترمذی' ابن ماجه' دارمی)

5۔ عالم کو ایک عبادت گزار کے مقابلے میں وہی فضیلت حاصل ہے جو مجھے (یعنی نبی پاک کو) تمھارے ادنیٰ صحابی پر، بے شک اللہ تعالیٰ اس پر رحمت نازل کرتا ہے۔ فرشتے اور آسمان و زمین کی ہر مخلوق حتیٰ کہ اپنے بلوں کے اندر چیونٹیاں اور پانی کے اندر مچھلیاں بھی اس کے لیے دعاے خیر کرتی ہیں۔ پھر آپؐ نے یہ آیتِ قرآن ارشاد فرمائی:

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (فاطر:۲۸)

اللہ سے علما ہی صحیح طور پر ڈرتے ہیں۔ (احمد. ترمذی. ابوداؤد. ابن ماجه. دارمی)

6۔ تمھارے باپ تین ہیں: پہلا تمھارا باپ جس نے جنا، دوسرا جس نے تمھیں بیٹی دی اور تیسرا جس نے تمھیں علم سکھایا۔ (حضرت علیؓ)

7۔ اللہ تعالیٰ اس آدمی کو سرسبز و شاداب رکھے جس نے میری کوئی حدیث سنی پھر آگے لوگوں تک پہنچائی۔ (مشکوٰۃ' کتاب العلم)

معلّم کی فضیلت اور تقدس محض اس بنا پر ہے کہ وہ نبوی مشن کے تسلسل کا ذمہ دار ٹھہرتا ہے۔ آنحضورؐ آخری پیغمبر ہیں۔ آپؐ کے بعد کوئی پیغمبر نہیں آئے گا۔ اس لیے آپؐ کے بعد یہ مشن اساتذہ کے کندھوں پر آن پڑا ہے کہ وہ امت کی بہترین انداز میں رہنمائی کریں اور انھیں راہِ حق سے بھٹکنے نہ دیں۔ اس عظیم مقام و مرتبہ کی اہمیت اور عظمت اپنی جگہ بڑی مسرت بخش اور روح پرور ہے۔ مگر اس کی ذمہ داری بھی اتنی ہی نازک اور اہم ہے۔

معلّمین کرام اگر اپنی ذمہ داریوں کا تعین اس پہلو سے کریں اور اس نقطۂ نظر سے اپنے فرائض منصبی اور اہمیتِ کار پر غور کریں تو اضطراب کے بے شمار پہلوان کے سامنے آئیں گے۔ معلّم بچوں کی تربیت، معاشرے کی رہنمائی اور امتِ مسلمہ کی تعمیر و ترقی کا ذمہ دار ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے گذشتہ دور میں اللہ کے اولوالعزم پیغمبر اس ذمہ داری پر فائز ہوا کرتے تھے۔ لہٰذا اس ذمہ داری کی بکمال و تمام انجام دہی معلّم کو محترم اور معتبر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بناتی ہے اور اپنے فرائض میں کوتاہی، غفلت اور حیلہ جوئی اگر اللہ کو ناراض کرنے کا سبب بنتی ہے تو دوسری طرف عوام میں بھی بے وقعت و بے آبرو بناتی ہے۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ ایک استاد جن برگزیدہ ہستیوں کا وارث ٹھہرایا گیا ہے، وہ کتنی بے غرض تھیں۔ وہ تو پتھر کھا کر بھی اپنے فرائض ادا کیا کرتی تھیں۔ گالیاں سن کر بھی اپنی قوم کی ہدایت کے لیے دعاے خیر کیا کرتی تھیں۔ انتہائی مشکل اور نامساعد حالات میں بھی کسی دنیاوی منفعت اور جاہ طلبی کے بغیر پوری جان ماری سے انھوں نے معاشرے کی خدمت جاری رکھی۔ اسے جہالت کی ظلمتوں سے نکالنے کی سعی کی اور ان کو اپنے رب کا فرماں بردار و مطیع بندہ بننے کا راستہ بتایا۔

آج کے معلّم یہ اعتراض اٹھا سکتے ہیں کہ ہم جیسے کمزور انسان اتنے مثالی کردار کا مظاہرہ کیسے کر سکتے ہیں؟ لیکن تھوڑا سا غور کرنے کے بعد یہ اعتراض بے وزن محسوس ہونے لگتا ہے۔ کیونکہ معلّم کا عظیم منصب ہم نے خود نہیں چنا تھا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مسلمان بننے کی سعادت بخشی۔ پھر اس کے بعد معلّم بننے کی سعادت بھی اسی کی عطا کردہ ہے۔ ہمیں تو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے خود اپنی نوازش سے یہ مقام ہمیں عطا کیا۔ نہ صرف یہ مقام دیا بلکہ ساتھ ہی ہمارے نان ونفقہ کا بندوبست بھی اسی ذمہ داری کے ساتھ وابستہ کر دیا۔ معلّم تو قوم کا مربی ہے۔ وہ ان کو تعلیم دیتا ہے۔ ان کی تربیت کرتا ہے۔

معلّمِ قوم کا مزکی اور مربی کے جلیل منصب پر فائز ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ معلّمین کرام پوری دل سوزی، جاں فشانی اور خلوصِ دل سے اپنے فرائض انجام دیں۔ مسلم امت کی تعمیر کے لیے نسل نو کی تربیت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں مادی فائدوں اور دنیاوی لذتوں کے لالچ کے بغیر اپنے فرائض پوری تن دہی سے انجام دیں، تاکہ روزِ قیامت اللہ کے ہاں سرخرو ہوں۔ باقی رہ گئی بات دنیاوی حرص و ہوس کی تو اس کی کوئی حد نہیں ہوتی اور صبر وقناعت سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہے۔ اساتذہ کو تو نہ صرف خود صبر وقناعت کو اختیار کرنا ہے بلکہ اپنے شاگردوں کو بھی اس کی تعلیم دینی ہے اور اس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطابق تربیت بھی کرنی ہے کہ وہ حلال روزی کا اہتمام کریں۔

نبی کریمؐ کا ارشادِ گرامی ہے: ''جو کوئی بھی مسلمانوں کے کسی معاملے کا ذمہ دار بنا پھر ان کے لیے پوری خیر خواہی اور کوشش نہ کی تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پا سکتا''۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

جو معلّمین و معلّمات اپنی ذمہ داریاں (جو نسلِ نو کی تعلیم و تربیت کے سلسلے میں اساتذہ پر عاید ہوتی ہیں) اسی اضطراب و احساس کے ساتھ پوری کر رہے ہیں، جس اضطراب اور فکر سے اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کرتے ہیں۔ بے شک وہ اللہ کے ہاں بھی سرخرو اور بندوں میں بھی محترم و معزز ہیں اور اگر اس میں ذرّہ بھر بھی کوتاہی کرتے ہیں تو روزِ قیامت، اللہ کو کیا جواب دیں گے۔ جبکہ وہاں حالات کی ناسازگاری، مادی سہولتوں کی کمیابی اور ملازمتی آسایشوں کی نایابی، قوم کی عدم توجہی، طلبہ کی عدم دلچسپی میں سے کوئی بھی عذر کام نہ آسکے گا۔

جو اساتذہ اپنے مقام و منصب کو سمجھ کر بطریق احسن اپنا کردار ادا کرتے ہیں وہ تاریخ کے اوراق میں اپنا ذکر ثبت کر جاتے ہیں۔ اُن کے شاگرد ان سے ابدی رشتہ جوڑ لیتے ہیں اور ان کی شاگردی پر تادمِ مرگ فخر کرتے اور ان کے لیے صدقہ جاریہ بنتے ہیں۔ ان کی تیار کردہ ٹیم دنیا کے لیے حیات بخش انقلاب کی نوید بنتی ہے اور رسوم و رواج کی زنجیروں، جہالت کی تاریکیوں کو دور کر کے ملت کے لیے رشد و ہدایت کا باعث ہوتی ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ، امام ابوحنیفہؒ، امام غزالیؒ، امام ابن تیمیہؒ اور شاہ ولی اللہؒ جیسے بڑے بڑے اساتذہ کے ذکر خیر کے بغیر ہماری تاریخ ادھوری رہ جاتی ہے۔

مسلمان اساتذہ کی ذمہ داریاں

مسلمان استاد پر دوہری ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں: ایک تو وہ جو محض استاد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے کی بنا پر ہیں اور دوم وہ جو مسلمان استاد ہونے کی بنا پر ہیں۔

بنیادی طور پر ہر استاد معمارِ قوم ہوتا ہے۔ وہی ہر وقت نسلِ نو کی تربیت کرتا رہتا ہے۔ ان کو مختلف علوم وفنون پڑھاتا رہتا ہے۔ ذاتی نمونہ و کردار سے ان کی تربیت کرتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ تمدن کے تمام شعبوں کو سنبھالنے والے مردانِ کار استاد ہی کی تعلیم و تربیت کے مرہونِ منت ہوتے ہیں۔ چاہے وہ مملکت کی باگ ڈور سنبھالنے والے ہوں یا عدلیہ کو چلانے والے، وکیل ہوں یا انجینئر، ڈاکٹر ہوں یا پروفیسر، وہ فوج میں ہوں یا پولیس میں۔ بہرحال ہر طالب علم اپنی تعلیم سے فراغت کے بعد زندگی کے جس شعبے میں بھی کام کر رہا ہو، وہ اپنے استاد کی تربیت کا عکس ہوتا ہے۔ لہٰذا استاد کا بنیادی فرض انسان سازی ہوتا ہے۔

انسان سازی میں اگرچہ نصابِ تعلیم اور تعلیمی اداروں کا بھی گہرا اثر ہوتا ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ سب سے بڑھ کر اس کا اہم ستون استاد ہی ہے۔ وہ پورے نظامِ تعلیم کا محور و مرکز ہے۔ نصابِ تعلیم اسی نے پڑھانا ہے۔ اس لیے جس طرح چاہے پڑھائے گا۔ اگر استاد اپنی اہمیت و ذمہ داری محسوس کر لے، اگر اس کو اپنے مقام سے آگہی ہو، ار اس کو احساس ہو کہ وہ اوّل و آخر مسلمان ہے اور اس نے اسلامی انقلاب کے لیے نسلِ نو کو تیار کرنا ہے تو وہ ہر قسم کے حالات میں بھی آنے والی نسلِ نو کی بے پناہ قوتوں کو اسلام کے لیے مسخر کر سکتا ہے:

آگاہ اپنی حقیقت سے ہو، اے دہقان ذرا
کہ دانہ تو، کھیتی بھی تو، باراں بھی تو، حاصل بھی تو

استاد کے لیے میدانِ عمل

اجتماعی اور انفرادی زندگی میں یہ چار مختلف عملی میدان ہیں، جہاں استاد کو اپنا مقام پہچاننا اور اس کے مطابق کام کرنا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

● اپنی ذات کی تعمیر ● شاگردوں کی تعلیم اور تعمیر سیرت ● اپنے تعلیمی ادارے کی اصلاح و فلاح ● عام معاشرہ

ا. اپنی ذات کی تعمیر: اسلامی نظام کا پہلا مقصد یہ ہے کہ انسان کے دل میں اپنے خالق کی عظمت جاگزیں ہو۔ اللہ پر اس کا ایمان مضبوط ہو، احکامِ الٰہی کے سامنے وہ تابع ہو۔ نبی اکرمؐ کی شریعت کا پابند ہو۔ آخرت کی جواب دہی کا احساس ہر وقت اس کو غلط کام سے روکے۔ دوسرے لوگوں کے ساتھ وہ عدل کا برتاؤ کرے۔ اعلیٰ اخلاقی اقدار کا پابند ہو۔ خوش اخلاق اور نرم خو ہو۔

وہ علم کو عبادت سمجھ کر حاصل کرے، نہ کہ محض معاش کی خاطر۔ علم تو تعمیر سیرت کے لیے ہے' اس لیے علم خود شناسی، روح کی پاکیزگی، اخلاق کی بلندی اور کردار کی تعمیر کے لیے حاصل کیا جائے، نہ کہ وسیلہ معاش اور فکرِ معاش کے لیے حاصل کیا جائے۔ ہمارے تیرہ صد سالہ دورِ ماضی میں تعلیم ہمیشہ مفت رہی اور کبھی بھی طلبہ سے فیس وصول نہ کی گئی۔ حکومت اور معاشرہ خود تعلیم کا سارا بندوبست کرتے تھے۔

چنانچہ ایک حقیقی استاد کوئی پیشہ ور کتابیں پڑھانے والا نہیں ہوتا، بلکہ وہ ہر وقت اپنے علم میں اضافہ کرتا رہتا ہے۔ اپنے مضمون کے بارے میں جدید ترین معلومات حاصل کرتا رہتا ہے۔

وہ ایک مشنری ہوتا ہے۔ محض روزی کمانے کے لیے تو اور بھی بہت سے کام کیے جا سکتے ہیں۔ بدقسمتی سے استاد بھی اپنے آپ کو ایک پیشہ ور یا محض ہنرمند سمجھ بیٹھے ہیں۔ حالانکہ حقیقی استاد کا معاملہ بالکل دوسرا ہوتا ہے۔ حقیقی استاد وہی ہے جو اپنی زندگی کا مشن یہ سمجھتا ہو کہ جو علم ہم کو اگلوں سے پہنچا ہے، جو تہذیب، عقاید و افکار، عادات و خصائل جو کچھ بھی ہمیں اپنے اسلاف سے ملا ہے، اس کو ہم صحیح شکل میں عمدگی اور پوری دیانت داری کے ساتھ اگلی نسل تک پہنچا دیں، تو ایسا شخص واقعی استاد ہے۔ اگر کوئی اس جذبے سے کام نہیں کرتا تو وہ ملازم ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر اسلام کا مطلوب استاد، محقق بھی ہوتا ہے۔ تحقیق اور ریسرچ کے ذریعے علم کے نئے نئے باب کھولتا رہتا ہے۔ ایک معلّم اپنی رفتار، گفتار، حرکت غرض ہر بات میں معلّم ہوتا ہے۔ اس کی ایک ایک چیز شاگردوں پر اثر ڈالتی ہے۔ وہ صرف کتاب نہیں پڑھاتا اور طالب علم صرف کتاب نہیں پڑھتے، بلکہ وہ خود اپنے استاد کا بھی مطالعہ کرتے ہیں۔

جس وقت وہ کلاس میں داخل ہوتا ہے، جب وہ پڑھا رہا ہوتا ہے، پڑھانے کے دوران اس کی دلچسپی یا بے زاری، ہر بات پورے وقت میں طالب علم پر اثر انداز ہوتی رہتی ہے۔ پھر وہ کلاس سے باہر، بازار میں، اپنے گھریلو معاملات میں، ہر وقت طلبہ کے لیے نمونہ ہوتا ہے۔ گالی دینے والا استاد گو زبان سے گالی دینے کو نہ کہے، مگر عمل سے وہ گالی دینے کا سبق دے رہا ہوتا ہے۔ ایک بدمزاج استاد جو ذرا ذرا سی بات پر مشتعل ہو جائے، گو زبان سے طلبہ کو بدمزاج بننے کو نہ کہے، مگر عمل سے وہ طالب علم کو یہی سبق دے رہا ہوتا ہے کہ جو بات تمھاری مرضی کے برعکس ہو، اس پر فوراً بھڑک اٹھو اور جو شخص تمھاری مرضی کے خلاف کام کرے، اس پر فوراً برس پڑو۔ لہٰذا، یہ دیکھنا استاد کا کام ہے کہ وہ معاشرے کو کس قسم کے انسان دے رہا ہے اور کس نوع کے کردار تعمیر کر رہا ہے۔ اس غرض سے استاد کو تعلیمی ادارے میں اپنے وقت اور کام دونوں کی مکمل ادائیگی کرنا لازم ہے کہ انھی دو چیزوں کے عوض وہ طے شدہ تنخواہ وصول کرتا ہے۔

۲. **شاگردوں کی تعمیر سیرت:** نبی پاک کا ارشاد ہے:

اَلَا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَّ کُلُّکُمْ مَّسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

سنو! تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

- چنانچہ، ایک حقیقی معلّم اپنے شاگردوں سے شفقت و محبت اور نرمی سے پیش آتا ہے۔ وہ ان کو دھمکانے کے بجائے اپنی ذات سے مانوس کرتا ہے۔ وہ طالب علموں کو ابھارتا ہے کہ وہ سوال کریں، پھر اس سوال کا جواب شفقت سے دیتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلاس روم میں وقت پر پہنچتا ہے۔ وقت پورا ہونے پر کلاس کو چھوڑتا ہے۔ وضاحت طلب امور پر رہنمائی کے خواہش مند بچوں کو کلاس کے علاوہ بھی وقت دیتا ہے۔ ان کی تعمیر سیرت کی بہت فکر کرتا ہے۔ ان کے دلوں میں ایمان، خوف خدا، اتباعِ شریعت اور آخرت کی جواب دہی کا احساس اجاگر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ان کے ذہنوں سے تمام آلودگیوں کو دور کرنے اور دین کے بارے میں اغیار کے پھیلائے ہوئے شکوک وشبہات کو دور کرنے میں ہمہ تن مصروف رہتا ہے۔ ان میں دینی حمیت اور جذبہ جہاد پیدا کرتا ہے۔

- اپنے طلبہ کی سیرت سازی کی خاطر خود بھی دین وشریعت کا پابند بنتا ہے اور ان کے سامنے پابندی شریعت کے عملی نمونے پیش کرتا ہے۔ وہ ان کو 'رضاے الٰہی کے حصول' کا نصب العین دیتا ہے۔
- ایک اچھا استاد اپنے طالب علموں کے دلوں میں اپنے مقصد اور نصب العین کی لگن پیدا کرتا ہے اور ان کو بے کار مشاغل سے اجتناب کرنے اور دینِ اسلام کو سربلند کرنے کی لگن سے سرشار کرتا ہے۔
- وہ ان کو دنیا سے بے نیازی اور مادیت پرستی سے اجتناب کی تلقین کرتا ہے۔ کیونکہ جو علم صرف تلاشِ معاش اور تن آسانی کا ذریعہ بن جائے، وہ آستین کا سانپ ہے اور جو علم دل ونگاہ کو پاک صاف کردے وہی اصل علم ہے۔
- ایک اچھے معلّم کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے شاگردوں کو محنت کا عادی بنائے۔ قانونِ قدرت کے تحت جھولی اُسی کسان کی بھرتی ہے جو اپنی فصل کی کاشت ونگہداشت کے لیے اپنا خون پسینہ ایک کردے۔ آج کاہلی، سستی، وقت کا زیاں اور کام کو ٹالنے کی عادت ہماری امتیازی خصوصیت بن چکی ہے۔ اور اسی وجہ سے تعلیم کا معیار بہت گر چکا ہے۔ چنانچہ شاگردوں کے دِلوں میں محنت کی عظمت راسخ کرنا اور جان فشانی سے کام کرنے کی عادت ڈالنا استاد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے بہت ضروری ہے تاکہ وہ نت نئے تجربات کرنے اور قدرت کی نعمتوں کو انسان کی فلاح و بہبود کے لیے استعمال کرنے میں سب سے آگے ہوں۔

- آج کے دور میں مختلف لسانی وصوبائی تعصّبات کو بے مقصدیت اور مادہ پرستی میں ڈوبے ہوئے اساتذہ اور غیر مسلم استادوں نے ہوا دے کر ہماری یکجہتی اور قومی وحدت کو بہت نقصان پہنچایا ہے، بلکہ آدھا پاکستان بھی گنوا دیا اور بقیہ پاکستان میں بھی انھی تعصّبات کا زہر گھولا جا رہا ہے۔ نئی نسل کو نظریۂ پاکستان سے بے گانہ کر کے ہندو دوستی کے سبق دیے جا رہے ہیں۔ ان حالات میں ایک اچھے معلّم کا فرض ہے کہ وہ اپنے طلبہ کو ان صوبائی ولسانی تعصّبات سے نکال کر ان کے ذہنوں کو اسلامی اخوت سے آشنا کرے۔ نظریۂ پاکستان اور جذبہ حبُّ الوطنی کا درس دے۔
- اچھا استاد وہ ہے جو خود تخلیقی قوت رکھتا ہو اور یہی تخلیقی قوت اپنے شاگردوں کو منتقل کرے۔ ایک تخلیقی ذہن رکھنے والا استاد اسباب و وسائل نہ ہونے کے باوجود مسلسل محنت سے اپنے کام میں لگا رہتا ہے اور پھر وہ اپنے شاگردوں میں بھی یہ عادت راسخ کر دیتا ہے۔
- رٹا بازی سے بچوں کو بچا کر ان میں تخلیقی وتنقیدی سوچ پختہ کرنا ضروری ہے، تاکہ وہ مثبت اور مفید علم حاصل کریں اور اس میں رسوخ بھی حاصل کریں مگر ملحدانہ اور دین بے زار سرگرمیوں سے اپنے دامن کو آلودہ نہ ہونے دیں۔
- استاد کو اپنے پروفیشن بلکہ مشن سے بہت محبت ہونی چاہیے۔ اس کے لیے اپنے مطالعہ کو اپ ٹو ڈیٹ رکھنا' عالمی تعلیمی رجحانات اور موثر ابلاغ کے نئے نئے اسلوبوں سے آگاہ رہنا ہوگا۔ اسے کلاس میں مستعد اور چوکس رہنا ہوگا۔ نیم خوابیدہ استاد کلاس کو کیا پڑھائے گا اور ان کو کون سا پیغام دے گا؟ طلبہ کلاس میں صرف چند نوٹس لینے یا خاموشی سے استاد کا لیکچر سن لینے کے لیے نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آتے۔ استاد کے لیے کلاس میں مذاکروں اور مباحثوں کے ذریعے ان میں تحقیق کے مادے کو جنم دینا ضروری ہے۔ پھر کورس کے بارے میں معروضی سوالات دے کر ان کو تفویض کردہ کام کو اچھی طرح چیک کیا جائے۔ ان کی صلاحیتوں کو جانچنے کے لیے نئے نئے اقدامات اٹھانے ضروری ہیں۔ اس ضمن میں استاد کے لیے کمپیوٹر سے استفادہ کرنا خاصا مفید رہے گا جہاں کئی ویب سائٹس خصوصاً موثر تدریس کے مختلف اسلوب اور انداز سکھاتی ہیں۔

۳. **استاد اور تعلیمی ادارہ:** قرآن پاک میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

(سورۃ المائدہ : ۲) نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں باہمی تعاون کرو اور گناہ و زیادتی کے کاموں میں دوسروں کی مدد مت کرنا۔

لہٰذا اس ربانی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے ایک مسلمان معلّم کو اپنے تعلیمی ادارے میں پوری کوشش سے اپنا پورا وزن اسلام کے حق میں ڈالنا چاہیے۔ یہ کتنی بدقسمتی کی بات ہے کہ اسلام دشمن یا اسلام بےزار لوگ ہر موقع پر یکجا ہو جاتے ہیں، مگر اسلام سے وابستگی کا دم بھرنے والے لوگ اپنی نام نہاد غیر جانب داری ثابت کرنے میں لگے رہتے ہیں اور ان کی یہ غیر جانب داری دینِ حق کے لیے بہت نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔

اس لیے مسلمان استاد کا فرض ہے کہ وہ اپنے تعلیمی ادارے میں، اپنے طلبہ کے درمیان اسلامی قدروں کے نفاذ کے لیے ایک مضبوط ستون بن کر کھڑا ہو جائے۔ وہ بہرحال پہلے اللہ کا بندہ ہے اور پھر گورنمنٹ کا ملازم۔ یہ لازم ہے کہ ہر حالت میں ہر مقام پر اس کا وزن لازماً اسلام کے حق میں جائے، اور اسلام دوست قوتوں کی تقویت کا باعث بنے۔ وہ اپنے پرنسپل، رفقائے کار اور انتظامی سٹاف سے نیکی اور تقویٰ کی بنیاد پر ہر وقت تعاون کے لیے آمادہ رہے۔

۴. **عام معاشرہ:** استاد کے لیے چوتھا میدانِ عمل اس کا اپنا معاشرہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ پورے معاشرے کے لیے نمونۂ عمل ہے۔ رہنما اور داعی ہے۔ اپنے گھر، ہمسائے، گلی، محلے بلکہ پورے ملک میں جہاں بھی دین یا اخلاقی و معاشرتی اقدار و روایات کے خلاف گڑبڑ ہوتے دیکھتا ہے، اس کے بارے میں عوام کو رہنمائی دینا اس کا فرض بن جاتا ہے۔ وہ ان کی اخلاقی و نظریاتی تربیت کا محافظ اور نگران ہے۔ استاد کو پڑھا لکھا اور عالم فاضل سمجھ کر عوام اس کی بات سے بہت زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ بشرطیکہ کسی لالچ یا مفاد پرستی کے بغیر وہ خالص اللہ کی رضا کے لیے یہ کام کرتا ہو۔ چنانچہ ازل سے جاری معرکۂ خیر و شر میں ہمیشہ سے ہی استاد کا کردار بہت اہم رہا ہے۔

غرض کسی بھی معاشرے کے اندر فکر و نظر اور علم و عمل کے سارے رویے استاد ہی تشکیل دیتا ہے۔ وہ غلط معاشرتی دباؤ کا مقابلہ کرتا ہے۔ اس کے سامنے چٹان بن کر کھڑا ہو جاتا ہے، وہ اپنے طلبہ و طالبات کی تربیت کر کے صحت مند رجحانات کو برقرار رکھتا ہے۔ اس طرح وہ ملت کے نظریاتی محافظ کا کردار ادا کرتا ہے۔

۵. **تنظیم سازی:** موجودہ حالات میں دین دار اساتذہ اپنے ہاتھ بندھے ہوئے محسوس کرتے ہیں۔ وہ بچوں کو اسلام کے قریب لانا چاہتے ہیں۔ ان کو نظریۂ پاکستان کی تعلیم دینا چاہتے ہیں مگر ماحول، حالات اور نصابات ساتھ نہیں دیتے۔ برائی بے لگام ہو رہی ہے۔ حکومتی اور بین الاقوامی پس منظر میں چاروں طرف سے اسلامی تعلیم و اقدار پر حملے اور اعتراضات جاری ہیں۔ گویا اسلام کو ختم کر دینے کے مذموم عزائم کے ساتھ برائی منظم ہے۔ جبکہ دین دار عناصر حالات کی سنگینی کا ادراک رکھنے کے باوجود الگ الگ اپنی غیر جانب داری ثابت کرتے نظر آتے ہیں۔ لباس مغربی، خیالات و نظریات مغربی، ماحول مغربی، ہر طرف ٹی۔ وی اور ڈش کیبل کے پروگراموں، فلموں اور ڈراموں پر بحثیں۔ ایسے میں سٹاف روم کے دین دار اساتذہ منہ چھپائے ایک کونے میں ان فیشن ایبل لبرل اساتذہ کے دین بے زار تبصرے سنتے ہیں اور کڑھ کر رہ جاتے ہیں۔ ان کی زبانیں پکڑنے کی ہمت نہیں پاتے۔ بلکہ اپنا نقطۂ نظر بھی بیان کرنے سے وہ عاجز دکھائی دیتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو کیا ان حالات میں ضروری نہیں کہ تمام دین دار اساتذہ اکٹھے ہوں، اپنی تنظیم قائم کریں، اور اپنی تنظیم کے پلیٹ فارم سے ان دریدہ دہن اساتذہ کی یاوہ گوئی اور غیر معیاری گفت گو پر گرفت کریں۔ تعلیمی اداروں کے ماحول کی اصلاح کرنے کی کوشش کریں۔ نصابات اپنے نظریات کے مطابق تدوین کریں یا کم از کم اس پر جرح وتنقید کر کے اس میں سے قابل اعتراض حصے نکلوا دیں یا اپنے بچوں کے لیے اپنے معیاری سکول قائم کریں۔ بلاشبہ دین دار اساتذہ کی تنظیم وقت کی اہم ترین پکار ہے۔

تنظیم کی ضرورت از روے قرآن وحدیث

ہر پیغمبر ابتدا میں اکیلا تھا۔ اس کی تبلیغ ودعوت سے اسے جب کچھ قابلِ اعتماد ساتھی میسر آ گئے تو اس کے بعد ہی وہ معاشرے میں انقلاب برپا کرنے کے قابل ہو سکا تھا۔ خود نبی اکرمؐ نے مکی دور کے تیرہ سالوں میں اپنے اصحاب کو منظم کیا۔ ان کی اخلاقی و تنظیمی تربیت کی۔ پھر مدینہ کے دین دار عناصر کو بھی ساتھ ملا کر سب اہلِ اسلام کو یک جا کیا۔ اس ایمان، اتحاد اور تنظیم نے ان کو اس قابل بنا دیا کہ غزوۂ بدر میں صرف 313 صحابہ کرامؓ نے باطل کے لشکر جرار کو دندان شکن شکست دی۔

وطنِ عزیز میں بھی متدین افراد نے متعدد موقعوں پر تحریکیں چلائیں اور حکومت کے دین بے زار اقدامات کو پسپا کر دیا، مثلاً: قرارداد مقاصد کا پاس ہونا۔ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینا، اشتراکیت کو پسپائی پر مجبور کرنا، حدود وقوانین اور مسئلہ توہینِ رسالت پر حکومت کو پسپا نہ ہونے دینا وغیرہ۔ اسلام نے ابتدا ہی سے سمع وطاعت کا زبردست نظام قائم کیا تھا۔ صحابہ کرامؓ کی یہ صفت قرآن نے بیان فرمائی ہے:

قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَ اِلَیْکَ الْمَصِیْرُ. (البقرۃ:۲۸۵)

انھوں نے کہا، ہم نے حکم سنا اور اطاعت قبول کی۔ مالک! ہم تجھ سے خطا بخشی کے طالب ہیں اور ہمیں تیری ہی طرف پلٹنا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز باجماعت کا اہتمام اسی نظم وضبط کی بہترین عملی مثال ہے۔

آنحضورؐ کا ارشاد ہے..... اگر تم دو لوگ سفر کر رہے ہو تو اپنے میں سے ایک کو امیر/امام بنالو۔

چنانچہ دین دار اساتذہ کا منظم ہو کر مشترکہ پلیٹ فارم سے کوشش کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح ملت کے نظریاتی محافظ کا کردار ادا کرنا ان کے لیے آسان ہوسکتا ہے۔

اساتذہ کو اپنی مشترکہ کوششوں سے ایسا تعلیمی انقلاب برپا کرنا ہوگا جو طلبہ کو یقین کی قوت فراہم کرے انھیں وقت کی قدر و قیمت سے آگاہ کرے مقاصد کا شعور بخشے اور دلوں میں عمل کی محبت ڈال دے۔ مقصد کا شعور ہی انھیں مصالحت (در پردہ منافقت) کے بجائے صداقت، دیانت، امانت اور شجاعت کا سلیقہ عطا کرے گا اور انھیں بے راہ روی، مایوسی اور سستی وغفلت سے متنفر کر دے گا۔

سبق پھر پڑھ صداقت کا شجاعت کا عدالت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

مقصد کے حصول کے لیے اساتذہ کا کردار اس نکتے پر مرکوز رہنا ضروری ہے۔

خَيْرُكُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَ عَلَّمَهٗ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن پاک پڑھتا اور پڑھاتا ہے۔

چنانچہ قرآن پاک کے برپا کردہ رہنما اصولوں کی صداقت پر طلبہ کو اور معاشرے کے عام افراد کو مطمئن کرنا اور یقین کی دولت سے سرشار کرنا معاشرے کی سب سے بڑی خدمت ہوگی۔

یقین افراد کا سرمایۂ تعمیرِ ملت ہے
یہی قوت ہے جو صورت گرِ تقدیرِ ملت ہے (اقبالؒ)

❁❁❁

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلیمی ادارے میں استاد کے روابط

استاد کو اپنے تعلیمی ادارے میں مختلف قسم کے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے ان کو ہم درج ذیل درجوں میں شمار کر سکتے ہیں:

- سربراہ ادارہ
- رفقائے کار یا سٹاف ممبرز
- طالبات
- کلیریکل سٹاف اور لیب اٹینڈنٹ
- ملازمین مثلاً مالی، ڈرائیور، خاکروب وغیرہ

استاد بننا ایک بہت بڑا اعزاز ہے۔ یہ اسوۂ پیغمبری کا ایک پہلو ہے' لہٰذا اس اعزاز کے ساتھ بہت سی ذمہ داریاں بھی وابستہ ہیں۔ تدریس ایک مشن کا نام ہے اپنے طلبہ و طالبات کو تعلیم دینا اور رضا کارانہ طور پر ان کی تربیت کا حتی المقدور اہتمام کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ چاہے ہم کسی حادثے کے نتیجے میں استاد بنے ہیں یا اپنی رضا و رغبت سے، چاہے حالات نے ہمیں یہ پیشہ اختیار کرنے پر مجبور کیا ہے یا وقت گزاری کی خاطر ہم نے یہ ملازمت اختیار کی ہے۔ بہر صورت تدریس معزز ترین مشن ہے۔ لہٰذا یہ مشن حقوق کے حصول سے زیادہ فرائض کی ادائیگی پر زور دیتا ہے۔ اپنے تعلیمی ادارے کے اندر بھی ہم نے مثبت اور تعمیری کردار ادا کرنے کے لیے اپنے معاملات کو بہتر انداز میں چلانا ہے۔ حسن معاملات کی بنیاد فراہم کرتے ہوئے کتاب وسنت نے ہمیں چند رہنما اصول دیے ہیں:

- وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا (البقرۃ:۸۳) لوگوں سے اچھی بات کہو۔
- وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدۃ:۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں تعاون کرو گناہ اور سرکشی والے کاموں میں تعاون نہ کرو۔

- مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا فَلَيْسَ مِنَّا (ترمذی)
جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کا ادب نہ کرے اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔
- اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ (صحیح مسلم) نیکی تو حسن اخلاق کا نام ہے۔
- لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ. (مشکوۃ کتاب الامارۃ)
خالق کی نافرمانی کی شکل میں کسی مخلوق کی بات نہ مانی جائے گی۔
- اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ (ابوداؤد وترمذی)
تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا۔
- اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ قُلْنَا لِمَنْ؟ قَالَ "لِلّٰهِ وَ لِكِتَابِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَ عَامَّتِهِمْ. (صحیح مسلم) دین تو خیر خواہی کا نام ہے صحابہؓ نے عرض کیا: ''کس کے لیے؟'' تو نبیؐ نے فرمایا اللہ کے لیے، اس کی کتاب کے لیے، مسلمان حاکموں کے لیے اور عام مسلمانوں کے لیے۔
- رَاْسُ الْحِكْمَةِ مَخَافَةُ اللّٰهِ. (کنز العمال) اصل دانائی اللہ کا خوف ہے۔
- لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ (بیہقی فی شعب الایمان)
جس میں ایمان داری نہیں اس کا کوئی ایمان نہیں۔

1۔ سربراہِ ادارہ

ادارے کا کام بحسن وخوبی اسی صورت میں چل سکتا ہے کہ تمام اساتذہ اور ماتحت ملازمین، سربراہ ادارہ (ہیڈ ماسٹر، ہیڈ مسٹریس، پرنسپل، صدرِ شعبہ، وائس چانسلر) سے پورا تعاون کریں۔ اپنے فرائض پوری دیانت داری سے ادا کریں۔ ٹائم ٹیبل کی پابندی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں، تدریسی امور میں احساس ذمہ داری کا مظاہرہ کریں۔ ادارے میں وقت پر جانا اور وقت پر وہاں سے آنا معلّم کے لیے ضروری ہے۔ ادارے کے اندر وقت کو گپ شپ میں نہ اڑایا جائے۔ سربراہِ ادارہ کی طرف سے تفویض کردہ فرائض کو حتی المقدور ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ لیکن اگر سربراہِ ادارہ کسی غیر شرعی کام کے لیے کہیں تو وہاں ان کو گوش گزار کر دیا جائے کہ آپ کا یہ حکم شریعت سے متصادم ہے، لہٰذا میں اس کی ادائیگی سے معذور ہوں۔ علاوہ ازیں خوشامد اور چاپلوسی کر کے سربراہِ ادارہ کو نہ بگاڑا جائے۔ خوشامد ہمیشہ وہ کرے گا جو اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے میں کوتاہی کرتا ہے۔ سربراہِ ادارہ کو تحفے تحائف دے کر، تعریف کر کے اور کھلا پلا کر طرف دار بنانا، اساتذہ کو زیب نہیں دیتا۔

لہٰذا اپنے سربراہِ ادارہ سے خوش گوار تعلقات استوار رکھنے کے لیے درج ذیل اقدامات کیے جائیں اور یہ سارا کام دین کی خدمت کے جذبے سے ہو نہ کہ اپنی ذات کی خاطر:

- اپنے فرائض پوری دیانت داری سے ادا کیے جائیں اور اپنی ذات کی خاطر کبھی کوئی رعایت طلب نہ کی جائے۔
- اگر سربراہِ ادارہ کی طرف سے تدریس کے علاوہ دیگر ذمہ داریاں دی جائیں تو ان میں سے جو ڈیوٹی اپنے ذوق اور صلاحیت کے مطابق دی جائے اس پر شکریہ ادا کرے اور جو ڈیوٹی ذوق کے برعکس یا اسلام سے متصادم ہو وہاں سے معذرت کر کے ڈیوٹی تبدیل کرا لی جائے۔ تاکہ سربراہِ ادارہ کو یہ احساس ہو جائے کہ آپ کام سے بھاگ نہیں رہے، بلکہ اپنے ذوق کا کام بہتر انداز میں انجام دینا چاہتے ہیں۔
- چھوٹے چھوٹے اسلامی تحفے مثلاً مسنون دعائیں، قرآن وسنت کی تعلیمات پر مشتمل اسٹکرز، چارٹ، مترجم قرآن پاک یا کوئی اچھی کتاب وقتاً فوقتاً دی جاتی رہے۔ اللہ سے دعا کرتے ہوئے سربراہِ ادارہ سے ادارے کے غیر اسلامی احکامات پر حسنِ نیت اور حسن بیان کے ساتھ بحث کی جاتی رہے۔ اگر دو تین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حامی ساتھی اساتذہ بھی ساتھ مل سکیں تو زیادہ فائدہ مند رہے گا۔ مثلاً طالبات کی پٹی ہٹا کر سروں پر دوپٹہ دلوانا۔ باہر نکلتے وقت بڑی چادر لازمی قرار دینا۔ ورائٹی پروگرام میں سے ناچ گانے وغیرہ ختم کروانا، خواتین کالجوں میں مرد مہمانوں کو بلانے پر پابندی لگوانا۔ مرد فوٹو گرافر یا کھیلوں کے لیے مرد کوچز کو ادارے میں نہ آنے دینا۔ باصلاحیت، محنتی اور مخلص استاد کی بات کو سربراہِ ادارہ نظر انداز نہیں کر سکتا اور اگر دو تین استاد متحد ہو کر بات کریں تو زیادہ فائدہ مند رہے گی۔

- سربراہِ ادارہ کی خیر خواہی لازم ہے۔ اس کے خلاف غیبت، عیب جوئی کرنا یا سازش کرنا غیر مناسب ہے۔ اگر اپنے حاکم سے کوئی شکایت ہو تو اس کے خلاف سازشی ماحول بنانے کے بجائے براہِ راست اس کے پاس جا کر گفتگو کی جائے تاکہ غلط فہمی رفع ہو جائے۔ اس کے غیر شرعی کاموں پر اعتراض کا معاملہ بھی براہ راست اس کے سامنے رکھا جانا ہی موزوں ہے۔ اس کو بھی انتشار اور بدمزگی پیدا کرنے کا ذریعہ نہ بنایا جائے۔ دوسری طرف بے جا خوشامد کر کے اس کا قرب حاصل کرنا اور پھر اس سے ناجائز رعایتیں طلب کرنا، اس کو ہدیے اور تحفے دے کر اپنا مطلب نکالنا یہ سب ناجائز کام ہیں۔
- سربراہِ ادارہ کے سامنے اپنے دوسرے رفقائے کار کی شکایت پہنچانے سے بھی گریز کرنا لازم ہے۔ لیکن جس معاملے سے ادارے کے مفادات مجروح ہونے کا خدشہ ہو وہ معاملہ موزوں اور مثبت انداز میں اصلاح کی غرض سے سربراہِ ادارہ کے سامنے رکھنا ضروری ہے تاکہ بروقت اس معاملے کا تدارک کیا جا سکے۔

رفقائے کار

ہم مسلمان استاد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں تبلیغ کا بہترین موقع فراہم کیا ہے۔ ہم اپنے رفقائے کار کے ساتھ شفقت، ہمدردی، محبت اور اپنے کردار کے نمونے سے ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو اسلام کی طرف مائل کر سکتے ہیں۔ سٹاف روم میں بیٹھ کر اپنے سسرال والوں کی کوتاہیاں گنوانے، دوسرے سٹاف ممبران کی چغلیاں اور غیبتیں کرنے یا صرف کپڑے زیور کی باتیں کرنے، یا ٹی۔وی پروگراموں اور فلموں پر تبصرے کرنے والے ماحول کو تبدیل کرنا چاہیے۔

اس کے بجائے اگر ہم سٹاف روم میں دینی تعلیم کے مختصر کتابچے رکھ دیں۔ دو تین اساتذہ کی مدد سے درسِ قرآن و درسِ حدیث کا آغاز کریں تو یقیناً یہ ہمارے رفقائے کار کے لیے بہترین تحفہ ہوگا اور سننے والوں کا دائرہ بڑھتا جائے گا۔ سینئر اور جونیئر کا مسئلہ بھی سٹاف ممبران میں جھگڑے اور کشیدگی کا باعث بنتا ہے۔ کوئی شخص اپنے ملازمانہ ریکارڈ کی بنا پر تو سینئر اور جونیئر ہو سکتا ہے' مگر اللہ کے ہاں وہی بڑا ہے جو تقویٰ میں سب سے مقدم ہے۔ اور جس دل میں تقویٰ ہوگا وہ خود آگے بڑھ کر سب کو سلام کرے گا، ان کو بلائے گا ان کے مسائل میں دلچسپی لے گا، جس کے نتیجے میں چھوٹے بھی اس کا احترام کریں گے۔ اسی طرح اگر کوئی جونیئر ٹیچر زیادہ قابل اور باصلاحیت ہے تو اس کی قابلیت اور صلاحیت کا بڑے سٹاف ممبرز کو اعتراف کر لینا چاہیے، اس میں کوئی قباحت نہیں۔

سٹاف ممبران کے ماحول کو خوش گوار بنانے میں بڑے لوگوں کا زیادہ ہاتھ ہوتا ہے۔ اگر وہ چھوٹے اساتذہ سے شفقت اور پیار کریں تو پھر وہ اس کے جواب میں ان کا دلی احترام کریں گے۔ اس سلسلے میں اگر سینئر لوگ اس حدیث کے پیشِ نظر کہ: ''پہلے سلام کرنے والے کا دل تکبر سے پاک ہوتا ہے'' (مشکوٰۃ' باب السلام) چھوٹوں کو پہلے سلام کر دیا کریں تو پھر وہ بھی آگے بڑھ کر سلام کریں گے اور باہمی اعتماد کی فضا پیدا ہوگی۔

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ساری ذمہ داری بڑے اساتذہ پر ہی عاید ہوتی ہے، مگر ہر بات کا آغاز بڑے لوگوں کی طرف سے ہوتا ہے اور چھوٹے ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں۔ لہٰذا بڑے استاد چھوٹوں کی معذرت قبول کر لیں اور ان کے معاملے میں نرمی سے کام لیں تو ان شاء اللہ سٹاف روم کا ماحول خوش گوار رہے گا۔ چھوٹے اساتذہ کو بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑے اساتذہ کا ادب واحترام ملحوظ رکھنا چاہیے۔ اپنے کسی رفیق کار کی شکایت سربراہِ ادارہ سے کرنے سے بھی گریز کرنا لازم ہے۔ اس سے بھی ادارے کا ماحول ناخوش گوار بنتا ہے۔ اس کے بجائے متعلقہ شخص کو خود بات سمجھا دینا ضروری ہے۔

طالبات

استاد کی روزی پڑھانے سے وابستہ ہے۔ شاگرد ہی اس کا اصل اثاثہ ہے۔ جس کے اوپر اس کو کام کرنا ہے۔ لہٰذا دوسرے تمام مسائل توضمنی ہیں۔ ادارے کے اندر ہماری اہم ترین ذمہ داری طالبات کی تعلیم وتربیت ہے۔ یہ ذمہ داری ہر وقت پیش نظر رہے کہ روزِ قیامت، آخرت کے لازمی پانچ سوالوں میں یہ سوال بھی شامل ہوگا کہ تم نے اپنی روزی کیسے کمائی تھی؟ شاگردوں کی تعلیم وتربیت کی امانت تمھارے سپرد تھی' کیا اس کو کماحقہٗ ادا کیا تھا؟ معمارِ قوم ہونے کا فرض پورا کیا تھا؟

اس ذمہ داری کو ادا کرنے کے لیے لازمی ہے کہ ہمیں اپنے مضمون پر عبور ہو، تاکہ شاگردوں کے سوالات کا تسلی بخش جواب دے سکیں، اور ان کے علمی معیار کو بلند کرسکیں۔

دوسری طرف ہمارا عملی نمونہ بھی شاگردوں کے لیے کشش کا باعث ہوتا ہے۔ اگر استاد بچوں سے درشتی سے بولے، ان پر بے جا سختی کرے، مار پیٹ سے کام لے، وقت پر کلاس میں نہ جائے، دورانِ پیریڈ اِدھر اُدھر کی باتوں میں وقت گزار دے، ان کی کاپیاں چیک کرنے کا وعدہ کرے، مگر وعدہ خود پورا نہ کرے، تو استاد خود سوچ لے کہ وہ بچوں کو کیسا نمونہ فراہم کررہا ہے۔ ان کی صحیح کردار سازی کررہا ہے یا ان میں منافقت پیدا کررہا ہے۔

پھر استاد کا لباس اور وضع قطع بھی دین کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق ہونی لازمی ہے۔ مرد اساتذہ کے چہرے سنتِ نبویؐ سے مزین ہوں۔ خواتین اساتذہ ستر وحجاب کی پابند ہوں تو ان کا اسلامی نمونہ شاگردوں کے اندر اسلامی شعائر سے محبت پیدا کرنے کا باعث ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاوہ ازیں تدریس کی ابتدا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے کی جائے۔ بچہ اسی استاد سے پڑھنے میں دلچسپی رکھتا ہے اور اس کے مضمون میں اچھی کارکردگی دکھاتا ہے جو ایک طرف بچوں کو محنت و خلوص اور دوسری طرف شفقت و محبت سے پڑھائے۔ استاد اپنی جگہ جتنا بھی قابل ہو مگر اس میں محبت و شفقت نہیں تو بچے اس سے مانوس نہیں ہو سکیں گے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بچے اس مضمون سے دلچسپی پیدا نہیں کر سکتے۔ بہرحال یہ بات استاد کی ذمہ داری ہے کہ وقت معینہ پر کلاس میں پہنچے اور وقت مکمل ہونے تک موجود رہے۔ یہ سارا وقت تدریس اور تربیت میں گزارے کہ وہ اسی کام کے لیے ذمہ دار ہے اور اللہ کو، متعلقہ ادارے کو، طلبہ و والدین سب کو جواب دہ ہے۔

بعض بچے فطرتاً ایسے ہوتے ہیں کہ وہ ڈانٹ ڈپٹ کے بغیر کام نہیں کرتے، جبکہ بعض بچے ایسے ہوتے ہیں کہ پیار سے تو کام کرتے رہتے ہیں، ذرا سا ان کو جھڑک دیا جائے تو گم صم ہو جاتے ہیں اور کام سے ان کی دلچسپی ختم ہو جاتی ہے۔ اس لیے اپنے طالب علموں کی نفسیات کو سمجھ کر ان سے معاملہ کرنا استاد کی ذمہ داری قرار پاتا ہے۔

کہا جا سکتا ہے کہ آج کل معاشرے میں استاد کا مرتبہ و مقام وہ نہیں رہا، جو کسی دور میں ہوا کرتا تھا۔ مگر اس سلسلے میں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ اچھی کارکردگی پیش کرنے والے استاد کو آج بھی شاگرد بلکہ ان کے والدین بھی اتنا احترام دیتے ہیں کہ وہ اپنے استاد کی بات اور حکم کو ہر چیز پر مقدم سمجھتے ہیں، استاد کو راضی کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی ہمارے پیش نظر رہنی چاہیے کہ پہلے دور کے اساتذہ اپنے شاگردوں سے کتنے مخلص ہوتے تھے اور ان کی طرح کیا ہم بھی اپنے شاگردوں سے مخلص ہیں؟ کیا ہم ان کو تعلیمی ادارے کے اندر تعلیمی یا نفسیاتی مشکلات حل کرنے کے لیے اضافی وقت دیتے ہیں؟ اپنے گھر کے دروازے ان کے لیے کھلے رکھتے ہیں؟

آج کل پرائیویٹ ٹیوشن کے لیے اساتذہ کے دروازے ضرور کھلے ہیں۔ خود تعلیمی اداروں کے اندر گائیڈز، ہیلپ بکس اور منتخب سٹڈی کا رواج اتنا بڑھ گیا ہے، گویا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کو حقیقی علم دینا مقصود نہیں بلکہ امتحان میں اچھے نمبر لینے کا گر سکھانا مقصود ہوتا ہے۔ کیا یہ ہمارے فرائض میں کوتاہی نہیں؟

استاد، وطن عزیز پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کا محافظ ہے۔ لہٰذا اپنے شاگردوں کو تحریک پاکستان اور نظریۂ پاکستان سے خوب آگاہی دی جائے۔ جس طرح ہم اپنی اولاد کے بارے میں متفکر رہتے ہیں، اسی طرح ہمیں اپنے شاگردوں کے بارے میں بھی متفکر ہونا چاہیے۔ دین اسلام میں استاد، شاگرد کا رشتہ بڑا مستحکم اور مقدس ہے۔

نبیؐ پاک انسانیت کے معلّم اعظم تھے۔ آپؐ کا ارشاد ہے: اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا کہ ''میں استاد بنا کر بھیجا گیا ہوں''۔ لہٰذا جس طرح وہ معلّم اعظم اپنے شاگردوں کی رہنمائی فرماتے تھے' ان کو رذائل سے پاک کرتے، ان کو نیکی کی ترغیب دیتے، ان کے سود و زیاں کا خیال رکھتے۔ اسی طرح ہمیں بھی آپؐ کے اسوۂ حسنہ پر چلتے ہوئے اپنے شاگردوں کے لیے شفیق ہونا چاہیے۔ ان کی حسن تربیت میں کوئی کمی رہ گئی تو روز قیامت ہم اللہ کے سامنے اس کے لیے جواب دہ ہیں۔ ان کو صحیح مسلمان بنانا، ان میں جہاد کا جذبہ بیدار کرنا۔ محبّ وطن شہری بنانا، خلق خدا کے لیے ان میں ہمدردی، تعاون اور ایثار کا جذبہ پیدا کرنا ہمارے فرائض میں شامل ہے۔ ان میں نظم و ضبط پیدا کرنا اور ان کو سلام کرنے کا عادی بنانا بھی لازم ہے۔ اسی طرح پڑھائی اور حاضری میں طلبہ کو باقاعدہ اور ریگولر بنانے کی بھرپور کوشش بھی کرتا رہے۔

علاوہ ازیں جس طرح ہم اپنی اولاد کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں، اسی طرح اپنے شاگردوں کے لیے بھی اللہ سے دعا کرنی چاہیے۔ مثلاً ہم اپنی اولاد کے لیے دعا مانگتے ہیں:

- اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ (سورۃ احقاف: ۱۵)

اے اللہ! میری اولاد کی اصلاح فرما۔

تو یہ دعا شاگردوں کے لیے بھی اس طرح مانگی جائے کہ:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ وَ فِیْ تَلَامِذَتِیْ

اے اللہ! میری اولاد کی اور میرے شاگردوں کی اصلاح فرما۔

اس کے علاوہ یہ دعا بھی مانگی جاسکتی ہے:

- رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ وَ مِنْ تَلَامِذَتِیْ

پروردگار! مجھے، میری اولاد اور میری شاگردوں کو نماز کا پابند بنا۔

گویا کہ اپنی اولاد کے ساتھ اپنے شاگردوں کے لیے دعاے خیر مانگی جائے۔

4۔ کلیریکل سٹاف

''کلرک بادشاہ بہت کچھ کر سکتے ہیں لہٰذا ان کی مٹھی گرم رکھنا ضروری ہے''۔ یہ جملہ اساتذہ کے عام طرزِ فکر کا آئینہ دار ہے۔ اس طرح وہ ان کلرکوں کو رشوت کی عادت ڈالتے ہیں، جس کے نتیجے میں رشوت نہ دینے والے اساتذہ کا وہ کام کرتے ہی نہیں۔ لہٰذا کلرکوں سے ویسے تو حسنِ سلوک ہونا چاہیے مگر رشوت دے کر کام کروانا غلط اندازِ فکر ہے۔

ان کو دل سے حقیر جاننے اور اپنے مطلب کی خاطر ان سے دعا سلام رکھنے کے بجائے ان سے انسانی ہمدردی کا سلوک ہونا ضروری ہے۔ مثلاً عید کے موقع پر یا رمضان المبارک میں ان کو کپڑے دے دیے جائیں، بیماری میں ان کی مالی و اخلاقی مدد کی جائے۔ خواتین اساتذہ کے لیے کلرکوں سے پردہ و حجاب کا اہتمام لازمی ہے۔ ان سے ہنس ہنس کر باتیں کرنا اور ان کے سامنے شرم و حجاب کا خیال نہ رکھنا شرعاً ممنوع ہے۔

یقیناً کچھ لوگ اعتراض کریں گے اگر ہم رشوت نہ دیں تو ہمارے کام کون کرے۔ مسئلہ یہ ہے کہ معمول کے مطابق تو ہمارا کام ہونا ہی ہوتا ہے۔ ذرا دیر ہو جائے گی بس اتنا ہی فرق پڑے گا۔ صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔ پھر وقار اور متانت کا بھی اپنا کردار ہوتا ہے۔ لہٰذا کلرکوں سے بدتمیزی نہ کی جائے اور نہ ان کو رشوت دی جائے۔

اسی طرح مالی، خاکروب، لیب اٹنڈنٹ ہوتے ہیں۔ یہ سارا عملہ بھی مردوں پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشتمل ہوتا ہے۔ لہٰذا ان کے معاملے میں بھی اپنے وقار کا خیال رکھنا بڑا ضروری ہے۔ ان سے بدتمیزی کرنا، ڈانٹ ڈپٹ کرنا غیر مناسب ہے۔ دوسری طرف یہ اہم ترین حقیقت پیش نظر رہے کہ چاہے کوئی کتنا ادنیٰ درجے کا ملازم ہو اور عورت استاد کا گریڈ کتنا بلند اور بڑا ہو، تنہائی میں غیر محرم سے ملنا ناجائز اور متعدد حوالوں سے خطرناک ہے۔ اللہ کا حکم سب سے برتر ہے اور اس پر بہرصورت عمل کرنا ہمارے لیے مفید ہے۔

ادارے کا عمومی ماحول

چونکہ ہمارے ہاں مغربی نظامِ تعلیم رائج ہے۔ لہٰذا ہمارا تعلیمی ماحول یکسر مغربی انداز کا ہوگیا ہے۔ جس میں طالبات کے سروں کا دوپٹوں سے عاری ہونا، کھلے بازو، کھلے گلے، پتلون پہننے کا شوق، اگر پتلون نہیں تو کھلے چاک اور تنگ شلوار، ورائٹی شوز کا اہتمام، مینا بازاروں کے مقابلے، موقع بہ موقع رقص و سرود کے پروگرام، مخلوط پارٹیاں پروگراموں میں مرد مہمانوں کو چیف گیسٹ یا جج بنانا وغیرہ غرض کئی ایسے کام ہیں، جو اسلام سے دور لے جانے والے ہیں۔ بعض اداروں میں میٹرک تک لڑکے لڑکیاں اکٹھے پڑھتے ہیں۔ یونی ورسٹی میں بھی تعلیم مخلوط ہوتی ہے۔

ان حالات میں ہمارے سامنے ایک ہی اصول ہے:

وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى

نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں اپنا پورا وزن ڈال دو۔

اور جہاں کوئی بات یا حکم اسلامی اصولوں سے ٹکراتا ہو، وہاں اس کو بدلنے کی امکانی حد تک کوشش کرو، اور نہ بدل سکو تو کم از کم اس میں شامل نہ ہو۔ اللہ کا ارشاد ہے:

وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ گناہ اور سرکشی کے کاموں میں کسی سے تعاون مت کرو۔

ہر موقع پر اللہ کے خوف کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے فرائض کو پوری دیانت داری سے ادا کرنا ہی مسلمان استاد کے لیے بہترین لائحہ عمل ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عصر حاضر میں مسلمان استاد کے لیے چیلنج

اس وقت ساری دنیا برق رفتار تبدیلیوں کی زد میں ہے۔ صلیبی اور صیہونی طاقتوں نے مل کر عالم اسلام کو اپنی آماج گاہ بنا لیا ہے۔ مسلمانوں پر ہمہ جہت تابڑ توڑ حملے ہو رہے ہیں۔ یہ حملے اقتصادی، تعلیمی، تہذیبی اور اخلاقی غرض ہمہ جہت ہیں۔ پھر ان کے جلو میں آتش و آہن کی بارش بھی مسلسل جاری ہے۔ لاکھوں ٹن بارود مسلمانوں پر برسایا جا چکا ہے۔

اس تمام تر یورش کا مقصد یہ ہے کہ عالم اسلام کو اقتصادی اور تہذیبی سطح پر مکمل طور پر تہس نہس کر دیا جائے۔ (معاذ اللہ) مغربی نظام تعلیم سارے اسلامی ممالک پر مسلط ہے، جس نے تمام عالم اسلام میں ایسے مغرب زدہ بارسوخ مسلمان حکمران پیدا کر لیے ہیں، جو نام کے تو مسلمان ہیں مگر عملاً وہ مغرب کے ایجنٹ ہیں۔ وہ اہل مغرب کے ہم نوا بن کر اپنے معاشروں سے اسلام کے اخلاقی و تہذیبی آثار کو تیزی سے مٹانے میں مصروف ہیں۔ ایک طرف وہ اپنے معاشروں کے نیک، صالح، متقی اور باکردار عنصر کو جبر و تشدد کے ذریعے بے اثر بنانے میں مصروف ہیں، تو دوسری طرف میڈیا کی زبردست تہذیبی یلغار نئی مسلمان نسل کو اپنے مذہبی شعائر اور اخلاقی اقدار سے بے گانہ بنا رہی ہے۔

نظام تعلیم تبدیل کرنے کے لیے حکومتی معاہدے، این جی اوز کی سرگرمیاں اور غیر ملکی تعلیمی اداروں کی بہتات مسلمانوں کی غیرت و حمیت کو مکمل طور پر کچلنے میں مصروف ہے۔ مسلمان کا تشخص مٹتا جا رہا ہے۔ وہ اسلام کی سادگی، قناعت، شرم و حیا اور کسب حلال کی تعلیم سے محروم ہو چکا ہے۔ ہر طرح کے اخلاقی جرائم مسلمان معاشرے میں نفوذ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر چکے ہیں شراب و کباب، فحاشی وعیاشی، بے مقصد زندگی، تفریح کے نام پر ہندوؤں اور اہلِ مغرب کے فضول تہواروں کو ذوق وشوق سے منانا کس منزل کا پتا دے رہے ہیں؟

ملکی منظر نامہ ہمیں کیا کچھ دکھا رہا ہے؟

'اولیول' اور 'اے لیول' کی زبردست حوصلہ افزائی محض اس لیے ہو رہی ہے کہ ان کا الحاق غیر ملکی تعلیمی نظاموں سے ہے۔ اور ان سے فارغ شدہ طلبہ (الا ماشاءاللہ) مکمل طور پر سیکولر بن کر نکلتے ہیں' کہ جن کا دین اسلام سے برائے نام بھی تعلق نہیں رہتا۔ عام میٹرک کے نصاب بھی اس حد تک تبدیل کر دیے گئے ہیں کہ ان میں اسلامی تعلیم کی کوئی جھلک نہ مل سکے، قرآن وحدیث کے اکثر حصے نصاب میں سے نکال دیے گئے ہیں۔ خود اسلامیات کی تعلیم کو بھی بالکل بے مغز اور بے روح بنا دیا گیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ جو بچے پڑھ کر فارغ ہوں وہ تعلیم یافتہ تو شاید ہوں مگر مسلمان ہرگز نہ بن پائیں۔ دوسری طرف آغا خاں امتحانی بورڈ کو پاکستان کے تمام نظامِ تعلیم پر حاوی کیا جا رہا ہے، جس کا مقصد ہی پاکستان کے شاہین صفت بچوں کو مغرب کے مادر پدر آزاد معاشرے کے لیے تیار کرنا ہے۔

اس وقت بے شمار قسم کی سازشیں عالم اسلام کو زک پہنچانے کے درپے ہیں۔

سیکولرزم

موجودہ دور کا سب سے بڑا فتنہ سیکولرزم ہے' یعنی مذہب پرائیویٹ چیز ہے، اس کو قومی اور اجتماعی معاملات میں مداخلت کرنے کا حق حاصل نہیں ہونا چاہیے، بلکہ انسان اجتماعی معاملات میں لبرلزم، آزادروی اور جدیدیت سے کام لے، چنانچہ مسلمانوں کو سیکولرزم اور لبرلزم کے سبق تواتر سے دیے جا رہے ہیں اور مسلم حکمران برضا و رغبت ان کی اطاعت میں مصروف ہیں۔ ہم پر سیکولرزم اور لادینیت کی یلغار کر دی گئی ہے۔ حکمران پردے، داڑھی اور حدود وقوانین کے خلاف مضحکہ خیز بیان دیے جا رہے ہیں۔ اسلامی مشاہیر کا ذکر کرنا دقیانوسی عمل قرار دیا جا رہا ہے۔ میڈیا اور انٹرنیٹ کے ذریعے نوجوان نسل کو بے حیائی وفحاشی کے درس دیے جا رہے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یہ سب کچھ سیکولرزم کے نام پر ہو رہا ہے۔ امریکہ مسلمانوں کو سیکولرزم کی تلقین کرتا ہے۔ مگر وہاں کی قیادت خود کٹر مذہبی بنتی جا رہی ہے۔ کنزرویٹوازم کے پجاری پاکستان میں خاندانی منصوبہ بندی چاہتے ہیں مگر اسقاط حمل کے حق کی حمایت کرنے پر اپنے بعض لیڈروں کو مرتد قرار دیتے ہیں۔ کسی ایسے ہسپتال کو جو اسقاط کی سہولت فراہم کرتا ہے اس کو وفاقی حکومت کی امداد دینے سے انکار کرتے ہیں۔ وہ پاکستان کے نصاب تعلیم سے اسلام کو نکلوانا چاہتے ہیں جبکہ امریکہ کے سرکاری سکولوں میں از سر نو مذہبی دعا کے آغاز کے لیے دستوری ترمیم کروانا چاہتے ہیں خود وہ اپنے بچوں کو تعلیم کے لیے مذہبی اداروں میں بکثرت بھیجنے لگے ہیں۔ آخر کیا دورنگی ہے کہ امریکی صدر خود مسلمانوں پر صلیبی جنگیں مسلط کیے ہوئے ہے مگر مسلمانوں کو ''ماڈریٹ اسلام'' ''لبرل اسلام'' اور ''سیکولر اسلام'' کے درس دیے جا رہے ہیں؟ سیکولرزم کا فتنہ دوسرے تمام فتنوں کی جڑ اور بنیاد ہے۔ باقی تمام فتنے اسی کے بطن سے پھوٹتے ہیں کہ پہلے مسلمانوں کے دل سے دین اسلام کی عظمت و احترام ختم کرو' پھر اس کو ان کی عملی زندگی سے بے دخل کر دو۔ وہ نماز ضرور پڑھیں' روزہ بھی رکھیں' مگر عملی زندگی میں مذہب کا نام تک نہ لیں۔

2۔ آغا خاں امتحانی بورڈ

موجودہ حکومت نے تعلیم کے شعبے کو امریکی امنگوں کے مطابق ڈھالنے کے لیے متعدد کام کیے جس میں آغا خاں فاؤنڈیشن کے ساتھ ایک معاہدہ بھی شامل ہے۔ جنرل پرویز مشرف صاحب نے 8 دسمبر 2002ء کو اپنے دستخطوں کے ساتھ ایک غیر معمولی آرڈی نینس منظور کیا' جس کا نام'' آغا خاں یونی ورسٹی ایگزامی نیشن بورڈ 2002ء رکھا گیا۔ اور طے پایا کہ یہ بورڈ مکمل طور پر خود مختار اور اپنے مقاصد کے حصول کے لیے قواعد وضع کرنے میں کامل طور پر آزاد ہوگا۔ یہ امتحانی بورڈ ''قومی'' نصاب کی روشنی میں کام کرے گا اور اسے معقول حد تک امتحانات کی فیسیں عاید کرنے کا اختیار ہوگا۔ یہ امتحانی بورڈ پورے پاکستان پر محیط ہوگا یعنی پاکستان بھر کے تمام تعلیمی ادارے خواہ پبلک سیکٹر میں ہوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا پرائیویٹ۔ اسی کے تحت اپنے بچوں کو امتحان دلا سکیں گے۔ علاوہ ازیں یہ آرڈی نینس فوری طور پر نافذ العمل ہوگا۔ بعد ازاں 13 اگست 2003ء کو امریکی حکومت نے آغا خاں فاؤنڈیشن کو پاکستان میں اپنے امتحانی بورڈز کی تعمیر و ترقی کے لیے 450 لاکھ ڈالر دیے اور مزید دیتے رہنے کا وعدہ بھی کیا۔ ہدف یہ سامنے آیا کہ پاکستان بھر کے اعلیٰ و ثانوی تعلیمی بورڈ آغا خاں بورڈ کے قبضے میں چلے جائیں۔

یہ آغا خاں امتحانی بورڈ بھی دراصل استعمار کا ایک جدید ترین ہتھکنڈا ہے' مسلمانوں میں اباحیت اور آوارگی پھیلانے کا۔ آغا خاں اسماعیلی اپنے عقاید کے اعتبار سے مسلمانوں میں ایک مشکوک کردار کا حامل گروہ تصور کیے جاتے ہیں۔ اب یہ پاکستان کے تمام تعلیمی اداروں کے نصابات اور امتحانات کے مالک بنا دیئے گئے ہیں۔ خود ہی فیسیں طے کریں اور خود ہی نصاب طے کریں اور خود ہی امتحانی طریق کار وضع کریں۔ ان کے مقرر کردہ نصاب کے جو نمونے سامنے آئے ہیں۔ ان سے ہی معلوم ہو رہا ہے کہ یہ کیسا روشن اور توانا پاکستان تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔ شراب نوشی، رقص و سرور، جنسی تعلقات اور برائیوں کے فروغ کو ''بالغانہ صحت کا سروے'' کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ تیرہ چودہ سال کے بچوں کو میٹرک اور انٹر میں جو تعلیم وہ دینا چاہتے ہیں۔ اس سے طوائف کلچر تو ملک میں پھیل سکتا ہے، البتہ تعلیمی ترقی کی اس میں کوئی جھلک دکھائی نہیں دیتی ہے۔ علاوہ ازیں فیسیں اتنی مہنگی کہ صرف سرمایہ دار طبقہ ہی بچوں کو پڑھا سکے دراصل یہ منصوبہ مسلمانوں کی تمام اعلیٰ اخلاقی اقدار کو زائل کرنے اور نوجوانوں کو بے کار بنانے کا ذریعہ ہے۔

عالم گیریت

پچھلے دس سالوں سے عالمی سطح پر معاشی سیاسی، معاشرتی اور تکنیکی میدانوں میں اتنی تیزی سے تبدیلیاں آئی ہیں' جو ماقبل مشاہدے میں نہیں آئی تھیں۔ ذرائع ابلاغ کی سہولتوں نے جغرافیائی حدود کے تصور کو ختم کر کے رکھ دیا ہے۔ ابلاغ کی ان سہولتوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے تجارتی، مالی، سیاسی، فنی اور معاشرتی تصورات میں ایک انقلاب برپا کر دیا ہے۔ اسی انقلاب اور اس کے انتظام کو ''آفاقیت'' یا ''عالم گیریت'' (Globalization) کا نام دیا گیا ہے۔ جبکہ تعلیم اور میڈیا کو اس عالم گیریت کے حصول کا ذریعہ بنایا گیا ہے۔

یہ اصطلاح دراصل اہل مغرب نے وضع کی ہے۔ مغربی تہذیب گذشتہ دو سو سال سے دنیا پر غلبہ حاصل کرنے کے لیے مسلسل آگے بڑھ رہی ہے۔ اس لیے موجودہ دور دراصل مغربی تہذیب وتمدن کے فروغ کا دور ہے۔ وہ آفاقیت کا نعرہ بلند کر کے اسی مغربی غلبے کو ہر لحاظ سے مؤثر اور مکمل بنانا چاہتے ہیں۔ سیاسی، معاشی، عسکری، ثقافتی اور اخلاقی ہر لحاظ سے وہ اپنے استعماری غلبے کو مکمل کرنا چاہتے ہیں۔ چونکہ مغربی تہذیب کی راہ میں اسلامی تہذیب حائل ہے اس لیے جب تک وہ اسلام اور اہل اسلام کو مکمل طور پر مغلوب نہیں کر لیتے، اپنے عالمی قبضہ کو برقرار رکھنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا انھوں نے نہایت ہوشیاری اور چالاکی سے آفاقیت کی اصطلاح وضع کی ہے۔

آفاقیت کی سادہ سی تعریف تو یہی ہے کہ یہ ایک ایسا نظام ہے جس کے تحت تمام دنیا کے معاشرے اور ادارے عالمی سطح کا رخ کرتے ہیں یا تجارت اور سیاست کو عالمی سطح پر منظم کر دیا جاتا ہے۔ اس آفاقیت کو مقبول عام بنانے کے لیے بعض نعرے وضع کیے گئے ہیں۔ تاکہ ہر ایک اپنے آپ کو اس نظام کے حوالے کرنے پر آمادہ کر سکے۔ مثلاً ابلاغ عامہ کے ذریعے یہ بات مشہور کر دی گئی ہے۔ ''پوری دنیا ایک عالمی بستی (Global Village) ہے'' اور اب ہر شخص اسی عالمی بستی کا شہری ہے۔ اب اسے عالمی بستی کے نظام کے مطابق ہی زندگی بسر کرنا ہوگی۔

ہمارے نام نہاد دانش ور اس اصطلاح کو بڑے مسحور کن انداز میں اور بلا سوچے سمجھے پھیلاتے ہیں مگر وہ اندازہ ہی نہیں کر پاتے کہ اس اصطلاح کے مضمرات کیا ہیں اور مسلمان اس سے کس حد تک نقصان اٹھا سکتے ہیں۔ یہی مسلمانوں کی سادہ لوحی ہے۔ چند سال پہلے اکیسویں صدی کی آمد کے جشن منائے جاتے تھے۔ اس کے لیے بڑی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منصوبہ بندیاں ہوتی تھیں۔ اہل مغرب نے تو اپنے پروگرام وضع کر ہی لیے تھے۔ مگر مسلمان دانش ور بھی اکیسویں صدی میں شان دار انداز میں داخل ہونے کی نویدیں سناتے تھکتے نہیں تھے۔ وہ اس کے مضمرات سے بالکل ناواقف تھے۔ مگر اکیسویں صدی کے آغاز میں 11 ستمبر 2001ء کے بعد سے لے کر اب تک مسلمانوں کا جو حشر ہوا ہے۔ اس سے کس مسلمان کو دکھ نہ ہوا ہوگا.....؟

اس عالم گیریت کا عملی اظہار ملٹی نیشنل کمپنیوں کے ذریعے سے ہوتا ہے۔ سیدھے سادے الفاظ میں عالم گیریت کے معنی امریکی ریاست کے تمام قوانین و ضابطوں کے مطابق دنیا کو کنٹرول کرنا ہے۔

عالم گیریت بھی اسی قسم کا نعرہ ہے، جس کا تمام تر فائدہ یہودی و صلیبی گٹھ جوڑ کو ہے۔ جبکہ مسلمانوں کو مغلوب کرنے اور کچلنے کے تمام سامان اس میں موجود ہیں۔

ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن

ملٹی نیشنل کمپنیوں کے ذریعے دنیا کے سارے وسائل پر قبضہ کرنے کا ایک حربہ، ایک دل فریب نعرہ ''ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن'' ہے۔ مقصد بظاہر تو یہ ہے کہ ساری دنیا کی تجارت آزاد ہو جائے اور ہر ملک تجارت کے لیے کھلا ہو۔ تمام ٹیکس درآمدی برآمدی ختم ہو جائیں۔ مگر عملاً اس میں بھی کمزور معیشت والے مقروض ملکوں کا (جس میں بدقسمتی سے زیادہ تر مسلمان ممالک شامل ہیں) ہی سارا نقصان ہے۔ کہ وہاں مغربی ملکوں کی مصنوعات فروخت ہو جائیں گی اور تمام ملکی مصنوعات جو معیار اور قیمت کے لحاظ سے ان کا مقابلہ نہیں کر سکتیں یک دم ختم ہو جائیں گی۔ اس طرح ملکی معیشت تباہ حال ہو جائے گی۔ پاکستان میں تو بے شمار کارخانے کب سے بند پڑے ہیں۔ اس طرح آنے والے برسوں میں پاکستان کو زبردست معاشی نقصان پہنچانا مطلوب ہے۔ (اللہ ہمیں سمجھ دے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میڈیا

میڈیا کے ذریعے فحاشی کا سیلاب آرہا ہے۔ فحش گانے، گندے سین، مخرب اخلاق ڈرامے، خاکے اور ڈائیلاگ نوجوان نسل کے اخلاق کو تباہ کر رہے ہیں۔ فحاشی کے وہ مناظر جو پہلے صرف مغربی ممالک میں دیکھے جا سکتے تھے، اب انٹرنیٹ نے ان کی رسائی ہر شخص کے لیے ممکن بنا دی ہے۔ اس طرح ہماری نوجوان نسل زندگی کے اعلیٰ نصب العین سے محروم صرف ایک کھلنڈری قوم بن کر رہ گئی ہے۔ وہ محض غیر ملکی تہوار منانے میں مصروف ہیں۔ میراتھن ریس، ویلنٹائن ڈے اور بسنت جیسی اوباشیاں اب اسلامی تعلیم و تہذیب سے محروم شدہ نسل کے لیے مقدر ہو کر رہ گئی ہیں۔

خود زنانہ تعلیمی اداروں میں کمرشل لوگوں کا نفوذ بڑھتا جا رہا ہے۔ میک اپ کی اشیا زنانہ کالجوں میں فروخت کرنے کے لیے کئی گروپ حکومتی آشیر باد کے ساتھ داخل ہو جاتے ہیں، اس طرح این جی اوز بالغانہ صحت کا لیکچر دینے کے بہانے طالبات کو شرم و حیا سے عاری بنانے کے لیے پہنچ جاتی ہیں۔ کسی عالم کے لیکچر پر تو کئی پابندیاں اور رکاوٹیں حائل ہوتی ہیں۔ جبکہ گلوکار، فلمسٹار اور این جی اوز معزز مہمانوں کے طور پر اعلیٰ تعلیمی اداروں میں مدعو کیے جاتے ہیں۔ پھر وہاں ان کی زبردست پذیرائی بھی ہوتی ہے۔ ان کے نام پر کلچرل شو اور میوزک پروگرام منعقد ہوتے ہیں۔

عصر حاضر کا میڈیا شہ زور بھی ہے اور شر انگیز بھی۔ جارحانہ انداز میں وہ عشق و محبت کے درس دیتا ہے کہ **الحفیظ والامان**۔

نوجوان جوڑے دھم، دھم، دھم کرتے پردۂ سیمیں پر آتے ہیں وہ باہم بے تکلفانہ انداز میں بوس و کنار کرتے اور گندے ڈائیلاگ بولتے ہیں۔ پھر اس کے بعد نوجوان جوڑوں کی قطاریں اور لائنیں یوں پردۂ سیمیں پر بکھر جاتی ہیں گویا زندگی کا اہم ترین مسئلہ اسی فحش عشق کا فروغ ہے۔ انڈین فلمیں، گانے اور مغربی موسیقی اس پر مستزاد ہے۔ (یا پھر مار دھاڑ، لڑائی جھگڑا اور قتل و غارت پر مبنی مناظر) آراستہ پیراستہ کمروں میں بیٹھے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوجوان جوڑے، انتہائی مہنگے مگر دل فریب اشتہاروں کے ذریعے، کمرشل پروپیگنڈے کے ذریعے، نوجوانوں کو کھانے، پینے، پہننے اوڑھنے کے نت نئے سبق ہمارے ٹی وی کے کمالات ہیں۔

یہ عشق و محبت کے مناظر آپ کو ہر جگہ دکھائی دیں گے۔ گھر ہوں یا بازار، بس، ویگن، تعلیمی ادارے، ہوٹل ریسٹورنٹ، غرض کوئی جگہ ان سے خالی نہیں حتی کہ چھوٹی چھوٹی جھونپڑیاں اور ترپال کے بنے خیموں میں بھی آج کا یہ ''ہمدرد ساتھی'' ٹی وی ضرور دکھائی دے گا۔ اگر کوئی انسان ان سے بچنا بھی چاہے تو کیا کرے اور کیسے کرے؟ پھر ڈش، کیبل اور انٹرنیٹ تو بے حیائی پھیلانے میں بہت آگے ہیں۔

اس ماحول میں وہ بچے، جو روز پیدائش ہی سے ایسے مناظر دیکھنے کے عادی ہو چکے ہیں، غربت کے ہاتھوں تعلیم بھی نہیں حاصل کر سکتے، یا وہ نوجوان جو پڑھے لکھے ہونے کے باوجود بے روزگار ہیں، اس میڈیا کے آگے روزانہ دس دس گھنٹے بیٹھ کر بے مقصد زندگی گزار رہے ہیں، وہ کیوں نہ فحاشی کے دل دادہ ہوں؟ بات بات پر چھری چاقو کیوں نہ نکال لیں؟ قتل و غارت گری ان کا مشغلہ کیسے نہ بنے؟ پھر پرنٹ میڈیا میں فلمی اداکاروں، بھانڈوں، مسخروں اور لوگوں کے دل کش انٹرویوز وغیرہ۔

یہی آج کے استاد کے لیے بڑا چیلنج ہے یہ میڈیا جارحانہ انداز میں ہماری 95 فی صد آبادی کو تباہی کے گڑھے میں گرا رہا ہے۔ خصوصاً نوجوان نسل صرف کھانے پینے، سٹیٹس بنانے میں مشغول، دینی تعلیم سے عاری، کانوں سے لگے موبائیل فون، تھرکتے جسم اور آوارہ فلمی ڈائیلاگ! کیا ہمارے مستقبل کے ذمہ دار نوجوانوں کی یہ تصویر اضطراب انگیز نہیں ہے؟ جشن بہاراں، بسنت، ویلنٹائن ڈے، نیو ائیر نائٹ منانے والے یہ نوجوان، اساتذہ کے لیے لمحہ فکریہ نہیں ہیں.....؟ کیا یہ نیم عریاں لباس، ننگے چہرے، کھلے بازو، میک اپ شدہ چہروں کے ساتھ تعلیمی اداروں میں آنے والی اساتذہ و طالبات دردِ دل رکھنے والے اساتذہ کے لیے چیلنج نہیں ہیں؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلیم کی پرائیویٹائزیشن

پہلے تعلیم کو پرائیویٹ کرنے کے لیے زبردست تلقین اور ترغیب دی گئی پھر این جی اوز (نام نہاد غیر سرکاری تنظیموں) نے تعلیم کا محاذ سنبھال لیا ہے۔ اس غرض کے لیے وہ ملک کے طول وعرض میں پھیل گئی ہیں خصوصاً دیہاتوں میں جا کر عوام کے تہذیبی رویے تبدیل کرنے میں پیش پیش ہیں۔ جگہ جگہ پرائیویٹ تعلیمی ادارے قائم کر کے مغربی آداب و اطوار نوجوان نسل میں منتقل کرنے میں مصروف ہیں۔ اہم اور بارسوخ تعلیمی ادارے پرائیویٹ کیے جا رہے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل ایف سی کالج لاہور پر جس طرح عیسائیوں نے شب خون مارا وہ خون کے آنسو رلانے کے لیے کافی ہے۔

نازک صورت حال

یوں محسوس ہوتا ہے جیسے چاروں طرف آگ لگی ہے، مسلمانوں سے ان کے عقاید، ان کا نظام حیات، اخلاق و آداب سب کچھ لوٹ لو۔ ان کے تمام وسائل بھی لوٹ لو ان کو بالکل نہتا کر دو۔ پھر سیکولر تعلیم دے کر ان کو مزید بے وزن بنا دو۔ بعد ازاں ان پر عسکری حملے کر کے ان کو ختم کر دو۔ ان کی جان بخشی صرف ایک شکل میں ہو سکتی ہے کہ وہ امریکہ کے غیر مشروط وفادار بن جائیں۔

ستم تو یہ ہے کہ مسلمان بالکل بے مرکز ہیں۔ 1923ء میں مسلمانوں کا ادارہ خلافت ختم کر دیا گیا۔ بعد ازاں مسلمانوں کے پاس کوئی مرکز ہی نہ رہا۔ مسلمان گاجر مولی کی طرح کٹ رہے ہیں اور کوئی ان کی فریاد سننے والا نہیں۔ کوئی ان کا دفاع کرنے والا نہیں۔ کوئی مغربی دہشت گردی پر احتجاج کرنے والا نہیں۔ رہی اقوام متحدہ، اس نے مسلمانوں کو کیا انصاف دینا ہے وہ تو امریکہ ہی کے مفاد کی علم بردار ہے۔

نائن الیون کے بعد تو صیہونی انتہائی برق رفتاری سے اپنے منصوبوں پر عمل پیرا ہیں۔ اگلے دس سالوں میں وہ عالم اسلام سے فیصلہ کن جنگ کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا وہ چن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چن کر ہر اس محرک کو ختم کرنا چاہتے ہیں جو مسلمانوں کے اندر ایمان، ولولہ اور شجاعت پیدا کرتا ہے۔ آغا خانی تعلیمی بورڈ، انٹرنیٹ، گلوبلائزیشن، سیکولرزم، ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن یہ سب عوامل صیہونیوں کے عالمی غلبہ کی راہ ہموار کرنے کے لیے استعمال ہو رہے ہیں۔

جدید دور کے نام نہاد تقاضوں نے سالوں نہیں بلکہ صدیوں پرانے نظریات سے یُوٹرن لینے کی روایت کو جنم دیا ہے۔ ہمارے وطن عزیز میں پچاس' ساٹھ سال پہلے جو نظریات مقدس سمجھے جاتے تھے' انھیں تہ تیغ کرنے کی رسم عام ہوگئی ہے۔ بلکہ اب تو چودہ سو سالہ پرانے جمے جمائے نظریات بھی بوسیدہ قرار دیے جا رہے ہیں اور ان کی نئی نئی تعبیرات پیش کی جا رہی ہیں۔

معلّمین کے لیے چیلنج

آج کے دور میں جنگیں میدان جنگ میں کم لڑی جاتی ہیں اور فکری محاذ پر یہ معرکے زیادہ گرم ہیں۔ ان معرکوں میں معلّمین ہی ہیں جو قوم کو قیادت مہیا کرتے ہیں، اور قوم کے لیے مقاصدِ حیات متعین کرتے ہیں اور ان کا فکری رُخ تبدیل کرتے ہیں۔

انیسویں صدی میں، برطانوی استعمار کے کارندے لارڈ میکالے کے وضع کردہ نظامِ تعلیم نے مسلمانوں کو نہ صرف ان کے شان دار ماضی سے بے گانہ کر دیا، بلکہ آیندہ کے لیے بھی انھیں دین سے بے زار اور تہذیبِ فرنگ کا دل دادہ بنانے کا انتظام بھی کر دیا۔ پھر اس فرنگیت زدہ تعلیم کے نتیجے میں جو قائدین مسلمانوں کو میسر آئے، وہ سب اہلِ مغرب کے مفادات کے پجاری اور ان سے بڑھ کر ان کے وفادار و ثنا خواں تھے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ بیش تر مسلمان ممالک جسمانی طور پر آزاد ہونے کے باوجود ذہنی طور پر امریکہ' برطانیہ اور فرانس کے تسلط سے آزاد نہ ہو سکے، بلکہ مغرب کے ہاتھ کی کٹھ پتلی بن کر رہ گئے:

گلا تو گھونٹ دیا اہلِ مدرسہ نے ترا
کہاں سے آئے صدا لا الٰہ الا اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استاد کا کردار

اس دور کی رہنمائی استاد اور صرف استاد ہی کر سکتا ہے۔ وہی بھٹکے ہوئے راہی کو سوئے منزل لا سکتا ہے۔ وہی ان ساری سازشوں کا ادراک کر سکتا ہے۔ وہی طلبہ کو صحیح رہنمائی دے سکتا ہے بشرطیکہ وہ خود ''سود و زیاں'' سے بے نیاز ہو۔

حالیہ تاریخ میں ہم دیکھتے ہیں کہ افغانستان میں بھی استاد ہی تحریک جہاد کے قائدین تھے، پھر کشمیری مجاہدین کے قائدین بھی وہاں کے متدین اور خدا ترس استاد ہی تھے، جو مدتوں سے کشمیری مسلمانوں کو ایمانی جذبوں سے سرشار کر رہے تھے۔

پاکستان کے اساتذہ کو بہت بڑا چیلنج یہ درپیش ہے کہ تقریباً 60 سال گزرنے کے باوجود یہاں اسلامی قانون نافذ نہیں ہو سکا۔ تاحال، انگریزوں کا قانون نافذ ہے۔ معاشرے سے اسلامی اخلاقی قدریں مٹتی جا رہی ہیں۔ کرپشن اور بدعنوانی انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ سود اور جوئے جیسی لعنتیں پاکستان کو اندر سے کھوکھلا کر رہی ہیں۔ نئی نسل کو ان کی نظریاتی اساس سے دور کرنے کی سازشیں عروج پر ہیں۔

کیا پاکستان کے اساتذہ دورِ حاضر کا یہ چیلنج قبول کرتے ہیں اور ملک سے غیر اسلامی قانون اور غیر اسلامی نظامِ تعلیم کے راستے میں بند باندھنے کا بیڑہ اٹھاتے ہیں؟

کیا پاکستان کے اساتذہ، تحریکِ پاکستان کے پس منظر اور تشکیل پاکستان کے عملی تقاضوں سے نوجوان نسل کو آگاہ کرتے ہیں اور وطنِ عزیز میں اسلامی نظام کے نفاذ کے سلسلے میں اپنا کردار کہاں تک ادا کرتے ہیں؟ اور ان کا لائحہ عمل کیا ہوگا؟

استاد کے لیے لائحہ عمل

- ہنگامی بنیادوں پر قرآنی کلاسوں کا آغاز کیجیے اور قرآن و سنت کی تعلیم کو عام کیجیے۔ اب مسجد مکتب سکیم کا اجرا کرنا لازمی ہو گیا ہے' اٹھیں اور دینی مدارس کے خلاف حکومتی عزائم کا توڑ پیش کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- اب خدارا اپنی نئی نسل کو ان کے شان دار ماضی سے جوڑیں۔ ان کو اپنے مشاہیر کے کارناموں سے واقف کرائیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کل کلاں وہ یہ پوچھنے لگیں کہ یہ حضرت ابوبکرؓ کون تھے اور یہ عمرؓ فاروق کون ہوتے ہیں۔ ہم کسی سلطان صلاح الدین ایوبی کو یا سلطان ٹیپو کو نہیں جانتے' شاہ ولی اللہ دہلوی نے آخر ہمارے لیے کیا کیا تھا.....؟ اقبال اور قائد اعظم تو سیکولر تھے۔ پاکستان تو بیرونی طاقتوں کے اشاروں پر برصغیر کی بندر بانٹ کے لیے بنایا گیا تھا۔
- اس وقت مسلمانوں کی حالت زار دیکھ دیکھ کر درد دل رکھنے والے مسلمان اور نوخیز طلبہ مایوسی اور پریشانی کا شکار ہو رہے ہیں۔ ان کو یقین دلایئے کہ اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد۔ نجات کا راستہ حق سے دست برداری یا مایوس ہو کر بیٹھ جانا نہیں بلکہ ایمان' استقامت' قربانی اور جدوجہد میں مضمر ہے:

اگر عثمانیوں پر کوہِ غم ٹوٹا تو کیا غم ہے؟
کہ خون صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا

اس وقت مشرق کے مسلمان ایمان اور عمل صالح میں کمزور اور اخلاقی لحاظ سے تہی داماں ہو چکے ہیں' جبکہ اہلِ مغرب ہوشیار اور فعال ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کا آفتاب جو آفاقی سچائیوں اور ابدی صداقتوں کا امین ہے، اب مغرب کی طرف سے طلوع ہو رہا ہے۔ بہر حال اسلام کا مستقبل بہت شان دار ہے کیونکہ مغربی تہذیب اپنی تمام تر خون آشامیوں، دہشت گردی، بے حیائی اور آوارہ مزاجی کے باعث زمین بوس ہونے کے قریب ہے۔

- پھر ہمارے ہاں شعبہ تعلیم کی زبوں حالی، معیارِ تعلیم کی پستی، اداروں میں نظم و ضبط کی کمی، کلاشنکوف کلچر، منشیات کا بڑھتا ہوا استعمال، نظریۂ پاکستان سے وابستگی کا فقدان اور پھر اس کے نتیجے میں ملّی انتشار، ملک سے ذہانت کا فرار، بغیر منصوبہ بندی کے تعلیم حاصل کرنے کی بنا پر بڑھتی ہوئی بے روزگاری،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہنگی مگر بے مقصد تعلیم، تعلیمی اداروں کی نج کاری، استاد کی بے توقیری وغیرہ ان تمام حالات میں بھی اساتذہ کو اپنی ذمہ داریوں کا تعین کرتے ہوئے مناسب کردار ادا کرنا وقت کا اہم تقاضا ہے۔

- اساتذہ کی نظریاتی ٹریننگ کی اشد ضرورت ہے۔ کہ استاد ذاتی مفاد سے زیادہ قوم، ملت کے مفاد کا ذمہ دار ہے۔ جگہ جگہ ورکشاپیں منعقد کر کے ہنگامی بنیادوں پر اساتذہ کی ٹریننگ کی جائے۔ ان کو قرآن وسنت کی طرف رجوع کرنے پر مائل کیا جائے۔ ان کے اندر مومنانہ اخلاق پیدا کرنے کے لیے خصوصی ٹریننگ سنٹرز قائم کیے جائیں۔ خواتین اساتذہ کے لیے مزید محنت درکار ہے کہ وہ میک اپ اور بے حجابی کی فضا سے نکلیں۔ سادہ اور ساتر لباس پہن کر گھروں سے نکلیں۔ اپنے طلبہ و طالبات پر خصوصی توجہ دیں۔ تعلیم کا معیار بہتر بنائیں۔ اس گہرے احساس کے ساتھ کہ یہ طلبہ/ طالبات میرے پاس امانت ہیں۔ ان کی تربیت میں کوتاہی میری دنیا وآخرت دونوں کو برباد کر سکتی ہے۔ جدید تہذیبی یلغار کو روکنے کے ساتھ ساتھ سادگی اور قناعت کی تحریک چلانے کی ضرورت ہے۔
- سیکولر تعلیمی نظام کا مقابلہ کرنے کے لیے بہت سے اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔ مثلاً والدین کو خصوصی ہدف قرار دے کر ان سے رابطے کیے جائیں کہ وہ اپنے بچوں کو دینی واسلامی اداروں میں تعلیم دلوائیں یا پھر گھر میں خود بندوبست کریں۔ بجائے انگلش میڈیم اداروں کے۔ ''او لیول اور اے لیول کے'' ان کو اپنی زبان میں تعلیم دلائیں۔ عربی زبان سے ان کو متعارف کرائیں۔ انگریزی زبان کی تدریس کے لیے بھی اپنے نصاب ترتیب دیے جانے ضروری ہیں۔ اساتذہ کو انگریزی کی لازمی حیثیت ختم کروانے کے لیے بھی ایک طویل جنگ کرنا پڑے گی۔ علاوہ ازیں گھروں میں دینی مدارس کا جال بچھانا پڑے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- مغربی ممالک میں دانش وروں کے تھنک ٹینک (Think Tank) جو اگرچہ غیر سیاسی ہوتے ہیں' مگر حکومت کو ملکی مفاد کے لیے مشورے دیتے رہتے ہیں۔ وطنِ عزیز میں بھی اساتذہ کو اپنے تھنک ٹینک قائم کرنے چاہییں۔ جو ایک طرف سیکولرزم اور گلوبلائزیشن جیسی مغربی اصطلاحوں کا پردہ اہل وطن کے سامنے چاک کریں۔ دوسری طرف ان کی بہتری وفلاح کی خاطر حکومت اور عوام کو مشورے بھی مہیا کریں۔ اس غرض کے لیے انٹرنیٹ کا استعمال اور سی ڈیز تیار کرنا بھی وقت کی بڑی ضرورت ہے۔ ''نظریہ پاکستان فاؤنڈیشن'' جیسے تھنک ٹینک کافی تعداد میں ہونے چاہییں۔ ہر انجمن، ادارہ، اکیڈمی وغیرہ جو آئے دن رنگارنگ چائے پارٹیاں منعقد کرتی رہتی ہیں وہ اپنی تقریب کو اگر چاہیں تو تھنک ٹینک میں تبدیل کرسکتی ہیں اور انجمن احیاے علوم قائم کرسکتی ہیں۔ ہفتہ میں صرف ایک دن مسلم امت کے نام وقف کیجیے۔ اس میں مذاکرے ہوں، مباحثے ہوں، پیش آمدہ مسائل پر گفتگو ہو، مسائل کے حل کے لیے تحقیقی مقالے لکھوائے جائیں۔ ہر اکیڈمی بشرطِ خلوص مجلس احیاے علوم میں ڈھل سکتی ہے' حقیقت یہ ہے کہ موجودہ تہذیبی کش مکش میں امتِ مسلمہ کو احیاے علوم کی زبردست تحریک چلانے کی ضرورت ہے۔

امریکہ کی رینڈ کارپوریشن نے جو نئی سازش تیار کی ہے کہ ہر مسلم ملک کے عوام کو گروہ در گروہ مزید تقسیم کر کے کمزور کر دیا جائے۔ اور اسی طرح کی دیگر سازشوں سے عوام کو خبردار کرنا۔ حکومت کو سلگتے مسائل میں رہنمائی فراہم کرنا، سیمی نارز منعقد کروانا، یہ اساتذہ کا ہی رول ہونا چاہیے۔ صحافیوں اور اہل سیاست کے تعاون سے یہ ادارے تھنک ٹینک بنیں اور عوام پر ان مسائل سے عہدہ برآ ہونے کا طریقہ واضح کریں۔

- یونی ورسٹیوں میں زندہ قومی سلگتے مسائل پر تحقیق کرائی جائے۔ حساس موضوعات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر تحقیق اور ریسرچ کے ذریعے بے لاگ تبصرے اور تجزیے حکومت اور عوام کے سامنے پیش کیے جائیں۔ بانی کا مسئلہ کیسے حل ہو۔ صوبائی تعصبات کو کیسے دور کیا جائے۔ سیاسی قائدین کو بذریعہ خطوط بھی رہنمائی دی جا سکتی ہے۔ ان کو اپنی ورکشاپوں میں مدعو کر کے ان سے کھلا مباحثہ کیا جا سکتا ہے۔

- اساتذہ کو میڈیا کے محاذ پر فوراً اپنی پالیسی تشکیل دینے کی ضرورت ہے۔ کم از کم دو تین ٹی۔ وی چینلز خرید کر وہاں سے اسلام مخالف پراپیگنڈے کا مسلسل جواب دیا جاتا رہے۔ اسلامی تعلیم بھی دلکش انداز میں پیش کی جائے' تا کہ اہل مغرب کو بھی اسلام اپیل کر سکے۔ خصوصاً مغربی عوام کو مخاطب کیا جائے جو اپنے حکمرانوں کی مسلم کش سازشوں سے بالکل بے خبر اپنے روزمرہ کے معاملات میں مصروف ہیں۔ اگر وہ ان سازشوں کی حقیقت سمجھ لیں تو اپنی حکومتوں کو مسلم کش پالیسی سے روکنے کے لیے خصوصی دباؤ ڈال سکتے ہیں۔

اسی طرح اسلامی تعلیم اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کی ترویج کے لیے جاذب نظر اور دل کش ٹھوس لٹریچر تیار کرنا بھی ضروری ہے۔ پھر اس لٹریچر کو انٹرنیٹ پر بھی پیش کرنا ضروری ہے۔

- سادگی اور کفایت شعاری کی مہم چلانا ضروری ہے تا کہ عوام رسم و رواج اور نمود و نمایش پر جو کچھ خرچ کر رہے ہیں، وہ بچائیں اور اپنی رقم اشاعت دین کے کاموں پر صرف کریں۔ سیکولر تعلیمی نظام کے توڑ کے لیے والدین اور اساتذہ سب کو مل کر یہ مہم لازماً چلانا ہوگی اور ایسا نہ کرنا گویا اپنی تباہی کے مترادف ہوگا۔
- مذہب کو ایک پرائیویٹ معاملہ سمجھنا اور اسے انفرادی زندگی تک محدود رکھنا اہلِ مغرب کا منشا ہے۔ ہمیں سیکولرزم کے اس گنبد سے نکلنا ہوگا۔ دین کو اپنے تمام انفرادی و اجتماعی معاملات میں غالب قوت قرار دینے کے لیے بھرپور تحریک چلانا ہوگی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- اسلام کے بنیادی افکار وعقاید، جہاد اور حدود قوانین وغیرہ کے بارے میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کے دل میں جو شکوک وشبہات پیدا ہو چکے ہیں' ان کو دور کرنا اساتذہ وعلما کے علاوہ اور کس کا کام ہوسکتا ہے۔ اس غرض کے لیے تمام اعلیٰ قابلیت رکھنے والے لوگ ایک جگہ اکٹھے ہوں۔ دینی علم رکھنے والے علوم جدید کے ماہرین سے تبادلہ خیال کریں۔ اور جدید ماہرین تعلیم قرآن و حدیث کی تعلیم کو سیکھنے کی کوشش کریں۔ پھر علوم قدیمہ و جدیدہ کے ملاپ سے زندگی کے تمام نئے پیش آمدہ مسائل کا حل ڈھونڈا جائے۔ علوم کی بنیاد میں جو مغربی نقطہ نظر سرایت کر چکا ہے' اس کو نکال کر اسلام کے نقطہ نظر سے ان کو از سر نو مدون کیا جائے۔ اپنی تحقیقات سے ایسا صالح لٹریچر تیار کیا جائے جو اسلام کی موافقت میں ذہنی انقلاب برپا کرنے کی قوت و صلاحیت رکھتا ہو۔ اسی طرح ان کی ضرورت اور معاونت کے لیے بڑی لائبریری کی بھی ضرورت ہوگی۔ پھر ایسے لوگوں کی بھی ضرورت ہوگی جو اہل مغرب سے ڈائیلاگ اور مکالمہ کر کے ان کے دل میں اسلام کے لیے نرم گوشہ پیدا کریں۔ مسلم ممالک جلد از جلد اپنی موجودہ زبوں حالی کو دور کرنے کے لیے عظیم الشان تحقیقی ادارے اور یونی ورسٹیاں بنائیں جہاں اعلیٰ پائے کی تحقیق و تدریس کا کام ہو جتنی جلد ممکن ہو سکے۔ تمام علوم کی اسلامی تناظر میں تشکیل نو کی بجائے وہ سائنس و ٹیکنالوجی میں بھی اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں۔ تاکہ علمی، تحقیقی، سائنسی غرض کسی میدان میں مسلمان اہل مغرب کے محتاج نہ رہیں۔
- مسلم ممالک کی الگ فعال تنظیم بنانے کی بہت ضرورت ہے (یا اسلامی کانفرنس تنظیم کو ہی فعال کیا جائے)۔ مشترکہ دفاعی فوج' مشترکہ تجارتی منڈی' مشترکہ کرنسی اور مشترکہ ثقافتی تنظیمیں قائم کریں۔ اس فعال مسلم ملی تنظیم کے لیے تحریک آخر کون چلائے گا۔ کیا یہ اساتذہ کا کام نہیں؟ عصر حاضر میں تو فوری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طور پر اس کے لیے اقدامات کرنے کی ضرورت بڑھتی جارہی ہے۔اللہ نے مسلمانوں کو حج کی شکل میں اس مسلم بلاک کے سالانہ پروگرام مکہ میں منعقد کرنے کا موقع پہلے ہی فراہم کر رکھا ہے۔

متقی، دیانت دار اور باکردار اساتذہ کے لیے وسیع میدانِ عمل موجود ہے۔ موجودہ چیلنج بہت بڑا ہے اور وہ آپ کی رہنمائی کا منتظر ہے۔فرمان الٰہی ہے:

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ.

(العنکبوت:69)

اور جو لوگ ہماری خاطر مجاہدہ کریں گے انھیں ہم اپنے راستے ضرور دکھائیں گے اور یقیناً اللہ تعالیٰ تو نیکی کرنے والوں ہی کے ساتھ ہے۔

وطنِ عزیز میں کرپشن اور جملہ بدعنوانیوں کو ختم کرنے کے لیے اور خصوصاً شعبہ تعلیم کی خرابیوں کا خاتمہ کرنے کے لیے ہمیں بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے جبکہ عالمی منظرنامہ میں موجودہ جاری ساری ظلم و جبر کے نظام کو بدلنے کے لیے، ظالموں کو انسانیت کا خون بہانے سے خصوصاً مسلمانوں پر کھلے بندوں ڈھائے جانے والے ظلم و دہشت گردی کو روکنے کے لیے بھی بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔

ہمارا مشن ملت اور ملک کے لیے، اور پھر پوری انسانیت کے لیے امن، اطمینان اور عدل و انصاف مہیا کرنے کے لیے بھرپور اور ہمہ جہت کام کرتے رہنا ہے۔ اللہ ہمیں اس بات کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

آج معلّم اعظمؐ کی امت پر بہت نازک وقت آن پڑا ہے۔وہ بہت زیادہ عمل کا متقاضی ہے کیونکہ طوفان و سیلاب جتنا شدید ہو اس کے ازالے کے لیے اتنی زیادہ محنت کرنا پڑتی ہے۔بقول اقبال:

اٹھ کہ بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ اقبالؒ

خدائے لم یزل کا دستِ قدرت تو' زباں تو ہے
یقین پیدا کر اے غافل، کہ مغلوبِ گماں تو ہے
پرے ہے چرخِ نیلی فام سے منزل مسلماں کی
ستارے جس کی گردِ راہ ہوں، وہ کارواں تو ہے
مکاں فانی، مکیں آنی، ازل تیرا، ابد تیرا
خدا کا آخری پیغام ہے تو، جاوداں تو ہے!
حنا بندِ عروسِ لالہ ہے خونِ جگر تیرا
تیری نسبت براہیمی ہے، معمارِ جہاں تو ہے!
تیری فطرت امیں ہے ممکناتِ زندگانی کی
جہاں کے جوہرِ مضمر کا گویا امتحاں تو ہے!
جہانِ آب و گل سے عالمِ جاوید کی خاطر
نبوت ساتھ جس کو لے گئی، وہ ارمغاں تو ہے!
یہ نکتہ سرگذشتِ ملتِ بیضا سے ہے پیدا
کہ اقوامِ زمینِ ایشیا کا پاسباں تو ہے

❁❁❁

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اساتذہ کے لیے ضابطہ اخلاق

تنظیم اساتذہ [خواتین] کی ہر رکن عہد کرتی ہے:

1۔ اپنی زندگی کو احکام الٰہی اور سنت رسولؐ کے مطابق ڈھالے گی اور ان امور سے بچنے کی کوشش کرے گی، جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی ناراضی کا باعث ہیں۔

2۔ پاکستان کے اساسی نظریے، یعنی اسلامی نظریہ حیات کے تحفظ اور ترویج کی پوری پوری کوشش کرے گی۔

3۔ اسلام کا انسان مطلوب بنانے کے لیے اپنی شاگردوں کی تربیت کو ہر لمحہ پیش نظر رکھے گی۔

4۔ معیار تعلیم کو بلند کرنے، نئی نسل کو اسلامی خطوط پر تربیت دینے اور پاکستان میں ایک اسلامی جمہوری معاشرے کے قیام کے لیے عام افراد، طالب علموں کے والدین، رفقائے کار اور انتظامیہ کا تعاون حاصل کرے گی۔

5۔ پیشہ وارانہ صلاحیت کی نشوونما کے لیے مطالعہ جرائد و کتب، تنظیم اساتذہ اور حکومت کے زیر اہتمام منعقد ریفریشر کورسوں اور تعلیمی کانفرنسوں میں باقاعدگی اور توجہ سے حصہ لے گی۔

6۔ اپنے فرائض منصبی محنت، خلوص اور دیانت داری سے سرانجام دے گی۔ جن میں یہ امور بطور خاص شامل ہیں:

• وقت کی پابندی • سبق کی تیاری • کلاس روم میں غیر متعلق گفتگو سے اجتناب • تعلیمی لحاظ سے کمزور طالبات پر انفرادی توجہ • نصابی اور ہم نصابی سرگرمیوں میں بھرپور شرکت۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

7۔ پیشہ وارانہ ترقی کے لیے تحقیقی کاوشیں اور تعلیم و تدریس میں نئے تجربات کی کوشش کرے گی، تاکہ دیگر اساتذہ بھی ان سے فائدہ حاصل کر سکیں۔

8۔ طالب علموں کو ایسی سزا نہیں دے گی، جس سے ان کی عزت نفس مجروح ہو، اور نہ ان سے توہین آمیز گفتگو کرے گی۔

9۔ اپنے شاگردوں کو پرائیویٹ ٹیوشن پڑھنے کے لیے مجبور نہیں کرے گی۔

10۔ طالب علموں کے جائزوں اور امتحانات کے انعقاد، پرچوں کی جانچ اور نتائج کی تیاری میں تقویٰ کا اعلیٰ معیار قائم رکھتے ہوئے انتہائی دیانت داری سے کام کرے گی۔ نہ کسی قسم کی سفارش اور دباؤ سے متاثر ہوگی اور نہ جانب دارانہ رویہ اختیار کرے گی۔

11۔ اپنے رفقائے کار، شاگردوں اور تعلیمی اداروں کے اندر باہمی اعتماد کی فضا پیدا کرے گی۔

12۔ اپنے رفقائے کار پر نکتہ چینی سے اجتناب کرے گی۔

13۔ اپنے اور اپنے رفقائے کار کے حقوق کے تحفظ اور غیر منصفانہ شرائط کو منسوخ کرانے کے لیے آئینی اور اخلاقی حدود میں رہ کر جدوجہد کرے گی۔

14۔ اپنے تعلیمی ادارے کی انتظامیہ اور رفقائے کار کے ساتھ ہر ممکن تعاون کرے گی۔ جس کی بنیاد ہوگی:

تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَان

نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں مدد کرو اور برائی اور گناہ کے کاموں میں (ایک دوسرے کی) مدد نہ کرو۔

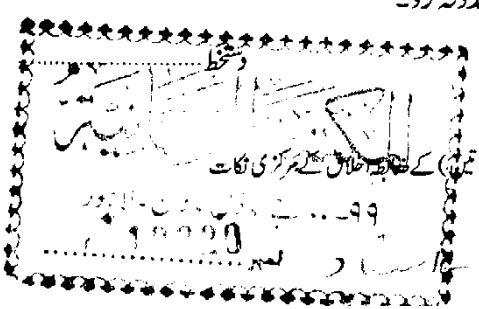

نوٹ: تنظیم اساتذہ پاکستان (خواتین) کے ضابطہ اخلاق کے مرکزی نکات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر ثریا بتول علوی (پ: ۲ مئی ۱۹۴۷ء) گورنمنٹ کالج برائے خواتین، سمن آباد، لاہور میں ایسوسی ایٹ پروفیسر اور صدر شعبہ اسلامیات ہیں۔

- علمی خانوادے سے تعلق ہے۔ آپ کے والد، مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ (م: ۱۹۹۵ء) معروف عالم دین، ماہر خطاط اور ۲۰ سے زائد کتب کے مصنف تھے۔ تاج کمپنی کے بیش تر قرآن آپ ہی کے موئے قلم کے شاہکار ہیں۔ آپ کے شوہر مولانا عبدالوکیل علوی ادارہ معارف اسلامی، لاہور سے وابستہ ہیں۔ تفہیم الاحادیث کے مرتب اور سیرت سرور عالمؐ کے شریک مرتب ہیں۔
- پروفیسر ثریا بتول علوی کا تعلیمی کیریر شان دار رہا۔ ۱۹۶۲ء میں امتیازی پوزیشن سے میٹرک کیا۔ ۱۹۶۸ء میں پنجاب یونی ورسٹی میں ایم اے عربی میں اوّل پوزیشن حاصل کی اور ایم اے اسلامیات بھی اعلیٰ درجے میں کیا ہے۔
- متعدد علمی رسائل کے لیے مقالات لکھتی ہیں۔ ۱۰۰ سے زائد مقالات شائع ہو چکے ہیں۔ چار کتب کی مصنفہ ہیں: ۱۔ اسلام میں عورت کا مقام و مرتبہ ۲۔ خواتین کمیشن رپورٹ کا جائزہ ۳۔ جدید تحریک نسواں اور اسلام ۴۔ حدود قوانین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ